
عمران سیریز
مادام ٹائیگر
ارشاد العصر جعفری

## محترم قارئین۔

السلام علیکم!

عمران کا نیا کارنامہ کتابی صورت میں آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ ویسے تو عمران اور اس کی ٹیم کا ہر مشن ہی کارنامہ ہوتا ہے لیکن ہم اس کے اس مشن کو ایک عظیم کارنامہ کہہ سکتے ہیں۔

ڈیئر قارئین۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ صیہونی طاقتیں ہمیشہ مسلمانوں کی دشمن رہی ہیں۔ اگر کوئی بھی مسلمان ملک ترقی کرنے لگتا ہے تو یہ صیہونی طاقتیں اس کے خلاف سازشوں کے جال بچھا دیتی ہیں۔ ہم اپنے ملک ہی کی مثال دیکھ لیں۔ ہمارا ملک بہت سی سازشوں میں گھرا ہوا ہے کیونکہ ہم پہلی اسلامی ایٹمی طاقت ہیں اور مسلمانوں کے ازلی دشمن یہ برداشت نہیں کر پار ہے کہ کوئی مسلم ملک ایٹمی پاور رکھتا ہو۔ لہٰذا ہمارے خلاف ایسا منفی پروپیگنڈا کیا گیا ہے کہ ہم مختلف مسائل کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں۔ سازشوں سے ہماری معاشی ترقی کو روک دیا گیا ہے اور جس ملک کی معاشی ترقی رک جائے وہاں بے روزگاری، غربت اور جہالت ڈیرے ڈال دیتی ہے۔

ڈیئر قارئین۔ اگر ایسے میں دنیا کے نقشے پر کوئی نئی اسلامی مملکت ابھر آئے تو صیہونی طاقتیں بھلا اسے کہاں برداشت کرسکتی

ہیں۔ مسلمانوں کے دشمن اس نئے اسلامی ملک کی بقاء کے خلاف سرگرم ہو جاتے ہیں۔ یورپ میں ایسی ہی ایک ریاست سلوانیہ نے بھی خود مختاری کا اعلان کیا تو اس کے ہمسایہ ملک ہی اس کے دشمن بن گئے کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ یورپ میں کوئی نئی اسلامی ریاست قائم ہو۔ سلوانیہ کی آزادی اور خود مختاری ختم کرنے کے لئے انہوں نے اسرائیل کو سلوانیہ کے خلاف دہشت گردی کی دعوت دی تو یہودی یہ خواب دیکھنے لگے کہ سلوانیہ دوسرا یہودی ملک بن جائے گا اور اپنے اس خواب کی تعبیر پانے کے لئے انہوں نے سلوانیہ کے مسلمانوں پر انسانیت سوز مظالم کا سلسلہ شروع کر دیا۔ انہوں نے قتل و غارت کا ایسا بازار گرم کیا کہ جسے دیکھ کر فرعون کی روح بھی لرز اٹھے۔ پھر ایسے میں عمران اور اس کے ساتھی حرکت میں آ گئے اور یوں آپ کے لئے ایک دلچسپ، منفرد اور ایکشن سے بھرپور ناول تخلیق ہوتا چلا گیا۔ آپ کے اور ناول کے درمیان مزید حائل نہیں رہنا چاہوں گا۔

اس گزارش کے ساتھ اجازت چاہوں گا کہ ناول پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔

والسلام

ارشاد العصر جعفری



یہ ایک جدید طرز تعمیر کا انتہائی خوبصورت کمرہ تھا جو قیمتی فرنیچر سے آراستہ تھا۔ یہ نائس لینڈ کے پریذیڈنٹ ہاؤس کا خصوصی کمرہ تھا اور اس وقت اس کمرے میں تین شخصیات موجود تھیں۔ اسرائیل کے صدر، نائس لینڈ کے صدر اور ایکریمی سینٹ کے ڈپٹی چیئرمین، جو اس وقت انتہائی اہم اور سیکرٹ میٹنگ کر رہے تھے۔

''ہمیں اس بات پر تشویش ہے کہ یورپ میں ایک اور مسلم ریاست نے جنم لے لیا ہے۔ کوسوو کے بعد سلوانیہ نے آزادی کا اعلان کر دیا ہے۔ اگر یورپ میں اسی طرح ریاستیں آزاد ہوتی رہی تو ایک دن سارا یورپ مسلمان ہو گا''...... ایکریمی سینٹ کے ڈپٹی چیئرمین مسٹر بچر نے میٹنگ کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے اور انداز سے پریشانی عیاں ہو رہی تھی۔

''یہ ہمارے ایک یورپی ملک کی کمزوری ہے۔ سلوانیہ پر اس کی گرفت کمزور پڑ گئی جس کا فائدہ مسلمانوں نے اٹھایا اور آزادی کا

اعلان کر دیا اور اپنی پارلیمنٹ بھی بنا لی''...... نائس لینڈ کے صدر نے کہا۔

''ہم اس آزادی کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔ مسلمانوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ یورپ میں اپنا ملک بنالیں اور اپنی مرضی سے اپنی زندگی بسر کرنا شروع کر دیں''...... مسٹر بچر نے کہا۔

''ہم اس لئے تو یہاں مل بیٹھے ہیں کہ اس مسئلے کا کوئی حل سوچیں''...... نائس لینڈ کے صدر نے کہا۔

''جی ہاں۔ میں بھی آپ کی کال پر اسی لئے حاضر ہوا ہوں کیا آپ کے پاس کچھ تجاویز ہیں''...... مسٹر بچر نے کہا۔

''اس سلسلے میں اسرائیل کے محترم صدر مملکت کے پاس چند تجاویز ہیں اور یہ میٹنگ بھی انہی کی خواہش پر بلائی گئی ہے''۔ نائس لینڈ کے صدر نے اسرائیلی صدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مسلمان ہمارے مشترکہ دشمن ہیں اور ان دشمنوں کا سر کچلنے کے لئے جناب صدر کی کاوشیں ناقابل فراموش ہیں۔ یقیناً ان کے پاس بہترین تجاویز ہوں گی''...... مسٹر بچر نے بھی اسرائیلی صدر کی طرف دیکھتے ہوئے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

''تھینک یو۔ مسٹر بچر اینڈ مسٹر پریذیڈنٹ آف نائس لینڈ، مسلمان ایسی قوم ہے جو سب پر چھا جانا چاہتی ہے اور ہمیں نیست و نابود کر دینا چاہتی ہے۔ آغازِ اسلام سے ہی مسلمان قوم سے ہماری دشمنی شروع ہو گئی تھی اور یہ دشمنی آج تک برقرار ہے''۔



اسرائیلی صدر نے اتنا کہا اور خاموش ہو گئے پھر انہوں نے اپنے سامنے رکھا ہوا پانی کا گلاس اٹھا کر اس پر سے کور ہٹایا اور دو تین گھونٹ پانی پینے کے بعد گلاس واپس میز پر رکھ کر اس پر کور بھی رکھ دیا۔

''ہمارا اپنا کوئی ملک نہیں تھا جبکہ ہمیں ملک کی اشد ضرورت تھی۔ ہم نے عربوں کے علاقوں پر قبضہ کیا اور اپنا ملک بنا لیا۔ اب پوری دنیا میں یہودیوں کا صرف ایک ملک ہے جبکہ مسلمانوں کے بہت سے ممالک ہیں۔ اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے بھی کم از کم دو ملک تو ہوں۔ اگر یورپ اور ایکریمیا ہمارا ساتھ دے تو ہم سلوانیہ کو یہودی ریاست میں بدل دیں گے''...... اسرائیل صدر نے دوبارہ بولتے ہوئے کہا۔

''یورپ اور ایکریمیا نے ہر موقع پر اسرائیل کا نہ صرف ساتھ دیا ہے بلکہ ہر ممکن مدد بھی کی ہے اور اب بھی ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ بتائیں آپ کیا کرنا چاہتے ہیں''...... مسٹر بچر نے کہا۔

''سلوانیہ میں مسلم آبادی ہے ساٹھ فیصد۔ یہودی آبادی بیس فیصد اور عیسائی آبادی دس فیصد ہے جبکہ دیگر مذہب بھی دس فیصد ہیں۔ ہم سلوانیہ میں مسلمانوں کی نسل کشی کریں گے۔ انہیں سلوانیہ چھوڑنے پر مجبور کریں گے اور دنیا بھر سے یہودیوں کو لا کر یہاں آباد کریں گے۔ یوں اگر ہم آئندہ چار پانچ سالوں میں مسلم آبادی کو ساٹھ فیصد سے بیس، تیس فیصد تک لے آئیں اور یہودی آبادی

کو بیس فیصد سے چالیس پچاس فیصد تک لے جائیں تو جمہوریہ سلوانیہ بھی یہودی ریاست بن سکتا ہے''...... اسرائیلی صدر نے اپنا منصوبہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

''سلوانیہ چونکہ ہمارا پڑوسی ملک ہے۔ اس لئے ہم آسانی سے سلوانیہ میں یہودیوں کی آباد کاری کے لئے اسرائیل کی مدد کر سکتے ہیں''...... نائس لینڈ کے صدر نے کہا۔

''ہونہہ۔ اس منصوبے کو قابل عمل بنایا جا سکتا ہے۔ سلوانیہ کی مسلم آبادی کے کچھ حصے کو ختم کر دیا جائے اور کچھ حصے کو جلا وطن کر دیا جائے تو ایک اور یہودی ملک دنیا کے نقشے پر ابھر سکتا ہے۔ جناب صدر۔ اس سلسلے میں ہم آپ کی کیا مدد کر سکتے ہیں''...... مسٹر بچر نے اسرائیلی صدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جناب۔ آپ نے سلوانیہ کے مسلمانوں سے ہمدردی کا اظہار کرنا ہے اور ان کی مدد کے لئے اپنے مشنز بھی بھیجنے ہیں جو یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ سلوانیہ میں قتل و غارت کون کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کسی مسلم ملک میں سلوانیہ کی عوام کے لئے خیمہ بستیاں تعمیر کرائیں گے اور انہیں یقین دلائیں گے کہ جیسے ہی سلوانیہ کے حالات ٹھیک ہوں گے انہیں واپس ان کے وطن بھیج دیا جائے گا۔ ہمیں ان جلا وطن سلوانیہ کے مسلمانوں کی مالی مدد بھی کرنی ہو گی۔ اس کے لئے ہم بھی فنڈ فراہم کریں گے اور یہ فنڈ ہم آپ کو دیں گے۔ آپ بھی اور ہمارے دیگر دوست بھی ہماری



مدد کریں گے۔ یورپی ممالک کی اکثریت ہماری دوست ہے''...... اسرائیلی صدر نے کہا تو مسٹر بچر نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''سلوانیہ میں کارروائی کے لئے اسرائیلی ایجنسیاں کافی رہیں گی یا آپ کو اس سلسلے میں بھی ہماری مدد درکار ہو گی''...... مسٹر بچر نے اسرائیلی صدر سے پوچھا۔

''ہمارا خیال ہے کہ فی الحال یہ ٹاسک اسرائیل کو ہی دیا جائے۔ اگر ہمیں کسی موقع پر ضرورت محسوس ہوئی تو ہم آپ کی مدد حاصل کریں گے''...... اسرائیلی صدر نے کہا۔

''محترم بچر صاحب۔ آپ تو جانتے ہیں کہ اسرائیلی ایجنسیاں کافی فعال اور اعلیٰ کارکردگی کی حامل ہیں''...... نائس لینڈ کے صدر نے اسرائیلی ایجنسیوں کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ ان کے سیکرٹ ایجنٹوں کی ٹریننگ ایکریمیا میں ہی ہوتی ہے اور جناب صدر۔ یہ ٹاسک کسی ایسی ایجنسی کو دیا جانا چاہئے جو انتہائی سیکرٹ ہو اور ہمارا یہ پلان مکمل ہونے تک کسی کو اس کے بارے میں علم نہیں ہونا چاہئے''...... مسٹر بچر نے پہلے نائس لینڈ کے صدر اور پھر اسرائیلی صدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''محترم بچر صاحب۔ اسرائیل کے پاس ابھی بہت سی ایجنسیاں ایسی ہیں جن کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ یہاں تک کہ اسرائیل کے اعلیٰ حکام بھی ان ایجنسیوں سے لاعلم ہیں اور پھر یہ

پلان تو ٹاپ سیکرٹ ہے۔ اس کے لئے ایسی ہی ایجنسیوں کا انتخاب کیا جائے گا جو ٹاپ سیکرٹ ہوں گی اور کارکردگی میں لاثانی ہوں گی۔ اس پلان کے لئے ہم نے چار سے پانچ سال کا ٹائم فریم بنایا ہے لیکن ہمیں یقین ہے کہ ہماری ایجنسیاں یہ پلان کم مدت میں ہی مکمل کر لیں گی''...... اسرائیلی صدر نے بااعتماد لہجے میں کہا تو مسٹر بچر نے ایک بار پھر اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔

''اوکے۔ پھر آج کی میٹنگ کا اختتام کیا جائے''...... مسٹر بچر نے نائس لینڈ کے صدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس۔ آج کی میٹنگ کا اختتام کیا جاتا ہے''...... نائس لینڈ کے صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیبل پر رکھے بٹن پینل میں سے ایک بٹن پریس کیا تو کمرے کا دروازہ کھلا اور نائس لینڈ آرمی کا ایک جنرل کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے تینوں شخصیات کو سیلوٹ کیا۔

''سر۔ نائس لینڈ فلم انڈسٹری کی دو ٹاپ ایکٹریس آپ کو کمپنی دینے کی خواہش مند ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو انہیں آپ کے گیسٹ لاجز میں جانے کی اجازت دے دی جائے''...... جنرل نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں مسٹر بچر اور اسرائیلی صدر سے کہا۔

''یس یس۔ ہماری طرف سے اجازت ہے''...... مسٹر بچر نے فوراً ہی کہا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ بھی آ گئی تھی۔



''اوکے سر۔ تھینک یو سر''...... جنرل نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ پھر اس نے سیلوٹ کیا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی دو خوبصورت اور نوجوان لڑکیاں کمرے میں داخل ہوئیں۔ دونوں کے چہروں پر دلآویز مسکراہٹ تھی۔ ان دونوں نے جھک کر سلام کیا۔

''یہ ہماری سیکورٹی آفیسرز ہیں۔ یہ گیسٹ لاجز تک آپ کی رہنمائی کریں گی''...... نائس لینڈ کے صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسرائیلی صدر اور مسٹر بچر بھی اپنی اپنی کرسیوں سے کھڑے ہو گئے اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

سوپر فیاض کی جیپ انٹیلی جنس بلڈنگ سے باہر نکلی تو سوپر فیاض کی نظر فٹ پاتھ پر پڑی۔ جہاں دو آدمی آپس میں دست و گریبان تھے۔ وہ دونوں ہی اپنے لباس اور شکل وصورت سے غنڈے دکھائی دے رہے تھے۔

''ڈرائیور۔ تم ان کے قریب جیپ روکو اور تم دونوں نے انہیں گرفتار کرنا ہے۔ خبردار یہ فرار نہ ہونے پائیں''...... سوپر فیاض نے ڈرائیور اور اپنے دو ماتحتوں سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... تینوں نے بیک وقت اور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

پھر ڈرائیور نے فٹ پاتھ کے قریب پہنچ کر اچانک ہی جیپ کو بریک لگائی اور سوپر فیاض کے دونوں ماتحت برق رفتاری سے جیپ سے نیچے اترے اور لڑتے ہوئے آدمیوں کی طرف بڑھے۔ لڑتے ہوئے آدمیوں نے وردی والوں کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے لڑنا چھوڑ کر بھاگنے کی کوشش کی لیکن سوپر فیاض کے



ماتحتوں نے انہیں اس طرح پکڑ لیا جیسے عقاب چڑیا کو پکڑ لیتا ہے۔

''اوئے۔ شراب پی کر غل غپاڑہ کرتے ہو۔ چلو میرے آفس۔ میں تمہیں سیدھا کرتا ہوں''...... سوپر فیاض نے پولیس والوں کے مخصوص انداز میں کہا اور اس کے ماتحتوں نے ان دونوں کو جیپ میں بٹھا لیا۔ ان دونوں کو لڑتے دیکھ کر فٹ پاتھ پر چار پانچ آدمی جمع ہو گئے تھے۔ انٹیلی جنس کی جیپ کو دیکھ کر وہ فوراً ہی کھسک گئے تھے۔

''ڈرائیور۔ اب واپس آفس چلو۔ پہلے میں ان سے پوچھ لوں کہ یہ سرعام غنڈہ گردی کیوں کر رہے تھے''...... سوپر فیاض نے ڈرائیور کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے جیپ واپس موڑ لی۔

''ہاں اوئے۔ کون ہو تم۔ پہلے تو اپنا تعارف کراؤ''...... آفس پہنچ کر سوپر فیاض نے ان دونوں سے کہا۔

''جناب۔ میرا نام وقاص ہے''...... ان میں سے ایک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سوپر فیاض نے دوسرے کی طرف دیکھا۔

''جناب۔ میرا نام ہارون ہے''...... دوسرے آدمی نے بھی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہوں۔ تم دن دیہاڑے شراب پیتے ہو اور پھر سرعام غل غپاڑہ کرتے ہو''...... سوپر فیاض نے سخت لہجے میں کہا۔

''نو سر۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم نے شراب نہیں پی''۔ ہارون نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''شراب نہیں پی تو پھر فٹ پاتھ پر غنڈہ گردی کیوں کر رہے تھے''...... سوپر فیاض نے کرخت لہجے میں کہا لیکن جواب میں وہ دونوں خاموش رہے۔ انہوں نے سر جھکا لئے۔

''بولو۔ میری بات کا جواب دو اور سچ سچ بتانا۔ مجھے سچ اور جھوٹ کی پہچان ہے۔ اگر تم نے جھوٹ بولنے کی کوشش بھی کی تو پھر میں تم پر تھرڈ ڈگری استعمال کروں گا اور تم بقیہ زندگی اپاہج بن کر گزارو گے''...... سوپر فیاض نے ان دونوں کو دھمکیاں دیتے ہوئے کہا۔

''سر۔ بات یہ ہے کہ اس وقاص نے دھوکے سے مجھ سے پانچ لاکھ بٹور لئے تھے اور پھر یہ غائب ہو گیا تھا۔ آج یہ کافی دنوں کے بعد نظر آیا ہے تو میں نے اس سے رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا جس پر یہ مجھ سے لڑنے لگا''...... ہارون نے وقاص کو غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں سر۔ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ لڑائی تو اس نے شروع کی تھی''...... وقاص نے تیز لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ تم میرے پانچ لاکھ روپے کھا جاؤ اور میں اپنی رقم کی واپسی کا مطالبہ بھی نہ کروں''...... ہارون نے غصیلے لہجے میں کہا تو سوپر فیاض نے بھی غصے سے اس کی طرف دیکھا۔



''اوئے۔ تم اس وقت اپنے گھر نہیں میرے آفس میں کھڑے ہو۔ یہاں اپنا لہجہ دھیما رکھو ورنہ میں زبان کاٹ دوں گا''۔ سوپر فیاض نے انہیں جھڑکتے ہوئے کہا تو دونوں نے سر جھکا لئے۔

''تم نے اسے پانچ لاکھ روپے کیوں دیئے تھے''...... سوپر فیاض نے ہارون سے پوچھا۔

''سر۔ میں ایک چھوٹا سا بار کھولنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اس سلسلے میں مجھے شراب کا لائسنس بھی چاہئے تھا۔ اس وقاص نے مجھ سے کہا کہ اس کی دوستی ایک بڑے آدمی سے ہے۔ یہ مجھے لائسنس بنوا دے گا۔ ایڈوانس کے طور پر اسے پانچ لاکھ روپے دے دوں۔ باقی رقم جب یہ مجھے لائسنس لا دے گا تو تب میں اسے دوں لیکن سر۔ یہ پانچ لاکھ لے کر غائب ہو گیا''...... ہارون نے کہا تو سوپر فیاض نے وقاص کو گھور کر دیکھا۔ وقاص نے سہم کر نظریں جھکا لیں۔

''کیوں اوئے۔ یہ ہارون ٹھیک کہہ رہا ہے''...... سوپر فیاض نے وقاص کو گھورتے ہوئے کہا۔

''سر۔ یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ایک بڑی شخصیت سے واقعی میری دوستی ہے۔ میں نے پہلے بھی اس سے دو تین کام کرائے ہیں اور اب بھی میں نے ہارون سے پانچ لاکھ روپے لے کر اس شخصیت کو دیئے ہیں لیکن اب وہ کام نہیں کر رہا۔ پہلے تو ٹال مٹول سے کام لیتا رہا ہے۔ اب صاف مکر گیا ہے''...... وقاص نے سہمے ہوئے لہجے

میں کہا۔

''کون ہے وہ بڑی شخصیت۔ نام بتاؤ اس کا۔ میں ابھی اسے طلب کر لیتا ہوں''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''نو سر۔ وہ ایسا آدمی ہے کہ آپ اسے یہاں طلب نہیں کر سکتے''...... وقاص نے بدستور دھیمے لہجے میں کہا۔

''شٹ اپ۔ ایسا کون سا ملزم ہے جسے میں طلب نہیں کر سکتا۔ میں پاکیشیا کا سب سے بڑا آفیسر ہوں۔ جسے چاہوں اٹھا کر لاک اپ میں ڈال دوں''...... سوپر فیاض نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ وقاص کے جملے نے اسے آگ بگولہ کر دیا تھا۔

''سر۔ میں بہت ہی غریب اور کمزور سا انسان ہوں۔ مجھ سے اس آدمی کا نام نہ پوچھیں۔ میں اپنی بیوی کا زیور بیچ کر ہارون کی رقم واپس کر دوں گا''...... وقاص نے ہاتھ باندھتے ہوئے کہا۔

''بکواس بند کرو۔ قانون سب کے لئے ہے۔ میں کسی سے رعایت نہیں کیا کرتا۔ بتاؤ۔ کون ہے وہ آدمی''...... سوپر فیاض نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا تو وقاص ایک بار پھر سہم گیا اور اس نے رحم طلب نظروں سے سوپر فیاض کی طرف دیکھا۔

''بکو۔ جلدی بکو''...... سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو وقاص کے چہرے پر بے چارگی کے تاثرات پھیل گئے۔

''سس۔ سر۔ اس۔ اس کا نام علی عمران ہے اور وہ کنگ روڈ پر رہتا ہے''...... وقاص نے بدستور ہکلاتے ہوئے کہا تو سوپر فیاض



یکدم کرسی سے اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے اچانک ہی کرسی میں ہائی وولٹیج کا کرنٹ آ گیا ہو۔ اس کے چہرے پر حیرت کے شدید ترین تاثرات ابھر آئے تھے۔

''کک۔ کک۔ کیا۔ کیا نام لیا ہے تم نے''...... سوپر فیاض نے حیرت کی زیادتی کی وجہ سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''جی سر۔ میں نے علی عمران صاحب کا نام لیا ہے جو کنگ روڈ پر رہتے ہیں''...... وقاص نے کہا۔

سوپر فیاض خاموش ہو گیا اور خالی خالی نظروں سے وقاص کی طرف دیکھنے لگا۔ چند منٹ اسی کیفیت میں گزر گئے۔ ان چند منٹوں میں کمرے میں گہرا سکوت طاری رہا پھر سوپر فیاض نے گہرا سانس لیا اور دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرسی پر بیٹھنے کے بعد وہ وقاص اور ہارون کو گہری نظروں سے گھورنے لگا۔

''تم مجھے علی عمران کے خلاف تحریری درخواست لکھ دو''۔ سوپر فیاض نے وقاص سے کہا۔

''سر۔ یہ پاکیشیا ہے۔ یہاں درخواستیں دینے سے بھلا کیا ہوتا ہے''...... وقاص نے دھیمے لیکن طنزیہ لہجے میں کہا۔

''شٹ اپ۔ تم بار بار میری حیثیت کو چیلنج کر رہے ہو اور نجانے کیوں میں تم سے نرمی کر رہا ہوں۔ ادھر سامنے کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ میز پر کاغذ اور قلم موجود ہیں۔ اپنے ہاتھ سے درخواست لکھو''...... سوپر فیاض نے غصے سے کہا۔

''لیکن سر۔ میں درخواست نہیں لکھ سکتا''...... وقاص نے بے چارگی کے انداز میں کہا۔

''کیوں۔ کیا تمہارے ہاتھ ٹوٹے ہوئے ہیں''...... سوپر فیاض نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''سر۔ ایسے ہی سمجھ لیں۔ ایک ان پڑھ انسان بھلا اپنے ہاتھ سے درخواست کہاں لکھ سکتا ہے''...... وقاص نے کہا تو سوپر فیاض نے اسے گھور کر دیکھا پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور کمپیوٹر آپریٹر کا نمبر پریس کر دیا۔

''فیاض اسپیکنگ''...... جیسے ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھایا گیا سوپر فیاض نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''لیس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے کمپیوٹر آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''فوراً میرے کمرے میں آؤ''...... سوپر فیاض نے بدستور تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر ایک منٹ بھی نہ گزرا تھا کہ کمپیوٹر آپریٹر کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی سوپر فیاض کو سیلوٹ کیا اور ادب سے کھڑا ہو گیا۔

''ان دونوں کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ ان کے ساتھ فراڈ ہوا ہے۔ پورا واقعہ تفصیل سے سنو اور فراڈیئے کے خلاف زبردست قسم کی درخواست کمپوز کر کے پرنٹ لو اور پھر ان دونوں کے ساتھ واپس آؤ۔ درخواست پر ان کے دستخط میں اپنے سامنے کراؤں گا''۔



سوپر فیاض نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوکے سر''...... کمپیوٹر آپریٹر نے نہایت ہی مؤدبانہ لہجے مین کہا پھر اس نے وقاص اور ہارون کی طرف دیکھا۔

''تم جاؤ اس کے ساتھ۔ لیکن یہ یاد رکھنا کہ یہ سنٹرل انٹیلی جنس کی بلڈنگ ہے۔ یہاں سے بھاگنے کی کوشش مت کرنا ورنہ''۔ سوپر فیاض نے ان دونوں کو دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

''سر۔ ہمیں تو اپنی ڈوبی ہوئی رقم ملنے کی امید ہو گئی ہے۔ ہم بھلا کیوں بھاگیں گے اور آپ جیسے بڑے آفیسر سے بھاگ کر جائیں گے کہاں''...... اس مرتبہ ہارون بولا لیکن اس کا لہجہ خوشامد لئے ہوئے تھا۔

''اب جاؤ۔ زیادہ باتیں بنانے کی ضرورت نہیں ہے''...... سوپر فیاض نے کہا تو ہارون اور وقاص کمپیوٹر آپریٹر کے ہمراہ کمرے سے باہر چلے گئے۔ ان کے کمرے سے باہر جاتے ہی سوپر فیاض نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ جلد ہی دوسری طرف بیل جانے لگی لیکن کافی دیر گزرنے کے باوجود دوسری طرف سے رسیور نہ اٹھایا گیا۔

''نانسنس۔ ٹیلی فون کی بھی پرواہ نہیں کرتا''...... سوپر فیاض نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اسی لمحے دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

''ہیلو۔ علی عمران۔ جس کا باورچی ہے سلیمان۔ سلیمان کے

ہاتھوں میں ہوں پریشان۔ آپ کون ہیں بھائی جان''...... دوسری طرف سے عمران کی پریشان آواز سنائی دی۔

''نہ تم کبھی سدھرو گے اور نہ ہی تمہارا باورچی''...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ سوپر فیاض۔ یہ میری سماعت کی خوش قسمتی ہے کہ آج اتنے دنوں بعد سوپر فیاض کی آواز سنائی دی ہے''...... اس مرتبہ عمران کی آواز میں شوخی تھی۔

''تم تو مطلبی دوست ہو۔ بغیر اپنے مطلب کے یاد کرتے ہی نہیں ہو۔ میں نے سوچا کہ میں ہی تمہیں ٹیلی فون کر لوں''...... سوپر فیاض نے اس مرتبہ شکایت بھرے لہجے میں کہا۔

''شکریہ۔ شکریہ۔ یاد کرنے کا بھی اور مطلبی خطاب دینے کا بھی''...... عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''عمران۔ تم یوں کرو کہ فوراً میرے آفس آ جاؤ۔ چائے بھی پیتے ہیں اور گپ شپ بھی کرتے ہیں''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''تم اتنے بڑے آفیسر ہو۔ دوستوں کو صرف چائے پر ٹرخاؤ گے''...... دوسری طرف سے عمران نے کہا۔

''تم آ جاؤ۔ جو کہو گے میں منگوا لوں گا اور سنو فوراً آؤ کیونکہ تمہارے لئے میرے پاس ایک سرپرائز بھی ہے''...... سوپر فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے عمران کا جواب سنے بغیر رسیور رکھ دیا۔ چند سیکنڈ کے بعد ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی تو سوپر



فیاض نے سی ایل آئی پر نظر دوڑائی۔ اس کی توقع کے عین مطابق عمران کے فلیٹ کے نمبرز فلیش ہو رہے تھے۔ سوپر فیاض نے رسیور اٹھایا اور کریڈل پر انگلی رکھ کر کال کاٹ دی۔ اس کے بعد اس نے رسیور ٹیبل پر رکھ دیا اور جیب سے سیل فون نکال کر اسے بھی آف کر دیا۔ اب اسے یقین تھا کہ عمران فوراً آئے گا۔ آج عمران اس کی گرفت میں آنے والا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ آج وہ عمران سے سارے حساب برابر کر دے گا۔ پہلے اس نے عمران کو فلیٹ پر جا کر گرفتار کرنے کا سوچا تھا۔ پھر اس نے اپنا یہ ارادہ بدل دیا۔ فلیٹ پر عمران اسے چکمہ دے سکتا تھا لیکن آفس میں اس کی کوئی چالبازی نہیں چل سکتی تھی۔ سوپر فیاض کا ارادہ تھا کہ وہ عمران کو گرفتار کر کے سر عبدالرحمٰن کے سامنے پیش کر دے گا۔

اب وہ فون پر عمران سے مزید بات نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ اگر وہ عمران سے طویل گفتگو کرے گا تو عمران باتوں باتوں میں اس سے اصل بات اگلوا لے گا یا پھر عمران کو اندازہ ہو جائے گا کہ فیاض اسے اچھی نیت سے نہیں بلا رہا۔ آج عمران اس کے شکنجے میں پھنسنے والا تھا اور اس بات پر وہ بہت خوش ہو رہا تھا۔ تقریباً دس منٹ بعد اس کا کمپیوٹر آپریٹر، وقاص اور ہارون کے ساتھ اس کے کمرے میں واپس آ گیا۔ سلام کے بعد کمپیوٹر آپریٹر نے درخواست اس کے سامنے رکھ دی اور فیاض نے درخواست پڑھی اور مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔ کمپیوٹر آپریٹر نے

اس کے مزاج کے مطابق درخواست بنائی تھی۔

''چلو۔ تم دونوں دستخط کرو''...... درخواست پڑھنے کے بعد سوپر فیاض نے وقاص اور ہارون سے کہا۔

''سر۔ ہم تو انگوٹھے لگائیں گے''...... وقاص نے کہا تو سوپر فیاض نے منہ بنا دیا۔

''اچھا۔ انگوٹھے ہی لگاؤ۔ مرو''...... سوپر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ انگوٹھے مت لگانا۔ یہ تمہاری جائیداد اپنے نام کرا رہا ہے''...... اچانک ہی کمرے میں عمران کی آواز سنائی دی تو تینوں نے دروازے کی طرف دیکھا۔ عمران دروازے میں کھڑا تھا اور طوطے کی طرح آنکھیں گھما رہا تھا۔

''یہ جائیداد کا کاغذ نہیں ہے عمران۔ یہ تمہاری گرفتاری کا پروانہ ہے۔ میں تمہیں اکثر کہا کرتا تھا نا کہ جس دن میرے ہتھے چڑھو گے بچنے کا موقع نہیں ملے گا اور آج برسوں کے انتظار کے بعد وہ موقع ہاتھ آ گیا ہے''...... سوپر فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہائیں۔ یہ آج تم بہکی بہکی باتیں کیوں کر رہے ہو۔ کہیں مے کدے کے چکر تو نہیں لگا رہے آج کل''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سوپر فیاض کی ٹیبل کے قریب آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران۔ تم فوراً کرسی چھوڑ دو''...... سوپر فیاض یکدم ہی خشک



لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا کہا تم نے''...... عمران نے اس مرتبہ حقیقی حیرت سے کہا۔

''ہاں۔ اس وقت تم ایک مجرم کی حیثیت سے میرے سامنے موجود ہو اور میں مجرموں کو کرسی پیش نہیں کیا کرتا''...... سوپر فیاض نے بدستور خشک لہجے میں کہا۔ عمران نے سوپر فیاض کو غور سے دیکھا۔ سوپر فیاض میں اتنی جرأت تو تھی ہی نہیں کہ وہ عمران سے مذاق کرتا اور اس کا یہ انداز عمران کو حیران کر رہا تھا۔

''کیا جرم کیا ہے میں نے''...... عمران نے یکدم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''ان دونوں کو دیکھ رہے ہو''...... سوپر فیاض نے وقاص اور ہارون کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

''ہاں۔ دیکھ رہا ہوں''...... عمران نے ان دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''انہوں نے تمہارے خلاف درخواست دی ہے کہ تم نے ان سے فراڈ کیا ہے اور ان سے پانچ لاکھ روپے ہتھیا لئے ہیں۔ اب میں ان کی درخواست اور ان دونوں کو سر عبدالرحمٰن کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ مجرم کی حیثیت سے تم بھی ان کے سامنے پیش ہو گے''...... سوپر فیاض نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''فراڈ سے پانچ لاکھ روپے ہتھیا لینا واقعی ایک بڑا جرم ہے لیکن

اپنی سیٹ کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے جوئے خانوں اور شراب خانوں سے رشوت لینا اس سے بھی بڑا جرم ہے''...... عمران نے پہلے سے بھی زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کک۔ کیا۔ تم مجھے بلیک میل کر رہے ہو''...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں بلیک میل نہیں کر رہا۔ دو دن پہلے سیٹھ غوری نے پچاس لاکھ روپے ایک بڑے افسر کے ایک خفیہ اکاؤنٹ میں جمع کرائے ہیں۔ یہ خفیہ اکاؤنٹ قومی بینک کی دستور روڈ برانچ میں ہے۔ اکاؤنٹ کا نمبر زیرو سکس سیون ایٹ ہے اور کل سیٹھ بابر نے اسی اکاؤنٹ میں پچیس لاکھ روپے جمع کرائے ہیں۔ اس اکاؤنٹ کی کل تک کی تفصیل اس وقت میری جیب میں ہے۔ خیر ان باتوں کو چھوڑو۔ تمہارا ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ تم مجھے مجرم کی حیثیت سے ڈیڈی کے پاس لے چلو''...... عمران نے بھی خشک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے بھی اٹھنے لگا۔ عمران کی ان باتوں کے دوران سوپر فیاض اپنے ہونٹ کاٹ رہا تھا اور بار بار اس کی نظر وقاص اور ہارون کی طرف اٹھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر بیک وقت غصے اور بے چارگی کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے۔

''مجھے تم صرف یہ بتاؤ کہ تم نے ان کے ساتھ فراڈ کیا ہے یا نہیں''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''ہاں۔ کیا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔



''نہیں سر۔ عمران صاحب نے ہمارے ساتھ فراڈ نہیں کیا''۔ اچانک وقاص نے تیز لہجے میں کہا۔

''اس نے تمہارے ساتھ فراڈ نہیں کیا۔ پھر تم نے میرے سامنے اتنا بڑا جھوٹ کیوں بولا''...... سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں وقاص کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آپ نے ہمیں جھگڑتے ہوئے پکڑ لیا تھا۔ اب آپ نے ہمیں لازماً سزا دینی تھی۔ اس لئے سزا سے بچنے کے لئے ہم نے یہ بات کہی کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ عمران صاحب آپ کے دوست ہیں اور یہ ہمیں آپ کی سزا سے بچا لیں گے''...... وقاص نے دھیمے لہجے میں کہا تو سوپر فیاض ایک بار پھر انہیں گھورنے لگا۔

''اب میں واپس جا سکتا ہوں یا تم نے مجھے ڈیڈی کے سامنے پیش کرنا ہے''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''سوری عمران۔ میں تم سے معذرت چاہتا ہوں''...... سوپر فیاض نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔ عمران کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے وقاص اور ہارون کی طرف دیکھا۔

''تم دونوں میرے ساتھ آؤ''...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ سوپر فیاض کے کمرے سے باہر آ کر عمران پارکنگ کی طرف بڑھا جہاں اس کی کار کھڑی تھی۔ اس نے وقاص اور ہارون کو کار میں بٹھایا اور پھر اس کی کار بلڈنگ سے باہر آ گئی۔

''ہاں۔ اب بتاؤ کیا چکر ہے۔ تم کون ہو اور تم نے اس طرح

مجھ سے ملنے کی کوشش کیوں کی ہے''...... عمران نے بیک مرر میں ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ واقعی بہت ذہین ہیں اور سمجھ گئے ہیں کہ ہم نے آپ سے ملاقات کے لئے یہ سب کیا ہے''...... ہارون نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

''فضول باتوں کو چھوڑو اور اصل بات کی طرف آؤ''...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ میرا نام وقاص ابی طلحہ ہے اور میرا تعلق فلسطین سے ہے''...... وقاص نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران چونک پڑا اور پھر اس نے مڑ کر دیکھا۔

''میرے اس ساتھی ہارون کا تعلق جمہوریہ سلوانیہ سے ہے۔ ہم دونوں نے مقامی میک اپ کئے ہوئے ہیں۔ ہارون کے دادا کا تعلق تو پاکیشیا سے ہی تھا۔ وہ اپنی جوانی میں روزگار کے سلسلے میں سلوانیہ گئے اور پھر ہمیشہ کے لئے وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ ہارون کو پاکیشیا کی مقامی زبان بھی اس لئے آتی ہے کہ ان کے گھر میں آج بھی پاکیشیائی زبان بولی جاتی ہے''...... وقاص نے تفصیل سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''یہ سب ٹھیک ہے لیکن تم نے اب تک یہ نہیں بتایا کہ تم مجھے اس طرح سے کیوں ملنا چاہتے تھے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ جب ہم ایئرپورٹ سے باہر آئے تو ہمیں



محسوس ہوا کہ ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ اس تعاقب کی وجہ سے ہمیں ہوٹل پہنچ کر میک اپ کرنا پڑا اور فائر ڈور کے راستے اس ہوٹل سے بھاگنا پڑا۔ ہمیں آپ سے ملنا تھا لیکن مجھے خدشہ تھا کہ کہیں ہمارے دشمن آپ کے فلیٹ کی نگرانی نہ کر رہے ہوں۔ اس طرح سے ہمارے مارے جانے کا خطرہ تھا۔ خیر زندگی اور موت کی تو ہمیں اتنی پرواہ نہیں ہوتی لیکن آپ سے نہ مل سکنے کی صورت میں ہم وہ پیغام آپ تک نہیں پہنچا سکتے تھے۔ جس کی وجہ سے ہم پاکیشیا آئے ہیں اور تحریک آزادی کے تمام رکن آپ کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں۔ سوپر فیاض صاحب اور آپ کی دوستی کا بھی ہم سب کو علم ہے۔ بس میں نے سوپر فیاض کے ذریعے ہی آپ سے ملنے کا پروگرام بنایا۔ ہمارے دشمن یہ سوچ بھی نہیں سکتے کہ ہم اس طرح بھی آپ سے مل سکتے ہیں۔ دشمن آپ کے فلیٹ کی نگرانی کر سکتے ہیں۔ آپ جن ہوٹلوں اور کلبوں میں آتے جاتے ہیں وہاں کی نگرانی کر سکتے ہیں لیکن سوپر فیاض کے آفس کا تو وہ تصور بھی نہیں کر سکتے اور اب آپ دیکھ لیں کہ ہم اپنی پلاننگ میں کس طرح کامیاب رہے ہیں''...... وقاص نے کہا۔ گفتگو کے آخر میں اس کے چہرے پر مسکراہٹ بھی آ گئی تھی۔

''بڑی عجیب اور منفرد پلاننگ کی ہے اور لگتا ہے کہ آپ کی پلاننگ کامیاب رہی ہے۔ بہرحال اب آپ یہ بتائیں کہ آپ میرے لئے کیا پیغام لائے ہیں''...... جواب میں عمران نے بھی

مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ یہ تو جانتے ہی ہوں گے کہ جمہوریہ سلوانیہ نے تھوڑا عرصہ پہلے اپنی خود مختاری کا اعلان کیا ہے اور کئی ممالک نے اسے آزاد ملک کی حیثیت سے تسلیم بھی کر لیا ہے''۔ اس مرتبہ ہارون، عمران سے مخاطب ہوا۔

''جی ہاں۔ یورپ میں ایک اور نئی اسلامی ریاست معرضِ وجود میں آ گئی ہے اور یہ بات ہمارے لئے خوشی کا باعث ہے''۔ عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اور آپ کے علم میں یہ بات بھی ہو گی کہ طاغوتی طاقتیں مسلمانوں کی آزادی اور سلامتی کی دشمن ہیں۔ خاص طور پر یہودیوں کو تو مسلمانوں سے خدا واسطے کا بیر ہے''...... ہارون نے کہا۔

''ہاں۔ یہودیوں کو مسلمان ایک آنکھ نہیں بھاتے اور یہودیوں کی مسلم دشمنی سے میں باخوبی واقف ہوں''......عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اسرائیل نے ایکریمیا اور نائس لینڈ کے ساتھ مل کر اس نو زائیدہ اسلامی ریاست کے خلاف انتہائی خوفناک سازش تیار کی ہے''...... ہارون نے کہا تو عمران نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

''عمران صاحب۔ اس سازش کے بارے میں ہمارے ایک فلسطینی رہنما کو اطلاع ملی تو انہوں نے مجھے سلوانیہ بھیجا۔ ہارون صاجب سلوانیہ انٹیلی جنس کے ڈپٹی ڈائریکٹر ہیں۔ سازش کے



بارے میں تو یہ نہیں جانتے تھے لیکن سلوانیہ کے حالات کی وجہ سے یہ بہت پریشان تھے۔ انہیں یہ تو اندازہ تھا کہ کچھ غیر ملکی طاقتیں سلوانیہ کی سلامتی کے درپے ہیں لیکن اس سازش کی کڑیاں کہاں کہاں جاتی ہیں یہ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے جبکہ یہودیوں کا پلان یہ ہے کہ اسرائیل کے بعد سلوانیہ کو یہودیوں کا دوسرا ملک بنا دیا جائے۔ اس سلسلے میں وہ سلوانیہ کے مسلمانوں کی نسل کشی اور ان کی جلا وطنی کے پروگرام پر عمل پیرا ہیں''...... وقاص نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''یہ یہودی اپنی حرکتوں سے کبھی باز نہیں آئیں گے۔ بہرحال اب آپ یہ بتائیں کہ آپ لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں''......عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم فلسطین میں یہودیوں کی ریشہ دوانیوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ نے بھی متعدد بار ہماری مدد کی ہے اور یہودیوں کے ناقابل شکست منصوبوں کو عبرت ناک شکست سے دو چار کیا ہے۔ میں ہارون صاحب سے ملا اور حالات پر جب ہماری گفتگو ہوئی تو ہمیں محسوس ہوا کہ فی الحال سلوانیہ گورنمنٹ اس قابل نہیں ہے کہ وہ اس عالمی سازش کا مقابلہ کر سکے۔ سلوانی حکام اور ہمارے رہنماؤں کے درمیان اس موضوع پر میٹنگز ہوئیں اور ان میٹنگز میں یہ طے پایا کہ آپ سے مدد کی درخواست کی جائے''...... وقاص نے ایک مرتبہ پھر طویل

گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن۔ آپ تو جانتے ہوں گے کہ میں اپنے چیف ایکسٹو کے حکم کا پابند ہوں۔ میں آپ کی گزارشات چیف تک پہنچا دوں گا۔ اگر چیف نے اجازت دی تو پھر میں اس سلسلے میں کچھ کرسکوں گا بغیر اجازت کے تو میں دارالحکومت سے باہر بھی نہیں جا سکتا''۔ عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہم یہ بات بھی جانتے ہیں کہ عالم اسلام کے لئے چیف کے بھی وہی جذبات ہیں جو آپ کے یا ہمارے ہیں۔ آپ نے اسرائیل کے خلاف کئی بار ذاتی طور پر بھی کام کیا ہے اور اس سلسلے میں چیف نے آپ کو خوش دلی سے اجازت دی ہے۔ اب بھی چونکہ مظلوم مسلمانوں کو آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہمیں یقین ہے کہ چیف آپ کو منع نہیں کریں گے۔ سرکاری طور پر نہ سہی، آپ کو ذاتی حیثیت سے کام کرنے کی اجازت دے دیں گے''...... وقاص نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہم نے تو سنا ہے کہ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبر نہیں ہیں بلکہ آزاد اور خود مختار انسان ہیں۔ اپنی مرضی سے کام کرتے ہیں''...... ہارون نے کہا۔

''جہاں تک آزادی اور خود مختاری والی بات ہے تو ٹھیک ہے۔ لیکن اپنی مرضی سے کام کرنے والی بات بالکل غلط ہے۔ آپ ہمارے چیف ایکسٹو کے بارے میں کچھ نہیں جانتے''......عمران



نے کہا۔

''ہم نے سنا ہے کہ پاکیشیا میں ایکسٹو صاحب، صدر مملکت سے بھی زیادہ با اختیار ہیں''...... ہارون نے کہا۔

''آپ نے ٹھیک سنا ہے۔ آپ کو مزید یہ بھی بتا دوں کہ میں اگر چیف کی آواز ہی سن لوں تو دہشت کی وجہ سے میری جان نکلنے لگتی ہے''......عمران نے کہا۔

''جی ۔ جی۔ ہم نے یہ بھی سنا ہوا ہے۔ ان کی پراسرار شخصیت سے تو پوری دنیا خوفزدہ ہے''...... ہارون نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''لیکن جہاں کہیں بھی عالم اسلام کے خلاف کوئی بڑی سازش ہوتی ہے۔ چیف ایکسٹو نے عمران صاحب اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم کو فوراً بھیجا ہے اور اب بھی انشاء اللہ وہ ہمیں مایوس نہیں کریں گے''...... وقاص نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ میں آپ کی بات چیف تک پہنچا دیتا ہوں۔ اس کے بعد وہ حالات کا جائزہ لیں گے اور اگر انہوں نے محسوس کیا کہ سلوانیہ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ضرورت ہے تو وہ لازماً ٹیم روانہ کر دیں گے''...... عمران نے کار آہستہ کی اور پھر کار کو سڑک سے نیچے اتار کر اس نے کار کو واپس موڑا اور پھر اس کی کار تیز رفتاری سے شہر کی طرف بڑھنے لگی۔

رات کا ایک بجا تھا۔ ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا۔ آج سردی معمول سے زیادہ تھی اور ویسے بھی سلوانیہ، یورپ کا سرد ترین ملک تھا۔ لیکن اس قدر سردی ہونے کے باوجود آزادی سے پہلے سلوانیہ کے دن رات میں کوئی فرق نہیں ہوتا تھا۔ دارالحکومت میں نائٹ کلبوں کی بھر مار تھی لیکن جیسے ہی سلوانیہ نے آزادی حاصل کی۔ نائٹ کلبوں پر پابندی لگا دی گئی، جوئے خانے اور شراب خانے بند کر دیئے گئے اور سلوانیہ میں اسلامی کلچر ابھر کر سامنے آیا۔ اب سلوانیہ کے لوگ رات دس گیارہ بجے تک سو جاتے تھے۔

جمشید اقبال بھی اس وقت اپنے کمرے میں گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔ جمشید اقبال مقامی سکول میں ٹیچر تھے اور پورے علاقے میں انہیں عزت سے دیکھا جاتا تھا۔ وہ سوئے ہوئے تھے کہ انہیں محسوس ہوا کہ جیسے کسی نے ان کا کندھا ہلایا ہے۔ ان کی آنکھ کھل گئی۔ انہوں نے سامنے دیکھا۔ سامنے ان کی بیگم تھیں۔



''کیا بات ہے''...... انہوں نے پوچھا لیکن اس سے پہلے کہ بیگم جواب دیتی دروازے پر دستک ہوئی۔

''یہ دستک ہو رہی ہے''...... بیگم جمشید اقبال نے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''بچوں میں سے کوئی ہو گا۔ میں دیکھتا ہوں''...... جمشید اقبال نے کہا۔ ان کے چار بچے تھے۔ دو لڑکیاں اور دو لڑکے۔ بڑی لڑکی کی عمر اٹھارہ سال تھی اس کا نام علینہ تھا گھر میں اسے عینی کہا جاتا تھا۔ دوسری ایمن تھی جس کی عمر پندرہ سال تھی۔ ناصر اقبال اور عامر اقبال بارہ اور نو سال کے تھے۔ جمشید اقبال بیڈ سے نیچے اتر کر دروازے کی طرف بڑھے۔ جیسے ہی انہوں نے دروازہ کھولا۔ انہیں ایک زور دار دھکا لگا اور وہ پیٹھ کے بل فرش پر گر پڑے۔ بیگم جمشید اقبال کے منہ سے چیخ نکل گئی اور ان کی آنکھیں خوف سے پھٹنے لگیں۔ کمرے میں دو غنڈہ ٹائپ آدمی داخل ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں خوفناک قسم کے ریوالور اور چہرے پر مکروہ سی ہنسی تھی۔

''سر۔ بڑی گہری نیند سوتے ہیں آپ''...... ان دونوں میں سے ایک نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''کون ہو تم لوگ''...... جمشید اقبال نے فرش سے اٹھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''سر۔ آپ میرے بال دیکھ رہے ہیں، براؤن ہیں۔ اس لئے

میرا نام بھی براؤن ہے جبکہ اسے دیکھیں یہ بڑا خبیث اور شیطان ہے۔ شیطانی کاموں کی وجہ سے جوانی میں ہی اس کے بال وائٹ ہو گئے ہیں اس لئے ہم اسے وائٹ کہتے ہیں''...... ان دونوں میں سے ایک نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا۔

''کس لئے آئے ہو تم یہاں''...... جمشید اقبال نے پہلے سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

''اتنی جلدی کیا ہے سر۔ ہمارے آنے کا مقصد ابھی کچھ دیر میں آپ پر واضح ہو جائے گا''...... اس مرتبہ وائٹ نے کہا۔

''وائٹ۔ یہ ٹیچر ہیں۔ انہیں سسپنس میں مت رکھو۔ انہیں اپنے آنے کا مقصد بتا ہی دو''...... براؤن نے کہا۔

''اچھا۔ اگر تم کہتے ہو تو میں بتا دیتا ہوں۔ سر۔ آپ ایسا کریں کہ اپنا رخ پھیر لیں''...... وائٹ نے پہلے براؤن سے اور پھر جمشید اقبال سے کہا لیکن جمشید اقبال نے اس کے کہنے پر عمل نہ کیا۔

''او کے۔ اگر آپ میری زبان نہیں سمجھتے تو اس ریوالور کی زبان تو سمجھیں گے''...... وائٹ نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریوالور کا رخ جمشید اقبال کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ گولی کے چلنے کا دھماکا تو نہ ہوا البتہ ریوالور سے شعلہ نکلا اور جمشید اقبال کی چیخ بلند ہوئی۔ اس کی چیخ کے ساتھ بیگم جمشید کی چیخ بھی بلند ہوئی۔ ریوالور سے نکلنے والے شعلے نے جمشید اقبال کے کان کی لو اڑا دی تھی اور اب اس کے چہرے پر بھی خوف کے



تاثرات دکھائی دینے لگے تھے۔

''سر۔ میرا نشانہ خطا نہیں ہوا۔ میں نے آپ کے کان کا ہی نشانہ لیا تھا لیکن اگر اب بھی آپ نے میرا کہنا نہ مانا تو ریوالور کا شعلہ آپ کے ماتھے میں سوراخ کر دے گا''...... وائٹ نے کہا۔

''مادام۔ آپ ہی سر کو سمجھائیں۔ زندگی بہت قیمتی چیز ہے۔ یہ اسے بچانے کی کوشش کریں اور وائٹ جو کچھ کہہ رہا ہے۔ یہ اس پر عمل کریں۔ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ یہ وائٹ بہت ہی خبیث اور شیطان ہے۔ کسی انسان کا قتل اس کے لئے معمولی سی بات ہے''...... براؤن نے بیگم جمشید اقبال سے کہا۔

''تم خود بھی تو انسانوں کو ایسے مارتے ہو جیسے مکھی مچھر کو مارا جاتا ہے''...... وائٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پلیز۔ آپ ان کی بات مان لیں''...... بیگم جمشید نے خوفزدہ لہجے میں اپنے شوہر سے کہا۔

''مادام۔ ہمارا وعدہ ہے۔ اگر آپ لوگ ہماری باتیں مانیں گے تو ہم آپ کو جان سے نہیں ماریں گے''...... براؤن نے کہا۔

''چلیں سر۔ شاباش۔ اپنا رخ پھیر لیں''...... وائٹ نے کہا تو اس مرتبہ جمشید اقبال نے اپنا رخ پھیر لیا۔

''شاباش۔ یہ ہوئی نا بات''...... براؤن نے کہا اور پھر اس نے جیب سے رسی کا ایک چھوٹا سا بنڈل نکالا اور جمشید اقبال کی طرف بڑھا۔ اس نے جمشید اقبال کے ہاتھ باندھنے چاہے تو انہوں نے

مزاحمت کی۔ جس پر براؤن نے ان کے سر پر ریوالور کا دستہ رسید کر دیا۔ ان کے منہ سے ایک بار پھر چیخ بلند ہوئی۔

"اب اگر تم نے کوئی حرکت کی تو تمہارے ٹکڑے کر دیں گے۔ ایڈیٹ"...... اس مرتبہ براؤن نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد اس نے پھر جمشید اقبال کے ہاتھ پکڑ لئے۔ اب جمشید اقبال نے کوئی مزاحمت نہ کی۔ براؤن نے اچھی طرح جمشید اقبال کے ہاتھ باندھ دیئے۔ رسی اب بھی کافی بچ گئی تھی۔ براؤن نے خونی نظروں سے بیگم جمشید کی طرف دیکھا۔

"ادھر آؤ"...... براؤن نے کسی درندے کی طرح غرا کر کہا تو بیگم جمشید لرزتی ہوئی قریب آ گئی۔

براؤن نے اس کے بھی ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے۔ جب براؤن دونوں کو باندھ چکا تو وائٹ کمرے سے باہر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے کاندھے پر عینی تھی۔ اس نے عینی کو فرش پر ڈالا اور ایک بار پھر کمرے سے چلا گیا۔ عینی کو کمرے میں دیکھ کر جمشید اقبال اور بیگم جمشید کے چہرے پر خوف، دہشت اور تفکرات کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ دو تین منٹ بعد وائٹ دوبارہ کمرے میں داخل ہوا۔ اس مرتبہ اس کے کاندھے پر ایمن تھی۔ ایمن کو بھی فرش پر ڈال کر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ پھر وہ واپس کمرے میں آیا تو اس کے ایک کاندھے پر ناصر اور دوسرے پر عامر تھے۔ اس نے انہیں بھی فرش پر ڈال دیا۔



"تت۔ تت۔ تم۔ تم۔ کک۔ کیا کرنے لگے ہو"...... جمشید اقبال نے خوف کی وجہ سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ یہ وائٹ بڑا شیطان ہے۔ یہ لڑکیوں کو کھلونے سمجھتا ہے اور ان سے شیطانی کھیل کھیلتا ہے۔ تمہاری لڑکیوں کے ساتھ بھی اس نے یہی کرنا ہے اس کی سب سے بڑی خباثت یہ ہے کہ جب یہ کسی کھلونے سے کھیل لیتا ہے تو پھر یہ کھلونے کو توڑ دیتا ہے۔ لہٰذا ان لڑکیوں سے ریپ کرنے کے بعد یہ انہیں بے دردی سے قتل کر دے گا۔ لڑکیوں کو قتل کرنے کے بعد یہ ان لڑکوں کو بھی قتل کر دے گا۔ انسانوں کو سفاکی سے قتل کرنا اس کا محبوب مشغلہ ہے۔ تمہاری لڑکیاں بہت معصوم اور خوبصورت ہیں لیکن افسوس کہ میں انہیں وائٹ سے نہیں بچا سکتا"...... براؤن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا جیسے جیسے وہ بولتا گیا جمشید اقبال اور بیگم جمشید کا چہرہ بگڑتا گیا۔

"لل۔ لل۔ لیکن۔ کک۔ کک۔ کیوں"...... جمشید اقبال نے بمشکل بولتے ہوئے کہا۔

"یہ اس کا مشغلہ جو ہے۔ اب مشغلے کے بارے میں تو کسی سے نہیں پوچھا جا سکتا کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے"...... براؤن نے سنجیدہ لہجے میں کہا جبکہ وائٹ ایمن کے قریب بیٹھ گیا۔ اس نے جیب سے رسی نکالی اور پھر اس نے ایمن کے ہاتھ باندھ دیئے۔ اس کے ہاتھ باندھنے کے بعد وائٹ نے جیب سے ایک چھوٹی سی

بوتل نکال کر اس کا ڈھکن کھولا اور بوتل ایمن کی ناک سے لگا دی۔

‘‘اس شیطان نے بچوں کو بے ہوش کر دیا تھا۔ اب یہ اس بچی کو ہوش میں لا رہا ہے’’...... براؤن نے کہا۔

‘‘پلیز۔ انہیں چھوڑ دو۔ تم جو کہو گے ہم کریں گے۔ پلیز۔ فار گاڈ سیک’’...... جمشید اقبال نے منت بھرے لہجے میں کہا۔ بیگم جمشید بار بار بولنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن اس کے منہ سے آواز ہی نہیں نکل رہی تھی۔

‘‘جمشید اقبال تمہیں دو دن پہلے کا واقعہ یاد ہے۔ تمہارے ہی علاقے میں مسٹر طوبیٰ کے گھرانے کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ اس کی ایک بیٹی کو ریپ کے بعد خنجر سے ذبح کر دیا گیا تھا اور گھر کے دیگر افراد کی کھوپڑیوں میں گولیاں مار دی گی تھیں۔ اف توبہ۔ جمشید اقبال۔ تصور کرو وہ منظر کس قدر بھیانک ہو گا اور وہ سب اسی وائٹ نے کیا تھا۔ ہاں میرے سامنے’’...... براؤن نے ایسے شیطانی لہجے میں کہا جیسے اسے مرنے والے خاندان سے ہمدردی ہو تو جمشید اقبال اور بیگم جمشید خزاں رسیدہ پتوں کی طرح لرزنے لگے۔ اس دوران ایمن کو بھی ہوش آ گیا تھا اور کمرے کے ماحول کو دیکھ کر اس کی رنگت بھی زرد پڑ گئی تھی۔ اس کی روشن آنکھوں میں خوف کے بادل اُمڈ آئے تھے۔

‘‘پپ۔ پپ۔ پلیز۔ ہم۔ ہمیں۔ چھچھ۔ چھوڑ دو۔ تت۔ تم۔ جج۔ جو کہو گے۔ ہم۔ ہم۔ مانیں۔ گگ۔ گے’’...... جمشید اقبال نے



بری طرح سے ہکلاتے ہوئے کہا تو براؤن کے چہرے پر زہریلی سی مسکراہٹ آ گئی۔

‘‘تم میں ایسی کیا خاص بات ہے کہ ہم تمہیں چھوڑ دیں’’۔ وائٹ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

‘‘وائٹ۔ انہیں چھوڑ دو’’...... براؤن نے اچانک بدلے ہوئے مگر سنجیدہ لہجے میں کہا تو وائٹ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

‘‘یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیوں چھوڑ دوں انہیں’’...... وائٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ جبکہ جمشید اقبال اور بیگم جمشید نے ممنون نظروں سے براؤن کی طرف دیکھا۔

‘‘یہ دونوں لڑکیاں انتہائی معصوم اور بھولی بھالی ہیں۔ یہ بالکل جنت کی حوریں لگ رہی ہیں۔ پلیز یار۔ انہیں چھوڑ دو’’...... براؤن نے کہا اس کا لہجہ منت بھرا تھا۔

‘‘تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ تم میرے ساتھی ہو یا ان کے’’...... وائٹ نے سخت لہجے میں کہا۔

‘‘میں نے کہا نا انہیں چھوڑ دو’’...... براؤن نے سخت لہجے میں کہا۔

‘‘تمہیں ان سے اتنی ہمدردی کیوں ہو رہی ہے۔ ہم دونوں اب تک پچاس گھرانوں کی لڑکیوں سے دل بہلا کر انہیں قتل کر چکے ہیں۔ ہمارے ہاتھوں قتل ہونے والے افراد کی تعداد تو سینکڑوں سے بھی زیادہ ہے۔ آج سے پہلے تو تمہیں کسی پر ترس نہیں آیا’’۔

وائٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ آج سے پہلے ایسی معصوم لڑکیاں مجھے دکھائی بھی نہیں دیں''...... براؤن نے کہا۔

''یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے نا کہ ایسی حسین لڑکیاں ہمیں مل گئی ہیں یہ تو ہمیں ہمیشہ یاد رہیں گی''...... وائٹ نے کہا۔

''نہیں۔ بس میں کہہ رہا ہوں کہ ان کے ساتھ کچھ نہیں کرنا''۔ براؤن نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا۔

''اور اگر میں تمہاری بات ماننے سے انکار کر دوں تو''۔ وائٹ نے براؤن کو گھورتے ہوئے کہا۔

''پھر تمہارا اور میرا جھگڑا ہو جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ تم مارے جاؤ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں مارا جاؤں''...... براؤن نے کہا اور پھر وہ اپنا ریوالور انگلی میں گھمانے لگا۔

''اوہ۔ تم ان کی خاطر اس حد تک جا سکتے ہو''...... وائٹ نے حیران ہو کر کہا۔

''ہاں''...... براؤن نے مختصراً کہا۔

''براؤن۔ میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا اور تمہارے ہاتھوں مرنا بھی نہیں چاہتا لیکن مجھے یہ لڑکیاں پسند بھی بہت آ گئی ہیں۔ اگر میں آج تمہارے کہنے پر چلا بھی گیا تو ایک دو دن بعد پھر آ جاؤں گا اور اگر یہ یہاں سے بھاگ گئے تو سلوانیہ میں جہاں بھی جا کر چھپ جائیں گے میں انہیں تلاش کر لوں گا۔ میرا گروپ تو پورے



سلوانیہ میں پھیلا ہوا ہے۔ یہ مجھ سے چھپ تو نہیں سکتے''۔ وائٹ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''سنو مسٹر جمشید اقبال۔ اب تو میں جا رہا ہوں لیکن میں پھر آؤں گا۔ اس وقت میرا یہ ایڈیٹ ساتھی میرے ساتھ نہیں ہو گا بلکہ میرے گروپ کے اور لوگ ہوں گے۔ جو مجھ سے زیادہ سفاک اور ظالم ہیں۔ اس براؤن کے دل میں نجانے کیسے رحم کے جذبات پیدا ہو گئے۔ آج سے پہلے تو ایسا نہیں ہوا۔ بہرحال تم بچ نہیں سکو گے۔ چاہے تم سلوانیہ کے جس علاقے میں بھی چلے جاؤ''۔ وائٹ نے کرخت لہجے میں کہا اور ریوالور کی نال جمشید اقبال کے ماتھے سے لگائی اور اسے سرخ سرخ آنکھوں سے گھورنے لگا۔ چند لمحوں تک گھورتے رہنے کے بعد وہ واپس مڑا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی براؤن، جمشید اقبال کے قریب آ گیا۔

''جمشید اقبال۔ واقعی ہمارا گروپ انتہائی سفاک اور سنگدل لوگوں پر مشتمل ہے اور یہ گروپ پورے سلوانیہ میں پھیلا ہوا ہے۔ اگر تم اپنی اور اپنی فیملی کی زندگی بچانا چاہتے ہو تو کل ہی سلوانیہ چھوڑ کر کسی اور ملک چلے جاؤ۔ بولو۔ چھوڑ دو گے۔ یہ ملک''...... براؤن نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

''آں۔ ہاں۔ ہاں''...... جمشید اقبال نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ تم بہت سمجھدار انسان ہو۔ زندگی سب سے قیمتی چیز ہے۔ اب میں تمہارا ایک ہاتھ کھول رہا ہوں۔ میری پاس کچھ پیپرز ہیں۔تم نے ان پر دستخط کرنے ہیں“...... براؤن نے کہا اور پھر اس نے جمشید اقبال کا ایک ہاتھ کھول دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنی جیب سے پیپرز اور قلم نکالا۔

”یہ۔ یہ کس چیز کے پیپرز ہیں“...... جمشید اقبال نے کپکپاتے لہجے میں پوچھا۔

”یہ پیپرز تمہاری عزتوں اور زندگیوں سے زیادہ قیمتی نہیں ہیں۔ ان پر دستخط کرو اور کل کا سورج غروب ہونے سے پہلے سلوانیہ چھوڑ کر چلے جاؤ۔ ورنہ نہ تمہاری عزتیں بچیں گی اور نہ ہی زندگیاں“۔ براؤن نے اس مرتبہ کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے قلم جمشید اقبال کی طرف بڑھا دیا۔ جمشید اقبال نے قلم لیا اور جہاں براؤن نے کہا اس نے دستخط کر دیئے۔

”اوکے۔ میری بات یاد رکھنا۔کل کا سورج غروب ہونے سے پہلے سلوانیہ چھوڑ دینا۔ ورنہ درجنوں گھرانے ختم ہو چکے ہیں تم بھی ختم ہو جاؤ گے“...... براؤن نے بدستور کرخت لہجے میں کہا اور اس کے بعد وہ بھی کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔



کرنل شالاک کا چہرہ بھیڑیئے سے مشابہت رکھتا تھا۔ صرف چہرہ ہی نہیں بلکہ وہ فطرتاً بھی سفاک بھیڑیئے جیسا تھا۔ اسرائیلی فورسز میں اس کی بربریت کے قصے عام تھے۔ چھوٹے افسران تو اس سے بات ہی نہیں کر سکتے تھے۔ بڑے بڑے آفیسرز بھی اس سے دہشت زدہ رہتے تھے کیونکہ کسی بھی انسان کو ہلاک کر دینا اس کے نزدیک مکھی مچھر مارنے کے برابر تھا۔ کرنل شالاک اسرائیل کی مختلف دہشت گرد ایجنسیوں میں رہا تھا اور اسرائیل دنیا بھر میں دہشت گردی کی جو کارروائیاں کرتا تھا ان میں کرنل شالاک کا ہاتھ ضرور ہوتا تھا۔ وہ اسرائیلی صدر کا رشتے دار بھی تھا اور اس کے خاندان کے اکثر لوگ بڑے بزنس مین تھے اور اسرائیل کی معیشت میں اس کا خاندان ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا تھا۔

جیسے ہی اسرائیلی صدر نائس لینڈ سے واپس آئے انہوں نے کرنل شالاک کو طلب کیا اور سلوانیہ پلان اس کے حوالے کر دیا۔

اسے بے پناہ اختیارات اور فنڈز جاری کر دیئے اور اسے نئی ایجنسی بنانے کی ہدایت کی۔ کرنل شالاک نے بلیک ہول کے نام سے نئی سیکرٹ ایجنسی قائم کی اور اسرائیل کے ٹاپ ایجنٹس اس ایجنسی میں شامل کئے اور پھر وہ اسلامی جمہوریہ سلوانیہ کو ختم کرنے کے لئے سلوانیہ پہنچ گیا۔ اس وقت وہ سلوانیہ میں اپنے آفس میں بیٹھا تھا اور ایک فائل دیکھ رہا تھا۔ اس کا یہ آفس بظاہر ایک کاروباری آفس تھا۔ وہ اور اس کے چند ساتھی کرسچن کی حیثیت سے رہ رہے تھے اور کچھ نے خود کو مسلمانوں کے رنگ روپ میں ڈھال لیا تھا۔ کرنل شالاک فائل کا مطالعہ کر ہی رہا تھا کہ اس کے سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس کا سیل فون اس کے سامنے ٹیبل پر رکھا تھا۔ جیسے ہی سیل فون کی گھنٹی بجی اس نے فائل سے نظریں اٹھائیں اور سیل فون کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر سیل فون اٹھایا اور کال اوکے کا بٹن دبا کر فون کان سے لگا لیا۔

"کرنل شالاک اسپیکنگ"...... کرنل شالاک نے اپنی بھاری آواز اور کرخت لہجے میں کہا۔

"سر۔ لارڈ مکاؤ سے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ یہ آواز لارڈ مکاؤ کے پی اے کی تھی۔ لارڈ مکاؤ اسرائیلی صدرؒ کے مشیر خاص تھے اور صدرؒ نے انہیں بلیک ہول کا انتظامی انچاج بنایا تھا۔

"ہیلو۔ لارڈ مکاؤ اسپیکنگ"...... چند سیکنڈ بعد دوسری طرف



سے ایک باوقار آواز سنائی دی۔

"یس۔ کرنل شالاک اسپیکنگ"...... کرنل شالاک نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔ وہ صرف صدر مملکت سے ہی نرم اور مؤدبانہ لہجے میں بات کرتا تھا۔ باقی سب سے وہ سخت لہجے میں بات کرتا تھا اور اس کے بارے میں مشہور بھی تھا کہ وہ نرم لہجے میں بات کرنا جانتا ہی نہیں ہے۔

"کرنل صاحب۔ جناب صدر مملکت اب تک کے حالات جاننا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے لارڈ مکاؤ نے کہا۔

"اب تک کے حالات ہماری مرضی کے مطابق ہیں اور آئندہ کے حالات بھی ہماری مرضی کے مطابق رہیں گے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم یہاں دو گروپس میں کام کر رہے ہیں۔ ایک گروپ کا کام قتل و غارت ہے اور جبکہ دوسرا گروپ یہاں کے لوگوں کو خوفزدہ کرتا ہے اور انہیں سلوانیہ چھوڑنے پر مجبور کر دیتا ہے اور ان سے ان کی جائیداد کے پیپرز پر بھی دستخط کراتا ہے اور پھر وہ جائیداد زرگون کے ذریعے کسی اسرائیلی کے حوالے کر دی جاتی ہے۔ زرگون یہاں یہودیوں کی آبادکاری میں اپنا کردار بخوبی ادا کر رہا ہے اور جو یہودی یہاں آباد ہو رہے ہیں وہ فی الحال خود کو عیسائی یا مسلمان ظاہر کر رہے ہیں"...... کرنل شالاک نے سخت لہجے میں کہا۔

"اس مقصد کے حصول میں کوئی دشواری تو پیش نہیں آ رہی"۔ لارڈ مکاؤ نے پوچھا۔

''دشواریاں کرنل شالاک سے اس طرح دور بھاگتی ہیں جیسے ہرنیاں شکاری سے دور بھاگتی ہیں اور اگر کرنل شالاک کے سامنے کوئی دشواری آ بھی جائے تو کرنل شالاک اسے خود دور کر سکتا ہے''...... کرنل شالاک نے نہایت ہی متکبرانہ لہجے میں کہا۔

''یس یس۔ یہ بات تو ہم سب جانتے ہیں۔ اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... دوسری طرف سے لارڈ مکاؤ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔

''ہونہہ۔ یہ سمجھتے ہیں کہ مجھے کوئی مشکل پیش آ گئی تو میں ان سے مدد کی درخواست کروں گا۔ ایڈیٹ، نانسنس''...... کرنل شالاک نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس کے بعد اس نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکال لیا۔ لیکن ابھی اس نے پیکٹ سے سگریٹ نہیں نکالا تھا کہ انٹرکام کی مترنم گھنٹی بجنے لگی۔

''کیا ہے''...... کرنل شالاک نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولا۔

''باس۔ مسٹر وکی آئے ہیں اور آپ سے ملاقات کے خواہش مند ہیں''...... دوسری طرف سے پی اے کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

''بھیج دو اسے''...... کرنل شالاک نے کرخت لہجے میں کہا اور پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ٹھوس جسم



کا ایک نوجوان کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں کرنل شالاک کو سلام کیا اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

''ہاں بولو۔ کس لئے آئے ہو''...... کرنل شالاک نے وکی کو گھورتے ہوئے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''باس۔ ایک رپورٹ دینی ہے''...... وکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا رپورٹ دینی ہے''...... کرنل شالاک نے بدستور کرخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ رپورٹ ملی تھی کہ ایک فلسطینی رہنما کسی اہم کام کے سلسلے میں سلوانیہ کے اعلیٰ حکام سے ملنے آیا ہے۔ ہم نے یہاں سے معلومات حاصل کیں تو اطلاع ملی کہ فلسطینی رہنما سلوانیہ انٹیلی جنس کے افسران سے ملا ہے اور ایک افسر کے ساتھ پاکیشیا جا رہا ہے''۔ وکی کی بات ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ کرنل شالاک چیخ پڑا۔

''ایڈیٹ۔ یہ سب باتیں مجھے معلوم ہیں''...... کرنل شالاک نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ سوری باس۔ مجھے معلوم ہے۔ میں تو پاکیشیا میں ہونے والی کارروائی سے آپ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں''...... وکی نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مجھ سے مختصر بات کیا کرو۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ مین تمہاری سٹوریاں سننے بیٹھ جاؤں''...... کرنل شالاک نے

انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ اوکے باس۔ باس ہمیں خدشہ تھا کہ فلسطینی رہنما اور سلوانی انٹیلی جنس آفیسر پاکیشیا میں کہیں علی عمران سے ملنے نہ گئے ہوں۔ ہمارا ایک آدمی راسٹر ان کے تعاقب میں گیا اور وہاں اس نے اسرائیلی ایجنٹوں کو بھی انفارم کر دیا۔ جنہوں نے علی عمران کے فلیٹ کی نگرانی شروع کر دی تاکہ اگر وہ دونوں علی عمران سے ملنے جائیں تو ان دونوں کا خاتمہ کر دیا جائے لیکن وہ دونوں پاکیشیا کے ایک ہوٹل میں پہنچ کر غائب ہو گئے۔ وہ علی عمران کے فلیٹ پر بھی نہیں پہنچے اس لئے راسٹر کو مایوس ہو کر واپس آنا پڑا''۔ وکی نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ کہاں ہے یہ راسٹر''...... کرنل شالاک نے وکی کو گھورتے ہوئے کہا۔

''باس۔ وہ آپ کے پی اے کے کیبن میں بیٹھا ہوا ہے''۔ وکی نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر کرنل شالاک نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک نمبر پریس کیا اور رسیور کان سے لگایا۔

''راسٹر کو میرے کمرے میں بھیج دو''...... کرنل شالاک نے سخت لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے جواب سنے بغیر رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔ تقریباً نصف منٹ بعد راسٹر کمرے میں داخل ہوا۔ اس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا اور اس کے قدم لرز رہے



تھے۔ اس نے بھی مؤدبانہ انداز میں کرنل شالاک کو سلام کیا اور وکی کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

''راسٹر۔ تم ایک مشن پر پاکیشیا گئے تھے اور اس مشن میں ناکام ہو گئے حالانکہ مشن بھی بہت معمولی نوعیت کا تھا''...... کرنل شالاک نے زہریلے لہجے میں کہا تو راسٹر کے جسم میں باقاعدہ کپکپاہٹ شروع ہو گئی۔

''بب۔ بب۔ باس۔ وہ۔ وہ''...... راسٹر نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس سے بات نہ ہو سکی۔ کرنل شالاک نے ٹیبل کی دراز کھولی اور پھر دراز میں ہاتھ ڈالا۔ جب اس کا ہاتھ دراز سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا ایک ریوالور دکھائی دے رہا تھا۔

''بب۔ بب۔ باس۔ مم۔ مم۔ معافی''...... راسٹر نے پہلے سے بھی زیادہ ہکلاتے ہوئے کہا۔

''بلیک ہول کا کوئی ایجنٹ اپنے کسی مشن میں ناکام ہو جائے یہ قابل برداشت نہیں ہے اور معلوم نہیں کہ تم بلیک ہول کے ایجنٹ کیسے بن گئے ہو۔ تم جیسے ناکارہ آدمی کی بلیک ہول میں گنجائش نہیں ہے''...... کرنل شالاک نے سرد لہجے میں کہا تو راسٹر نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن اس کی زبان سے تو کوئی لفظ ادا نہ ہوا۔ البتہ کرنل شالاک کے ریوالور سے ایک دھماکا ہوا۔ گولی اس کے کھلے ہوئے منہ سے اس کے حلق میں گھس گئی اور اس کے حلق کو چیرتی

ہوئی اس کی گردن کے پچھلے حصے سے نکل گئی۔ راسٹر چیخ بھی نہ سکا۔ وہ فرش پر گرا اور تڑپنے لگا۔

''راسٹر کی لاش کو اٹھا کر لے جاؤ اور برقی بھٹی میں ڈال دو اور یہ بھی معلوم کرو کہ سلوانی انٹیلی جنس کا جو افسر پاکیشیا گیا تھا وہ علی عمران سے ملا ہے یا نہیں''...... کرنل شالاک نے سرد لہجے میں وکی سے کہا۔

''یس باس''...... وکی نے فوراً کہا اور پھر وہ جھکا۔ اس نے راسٹر کی لاش اٹھائی اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

''بلیک ہول کا کوئی آدمی کسی ناکامی سے دو چار ہو یہ تو میری انسلٹ ہے اور میری انسلٹ کرنے والے کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں''...... کرنل شالاک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد اس نے سگریٹ کے پیکٹ سے سگریٹ نکال کر سلگایا اور کش لینے لگا۔ دو تین کش لینے کے بعد اس نے ٹیبل کی نچلی دراز کھول کر اس میں سے وہسکی کی بوتل نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر بوتل منہ سے لگا لی۔ راسٹر کی ناکامی نے اس کا بی پی لیول انتہائی ہائی کر دیا تھا۔ اب سگریٹ اور شراب پی کر وہ نارمل ہونا چاہتا تھا۔ اس نے وہسکی کی ایک بوتل اور تین سگریٹ پیئے تھے کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔

''یس''...... اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور انتہائی کرخت لہجے میں بولا۔

''باس۔ وکی صاحب آئے ہیں''...... دوسری طرف سے اس



کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''بھیج دو''...... کرنل شالاک نے جھٹکے دار لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور وکی کمرے میں داخل ہوا۔ کرنل شالاک کی ٹیبل کے قریب آ کر اس نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور نظریں جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

''بولو۔ کیا رپورٹ ہے''...... کرنل شالاک نے کرخت لہجے میں اس سے کہا۔

''باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو چکی ہے۔ راسٹر کی لاش کو برقی بھٹی میں ڈال دیا گیا ہے اور پاکیشیا جانے والے سلوانی انٹیلی جنس کے آفیسر کے بارے میں معلومات بھی حاصل کر لی گئی ہیں''۔ وکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا۔ معلومات حاصل ہوئی ہیں''...... کرنل شالاک نے اپنے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ انٹیلی جنس کا جو آفیسر پاکیشیا گیا تھا اس کا نام ہارون ہے۔ فلسطینی رہنما نے اس کی ملاقات علی عمران سے کرائی ہے۔ ہارون کو فلسطینی رہنما نے بتایا ہے کہ سلوانیہ کے خراب حالات میں اسرائیلی حکومت کا ہاتھ ہے۔ وہ دونوں علی عمران سے مدد کی درخواست کرنے گئے تھے''...... وکی نے کہا۔

''فلسطینیوں کو یہ رپورٹ کیسے مل گئی کہ اسرائیل، سلوانیہ کے حالات خراب کر رہا ہے۔ یہ تو ٹاپ سیکرٹ تھا''...... کرنل شالاک

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''معلوم نہیں باس۔ ویسے یہ حقیقت ہے کہ اسرائیلی حکومت کے اکثر ٹاپ سیکرٹ فلسطینیوں تک پہنچ جاتے ہیں''...... وکی نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تم یہ بتاؤ کہ کیا علی عمران نے سلوانیوں کی مدد کرنے کا وعدہ کرلیا ہے''...... کرنل شالاک نے کہا۔

''باس۔ علی عمران نے جواب دیا ہے کہ وہ یہ درخواست پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو تک پہنچا دے گا۔ اگر ایکسٹو نے اجازت دے دی تو وہ اپنے ساتھیوں سمیت ضرور سلوانیہ آئے گا''۔ وکی نے کہا۔

''جہاں یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان تصادم ہو رہا ہو۔ وہاں علی عمران اور ایکسٹو مداخلت ضرور کرتے ہیں۔ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کے استقبال کے خصوصی انتظامات کرو اور میری اگلی ہدایات کے منتظر رہو''...... کرنل شالاک نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ یہ نفرت عمران اور ایکسٹو کے لئے تھی۔

''اوکے باس''...... وکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا پھر وہ مڑا اور کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ وکی کے کمرے سے باہر چلے جانے کے بعد کرنل شالاک نے اپنا سیل فون اٹھایا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔

''یس۔ پی اے ٹو لارڈ مکاؤ''...... رابطہ ہونے پر دوسری طرف



سے لارڈ مکاؤ کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''کرنل شالاک اسپیکنگ۔ لارڈ مکاؤ سے بات کراؤ''...... کرنل شالاک نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوکے سر''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور پھر رسیور سے خوبصورت موسیقی کی آواز سنائی دینے لگی۔

''یس۔ لارڈ مکاؤ اسپیکنگ''...... چند لمحوں بعد رسیور سے لارڈ مکاؤ کی آواز سنائی دی۔

''کرنل شالاک اسپیکنگ''...... کرنل شالاک نے لارڈ مکاؤ کی آواز سننے کے باوجود سخت لہجے میں کہا۔

''یس کرنل۔ فرمایئے''...... لارڈ مکاؤ نے کرنل شالاک کی سخت آواز سننے کے باوجود نارمل لہجے میں کہا۔

''لارڈ صاحب۔ آپ تو کہہ رہے تھے کہ سلوانی پلان حکومت اسرائیل کا ٹاپ سیکرٹ ہے''۔ کرنل شالاک نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے۔ کیوں۔ کیا ہوا''...... لارڈ مکاؤ کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''یہ اچھا ٹاپ سیکرٹ ہے کہ فلسطینی دہشت گردوں نے اس کی تفصیلات سلوانی حکام کو پہنچائیں اور سلوانی حکام مدد حاصل کرنے کے لئے پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ علی عمران کی طرف دوڑے''۔ کرنل شالاک نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا۔

''علی عمران۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ تو انتہائی خطرناک انسان ہے''۔

دوسری طرف سے لارڈ مکاؤ نے پریشان ہو کر کہا۔

''لارڈ صاحب۔ میرے سامنے اس کی حیثیت ایک مچھر کی سی ہے۔ وہ جس دن میرے سامنے آئے گا میں اسے مسل کر رکھ دوں گا۔ میں نے آپ کو فون اس لئے کیا ہے کہ آپ کو بتا سکوں کہ آپ کے سیکرٹ، فلسطینیوں کے لئے سیکرٹ نہیں ہوتے۔ آپ اپنی خامی تلاش کر کے اسے دور کر لیں۔ بصورت دیگر فلسطینی ہم پر حاوی ہو جائیں گے''...... کرنل شالاک نے ایک بار پھر طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے دوسری طرف کا جواب سنے بغیر کال منقطع کر دی۔ اس نے سیل فون ٹیبل پر رکھا اور گریے کلر کے ٹیلی فون سیٹ کا رسیور اٹھا کر نمبرز پریس کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''یس سیزن ہوٹل''...... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے بعد نسوانی آواز سنائی دی۔

''میں ایکریمیا سے ہاٹ مین بول رہا ہوں۔ جیفر سے بات کراؤ''...... کرنل شالاک نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوکے سر۔ ہولڈ کیجئے''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور رسیور پر خاموشی چھا گئی۔

''یس جیفر اسپیکنگ''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔

''تمہیں ٹیلی فون آپریٹر نے بتایا نہیں کہ ہاٹ مین کی کال



ہے''...... کرنل شالاک نے سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ باس آپ۔ سوری باس۔ مجھے ٹیلی فون آپریٹر نے آپ کا نہیں بتایا تھا''...... اس مرتبہ دوسری طرف سے بولنے والے جیفر کا لہجہ یکدم مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

''تم علی عمران کو جانتے ہو''...... کرنل شالاک نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ وہی علی عمران جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے''...... دوسری طرف سے جیفر نے پوچھا۔

''یس۔ اس کا مطلب ہے کہ تم اسے اچھی طرح جانتے ہو''...... کرنل شالاک نے کہا۔

''یس باس۔ وہ تو شیطان کی طرح مشہور ہے''...... جیفر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یہ معلوم کرو کہ وہ اس وقت پاکیشیا میں ہے یا پاکیشیا سے باہر ہے''...... کرنل شالاک نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے باس۔ میں معلوم کر کے آپ کو کال بیک کرتا ہوں''...... جیفر نے کہا تو کرنل شالاک نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''علی عمران۔ تم جلدی سے سلوانیہ آ جاؤ۔ کرنل شالاک تمہاری موت کے روپ میں سلوانیہ میں موجود ہے''...... کرنل شالاک نے دانت نکوستے ہوئے کہا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ رسمی سلام دعا کے بعد عمران تو اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ بلیک زیرو کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی ٹرے تھی جس میں چائے کے دو کپ رکھے ہوئے تھے۔

''آج تو پوچھے بغیر ہی چائے بنا کر لے آئے ہو پیارے کالے صفر۔ خیریت تو ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں سیٹ پر بیٹھ جاتا ہوں تو آپ باتوں میں اس طرح الجھا دیتے ہیں کہ چائے کا خیال ہی نہیں رہتا اور پھر آپ گلہ کرتے ہیں کہ میں نے چائے نہیں پوچھی۔ اس لئے میں سیٹ پر بیٹھنے سے پہلے ہی چائے بنا کر لے آیا۔ اب آپ کو شکوہ کرنے کا موقع نہیں ملے گا''...... جواب میں بلیک زیرو نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''تنویر مجھے شادی کا موقع نہیں دینا چاہتا اور تم مجھے گلے شکوے



کا موقع نہیں دینا چاہتے۔ اب میں کروں تو کیا کروں''...... عمران نے بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کی مسکراہٹ میں اضافہ ہو گیا۔

''شادی کو تو آپ نے خود ہی بین کیا ہوا ہے۔ آپ شادی کے لئے تیار ہو جائیں۔ تنویر کی کیا جرأت ہے کہ وہ آپ کی شادی میں رکاوٹ ڈالے''...... بلیک زیرو نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس نے صرف رکاوٹ ہی نہیں ڈالنی بلکہ مجھے گولی بھی مار دینی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اچھا۔ ان باتوں کو رہنے دیجئے اور یہ بتایئے کہ ممبران کی مصروفیت کے لئے کیا کیا جائے۔ وہ کافی دنوں سے فارغ ہیں اور فراغت انسان کی صلاحیتوں کو زنگ آلود کر دیتی ہے''...... بلیک زیرو نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

''ایکسٹو کی جھڑکیاں ممبران کی صلاحیتوں کو زنگ آلود نہیں ہونے دیتیں۔ اس لئے تم وقفے وقفے سے انہیں اپنی آواز سنا دیا کرو''...... عمران نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا خیال ہے۔ ممبران کو ریفریشر کورس نہ کرا دیا جائے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ایکسٹو جانے اور ممبران جانیں۔ مجھے تو ایک مشن مل گیا ہے۔ میں تو مشن پر جا رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''مشن مل گیا ہے اور آپ مشن پر جا رہے ہیں۔ کیا مطلب''۔

بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

''بھئی ساری دنیا جانتی ہے کہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہوں تو ایکسٹو کی طرف سے مجھے ایک چیک مل جاتا ہے۔ لہٰذا اب کوئی بھی میری خدمات حاصل کر سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کس نے آپ کی خدمات حاصل کی ہیں''...... بلیک زیرو نے پوچھا تو عمران نے اسے وقاص اور ہارون کی آمد اور ملاقات کی تفصیل بتا دی۔

''آپ سے ملاقات کا نیا اور بالکل انوکھا طریقہ نکالا ہے ان دونوں نے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو اب آپ ٹیم کے بغیر جانا چاہتے ہیں''...... بلیک زیرو نے سوالیہ انداز میں کہا۔

''ہاں۔ انہوں نے چونکہ سرکاری طور پر مدد کی درخواست نہیں کی۔ اس لئے یہ سرکاری مشن نہیں بنتا لہٰذا میں سرکاری افراد کو سرکاری خرچے پر نہیں لے جا سکتا۔ سرکاری افراد ٹور پر جاتے ہیں تو سرکاری خزانے کو لاکھوں کا جھٹکا لگتا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تو آپ جوزف، جوانا اور ٹائیگر کو اپنے ساتھ لے جائیں



گے''...... بلیک زیرو نے پوچھا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ وہاں آپ کو زیادہ افرادی قوت درکار ہو گی۔ اس لئے میرا مشورہ ہے کہ آپ تین چار ممبران کو اپنے ساتھ ضرور لے جائیں۔ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہیں ہے۔ ممبران کو طویل رخصت مل سکتی ہے اور ایسے نیک مقصد کے لئے میں بھی ان کے اخراجات برداشت کر سکتا ہوں اور وہ خود بھی اپنے اپنے اخراجات برداشت کر سکتے ہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اچھا۔ اگر تم کہتے ہو تو میں جولیا، تنویر، صفدر اور خاور کو بھی ساتھ لے جاتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''شکریہ۔ میں جولیا کو فون کر دوں''...... بلیک زیرو نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ یہ پرائیوٹ مشن ہے۔ ایکسٹو انہیں ہدایت کیوں دے۔ وہ خود چھٹی کی درخواست دیں گے''...... عمران نے کہا۔

''یہ بھی ٹھیک ہے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''اوکے۔ میں جولیا کے فلیٹ پر جا رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر آپریشن روم سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار جولیا کے فلیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ راستے میں اس نے صفدر کو بھی فون کر دیا کہ وہ تنویر اور خاور کے ساتھ جولیا کے فلیٹ پر پہنچ

جائے۔ پھر تھوڑی دیر بعد ہی وہ جولیا کے فلیٹ پر پہنچ گیا۔

''کون ہے''...... عمران نے ڈور بیل بجائی تو اسپیکر سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''منکہ مسمی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)''۔ عمران نے بلند آواز میں کہا۔

''یہ منکہ مسمی کیا ہوتا ہے''...... دوسرے ہی لمحے دروازہ کھلا اور جولیا کی تیز آواز سنائی دی۔

''نہ سلام نہ دعا۔ دروازے پر ہی شکی بیویوں کی طرح پوچھ گچھ شروع کر دی ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ فلیٹ میں داخل بھی ہو گیا۔

''ہم سے ملنے کے لئے تو تمہارے پاس وقت نہیں ہوتا۔ پھر آج کیسے ٹپک پڑے''...... جولیا نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ دونوں ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے۔

''ایسی بات نہ کہو جولیا۔ تم تو ہر لمحہ میرے خیالوں میں بسی رہتی ہو لیکن مجھے تم سے ملتے ہوئے ڈر لگتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''مجھ سے ملتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ کس سے اور کیوں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ویسے عمران کی بات نے اس کے دل کی دھڑکنوں کو تیز کر دیا تھا۔

''تنویر سے۔ اس نے مجھے دھمکی دی ہوئی ہے کہ اگر میں تم سے زیادہ ملا تو وہ مجھے گولی مار دے گا''...... عمران نے کہا۔



''وہ کون ہوتا ہے ہماری پرسنل لائف میں مداخلت کرنے والا''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اسی وقت ڈور بیل بجی تو وہ دونوں ہی چونک پڑے۔ عمران کا چونکنا مصنوعی تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ دروازے پر صفدر، تنویر اور خاور ہوں گے۔

''اوہ۔ اوہ۔ کہیں یہ تنویر ہی نہ ہو۔ مجھے چھپا دو جولیا۔ اس نے مجھے یہاں دیکھ لیا تو گولی مار دے گا۔ وہ بہت ہی غیرت مند بھائی ہے''...... عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا اور صوفے سے کھڑا ہو کر ادھر ادھر ایسے دیکھنے لگا جیسے چھپنے کی جگہ تلاش کر رہا ہو۔

''ڈرامہ بند کرو اور آرام سے بیٹھو''...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھی کیونکہ ڈور بیل ایک بار پھر بجی تھی۔ نصف منٹ بعد جولیا واپس آئی تو اس کے ساتھ صفدر، تنویر اور خاور تھے۔ صفدر اور خاور نے تو عمران کو سلام کیا جبکہ تنویر کا منہ بن گیا۔

''بھئی۔ میاں صفدر یار جنگ تنویر کی چھٹی حس بہت ہی تیز ہے''...... ان دونوں کے سلام کا جواب دینے کے بعد عمران نے کہا۔

''وہ کیسے عمران صاحب''...... خاور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی س نے تنویر کی طرف بھی دیکھا۔

''میں اور جولیا کہیں بھی تنہا بیٹھے رومانوی باتیں کر رہے ہوں۔ س کی چھٹی حس اسے بتا دیتی ہے اور یہ غیرت مند بھائی کی طرح

فوراً وہاں پہنچ جاتا ہے''...... عمران نے کہا تو تنویر کا سرخ چہرہ اور زیادہ سرخ ہو گیا۔

''ہماری زندگی میں کبھی کوئی ایسا لمحہ بھی آئے گا جب تم بکواس نہیں کرو گے''...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے بعد وہ اٹھی اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔

''اگر مجھے چیف کا خیال نہ ہوتا تو تم بہت پہلے میرے ہاتھوں ضائع ہو چکے ہوتے''......تنویر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''تمہیں چیف کا نہیں بلکہ جولیا کا خیال ہے۔تم اپنی بہن کو رخصتی سے پہلے ہی بیوہ نہیں کرنا چاہتے''...... عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر کا غصہ آخری حد تک پہنچ گیا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اب چاہے چیف مجھے گولی مروا دے لیکن اب میں وہاں ہرگز نہیں بیٹھوں گا جہاں یہ ہو گا''...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے کی کوشش کی لیکن صفدر نے فوراً ہی اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اب میں بلا خوف و خطر جولیا سے نکاح کر سکتا ہوں۔ یعنی خس کم جہاں پاک''......عمران نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تو تنویر نے صفدر سے اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کی لیکن صفدر نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔

''تنویر۔تم عمران صاحب کو جانتے تو ہو۔ پھر ان کی باتوں کا



برا کیوں مناتے ہو''...... صفدر نے تنویر کو زبردستی صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

''اگر اس نے تنویر کو یونہی تنگ کرنے کا سلسلہ جاری رکھا تو میں کسی دن اسے اپنے فلیٹ سے باہر نکال دوں گی''...... جولیا نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس نے چائے کے برتن اٹھائے ہوئے تھے۔ اس نے تنویر کا چہرہ دیکھ لیا تھا جو ٹماٹر سے زیادہ سرخ ہو رہا تھا اور صفدر کی بات بھی سن لی تھی۔ اب تنویر کے غصے کو ختم کرنے کا یہی طریقہ تھا کہ وہ تنویر کی حمایت میں بولتی اور واقعی جولیا کے الفاظ نے جادو اثر کیا تنویر کا پارہ ایک دم ہی ڈاؤن ہو گیا۔

''عمران صاحب۔ آپ تنویر کے ساتھ واقعی زیادتی کرتے ہیں''...... خاور نے بھی تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

''اس نے بھی تو میرے ساتھ ایک عرصے سے ظلم روا رکھا ہوا ہے''...... عمران نے رونی صورت بنا کر کہا۔ جبکہ جولیا اس دوران انہیں چائے سرو کرنے لگی۔

''میں تمہارے ساتھ کیا ظلم کرتا ہوں''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ ہمارا نہیں خیال کہ تنویر نے کبھی آپ کے ساتھ کوئی زیادتی کی ہو''......صفدر نے کہا۔

''یہ داستانِ جولیا عمران میں کیدو بنا ہوا ہے۔ یہ میرے ساتھ

ظلم نہیں تو اور کیا ہے''...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''داستانِ جولیا عمران میں کیدو''...... خاور نے حیرت سے کہا۔ ویسے عمران کی بات سن کر ان کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی تھی۔ جبکہ تنویر کا غصہ ایک بار پھر تیز ہونے لگا تھا۔

''اوہ ہاں۔ کیدو تو داستان ہیر رانجھا میں ہے۔ داستان جولیا عمران میں تو تنویر کا نام آئے گا ولن کے طور پر''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ان باتوں کو رہنے دیں اور یہ بتائیں کہ آپ نے ہمیں کیوں بلایا ہے۔ کیا کوئی نیا مشن درپیش ہے''...... صفدر نے گفتگو کا موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

''اچھا۔ ہمیں عمران نے بلایا ہے۔ اگر تم مجھے پہلے بتا دیتے کہ ہمیں چیف نے نہیں بلکہ عمران نے بلایا ہے تو میں یہاں آتا ہی نہیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اچھا ہوتا۔ تمہارے حصے کے چھوہارے تو بچ جاتے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر نے اسے گھور کر دیکھا۔

''چھوہارے بچ جاتے۔ کیا مطلب عمران صاحب۔ کیا آپ نے چھوہارے کھلانے کے لئے ہمیں بلایا ہے''...... خاور نے کہا۔

''میں تو کب سے تمہیں چھوہارے کھلانا چاہ رہا ہوں لیکن صفدر اس کام میں رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ نہ یہ نکاح کا خطبہ یاد کرتا ہے اور نہ میں تمہیں چھوہارے کھلا پاتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ بہت مذاق ہو گیا ہے۔ اب آپ اصل بات



کی طرف آ جائیں۔ پلیز''...... صفدر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم اس کی جتنی منتیں کرو گے یہ اتنا ہی اکڑے گا اور میرا خیال ہے کہ کام وام کچھ نہیں ہے۔ یہ مطالعہ کرتے کرتے بور ہو گیا ہو گا لہٰذا اس نے سوچا ہو گا کہ اب تفریح کی جائے۔ ہمیں یہاں بلا کر اور ہمیں ذلیل کر کے یہ اپنی بوریت دور کرتا ہے۔ اگر کوئی کام ہوتا تو چیف حسب دستور جولیا کو کال کرتا اور جولیا ہمیں کال کرتی۔ اب تم لوگ اس کی بوریت دور کرتے رہو۔ میں تو جا رہا ہوں''۔ تنویر نے اپنا تجزیہ پیش کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن صفدر نے اسے پھر بٹھا دیا۔

''اب آ ہی گئے ہو تو کچھ دیر بیٹھو۔ اگر واقعی کوئی کام نہ ہوا تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے''...... صفدر نے تنویر سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے ہمیں کسی مقصد کے تحت بلایا ہے یا واقعی تنویر کی بات درست ہے''...... صفدر نے اس مرتبہ عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''مقصد تو نہایت ہی نیک اور اہم ہے لیکن تم میرے ساتھ تعاون ہی نہیں کرتے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم آپ کے ساتھ تعاون نہ کریں۔ آپ بتائیں کہ کیا کام ہے''...... خاور نے کہا۔

''طویل عرصے سے صفدر سے کہہ رہا ہوں کہ خطبہ یاد کر لو۔

خطبہ یاد کرلو۔ یہ کر رہا ہے خطبہ یاد۔ ایک نیک اور اہم مقصد کو یہ سالوں سے ٹال رہا ہے''...... عمران نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ عمران صاحب۔ اب ہم چلتے ہیں۔ آج کا ڈنر آپ میرے ساتھ کیجئے گا۔ میں آپ کو فلیٹ سے پک کرلوں گا اور ہم کسی اچھے سے ہوٹل میں چلیں گے''...... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی تنویر اور خاور بھی کھڑے ہو گئے۔

''ارے ارے۔ تم تو سب ناراض ہو گئے۔ او کے بیٹھو۔ اب سنجیدہ باتیں کرتے ہیں''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا جیسے وہ غلط بات بول گیا ہو تو صفدر مسکراتے ہوئے دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ تنویر اور خاور نے اس کی پیروی کی۔

''تم جانتے ہو کہ یہودی آغاز سے ہی مسلمانوں کے دشمن نمبر ون ہیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہنا شروع کیا تو ان سب نے اطمینان کا سانس لیا کیونکہ عمران کے انداز نے بتا دیا تھا کہ اب وہ اصل موضوع کی طرف آ گیا ہے۔

''دنیا بھر میں مسلمان جہاں کہیں ابھرتے ہیں یا ترقی کرنے لگتے ہیں تو سب سے زیادہ مرچیں یہودیوں کو ہی لگتی ہیں اور وہ مسلمانوں کے خلاف سازشیں شروع کر دیتے ہیں۔ دنیا بھر کے لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ یہودی قوم امیر ترین ہونے کے باوجود دنیا کی کنجوس ترین قوم ہے لیکن مسلمانوں کے خلاف دولت استعمال



کرنے میں انہیں بہت خوشی ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنے کے لئے یہ قوم دنوں میں کروڑوں، اربوں ڈالرز اکٹھا کر لیتی ہے''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ پھر وہ رکا اور اس نے چاروں کی طرف دیکھا۔ وہ چاروں ہی غور سے عمران کی باتیں سن رہے تھے۔

''یورپ عیسائیوں کا خطہ ہے''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد عمران نے دوبارہ بولنا شروع کیا۔

''یورپ میں چند مسلم ریاستیں بھی وجود میں آ گئی ہیں کچھ ہی عرصہ پہلے ایک نئی ریاست سلوانیہ یورپ کے نقشے پر ابھری ہے۔ سلوانیہ میں ساٹھ فیصد مسلمان ہیں۔ یہاں بیس فیصد یہودی بھی ہیں۔ عیسائی اور دیگر اقوام بھی موجود ہیں۔ ریاست سلوانیہ یہودیوں کے دل پر کانٹے کی طرح چبھ رہی ہے اور ساتھ ساتھ ان کے منہ سے رال بھی ٹپک رہی ہے۔ وہ خواب دیکھنے لگے ہیں کہ اسرائیل کے علاوہ دنیا میں ان کی ایک اور ریاست معرضِ وجود میں آ گئی ہے۔ وہ سلوانیہ کو یہودی ریاست بنانا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے دنیا بھر کے یہودی دل کھول کر چندہ دے رہے ہیں۔ اسرائیل کی سیکرٹ ایجنسیاں سلوانیہ میں سرگرم عمل ہیں۔ وہاں دو مقاصد پر کام کر رہی ہیں۔ نمبر ایک وہ سلوانی مسلمانوں کا بے دریغ قتل کر رہی ہیں اور سلوانی مسلمانوں کو سلوانیہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ دنیا بھر کے یہودیوں کو سلوانیہ

لاکر آباد کر رہی ہیں تاکہ وہاں مسلمانوں کی آبادی کم ہو جائے اور اسے یہودی اسٹیٹ قرار دے دیا جائے اور ان کے اس مقصد میں ایکریمیا اور چند یورپی ملک ان کی بھرپور مدد کر رہے ہیں۔ نائس لینڈ ان کی مدد میں پیش پیش ہے''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔

''عمران صاحب۔ چونکہ سلوانیہ نئی ریاست ہے اس لئے اس کے پاس ایسی سیکرٹ ایجنسیاں نہیں ہوں گی جو اس عالمی سازش کا مقابلہ کر سکیں''...... خاور نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''سلوانی گورنمنٹ نے ہماری حکومت سے مدد کی درخواست کی ہے''...... جولیا نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

''حکومت سے مدد کی درخواست نہیں کی، اس عالمی سازش کا علم فلسطینیوں کو ہوا ہے۔ فلسطینی لیڈروں نے سلوانی حکام کو اس سازش سے آگاہ کیا ہے اور پھر ایک فلسطینی لیڈر، ایک سلوانی آفیسر کے ساتھ میرے پاس آیا اور انہوں نے مجھے حالات سے آگاہ کیا''۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے وقاص اور ہارون کی آمد کی تفصیلات بھی بتا دیں۔

''تو چیف سلوانیہ ٹیم بھیجنا چاہتے ہیں''...... عمران کے خاموش ہونے پر خاور نے پوچھا۔

''نہیں۔ کیونکہ سلوانی حکومت نے سرکاری طور پر مدد کی



درخواست نہیں کی۔ اس لئے چیف سرکاری خرچ پر ٹیم نہیں بھیج سکتا اور تنویر کے بقول اگر سرکاری مشن ہوتا تو چیف، جولیا کو ہدایات دیتا۔ میں نے چیف سے بات کی تو چیف نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ ذاتی خرچ پر کوئی ممبر میرے ساتھ جانا چاہتا ہے تو جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو ان چاروں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں۔ ایک اور اہم بات کہ تنویر چونکہ مجھے پسند نہیں کرتا۔ لہٰذا تنویر اگر میرے ساتھ نہ جانا چاہے تو نہ جائے''...... عمران نے کہا۔

''مسلمانوں کا درد ایک تمہارے ہی دل میں نہیں ہے۔ ہمیں بھی مسلم امہ سے اتنی ہی محبت ہے جتنی تمہیں ہے۔ لہٰذا مسلم امہ کے لئے اگر مجھے تم جیسے آدمی کی ماتحتی میں بھی کام کرنا پڑے تو میں کروں گا''...... تنویر نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران سمیت سب کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''تم کنجوس مکھی چوس بھی تو ہو۔ اپنے اخراجات برداشت کر لو گے''...... عمران نے کہا۔

''میں تم سے بڑھ کر کھلے ہاتھوں خرچ کرنے والا ہوں''۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پھر اس کا ثبوت دو۔ آج سب کو ڈنر کراؤ۔ سب سے اچھے ہوٹل میں''...... عمران نے کہا۔

''ڈن۔ آج سب کو میں گرین ہوٹل میں ڈنر کرتا ہوں''۔ تنویر

نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا اس مشن پر صرف ہم جائیں گے۔ ہمارے باقی ساتھی''...... خاور نے کہا۔

''ایکسٹو کے مطابق پوری ٹیم بیک وقت طویل رخصت پر نہیں جا سکتی۔ کچھ ممبران کا پاکیشیا میں رہنا بھی ضروری ہے''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اوکے۔ تم لوگ تیاری کر لو۔ ہم آج رات تین بجے کافرستان روانہ ہوں گے اور کافرستان سے سلوانیہ جائیں گے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔



جوزف، جوانا اور ٹائیگر اس وقت سلوانیہ کے دارالحکومت کی ریڈ کالونی کی ایک کوٹھی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کالونی میں زیادہ تر سیاہ فام لوگ رہتے تھے۔ جو کبھی ایکریمیا، افریقہ اور دیگر ممالک سے ہجرت کر کے یورپ آئے تھے اور سلوانیہ میں آباد ہوئے تھے۔ چونکہ انہیں یورپ میں رہتے ہوئے کئی دہائیاں گزر چکی تھیں، اس لئے وہ باقاعدہ یورپین تھے۔ یورپ کے دیگر ممالک میں بھی ان سیاہ فام لوگوں کی بڑی تعداد آباد تھی۔ اسی طرح سلوانیہ میں بھی ان کی خاصی تعداد تھی۔ سلوانیہ نے آزادی کے اعلان کے بعد بھی ان کی شہریت برقرار رکھی تھی کیونکہ ان کی کئی نسلیں یہیں پیدا اور جوان ہوئی تھیں۔ ان کالوں میں ملازمت پیشہ اور تجارت پیشہ افراد بھی تھے لیکن زیادہ تعداد جرائم پیشہ افراد کی تھی۔ جو انڈر ورلڈ سے تعلق رکھتے تھے۔

جوزف، جوانا اور ٹائیگر نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے

الگ آنا تھا۔ اس لئے ٹائیگر نے پہلے معلومات حاصل کیں اور پھر جوزف اور جوانا کی وجہ سے اس نے ریڈ کالونی میں رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ جوزف اور جوانا نے میک اپ نہیں کئے تھے جبکہ ٹائیگر نے میک اپ کر لیا تھا۔ اب وہ بھی ریڈ کالونی میں رہنے والے دیگر سیاہ فاموں جیسا بن چکا تھا۔

عمران کی معلومات کے مطابق سلوانیہ میں یہودیوں کی بڑی تعداد ایسی تھی جو خود کو مسلم، عیسائی یا دیگر اقوام کا ظاہر کرتے تھے۔ ایسے یہودی اسرائیلی ایجنٹوں کی مدد کر رہے تھے اور سلوانیہ کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہے تھے۔ ایسے لوگ سلوانیہ میں بربریت اور دہشت کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ وہ سلوانی مسلمانوں کے ساتھ ایسا انسانیت سوز سلوک کر رہے تھے کہ جسے دیکھ کر روح تک کانپ اٹھی تھی اس لئے عمران نے جوزف اور جوانا کو فری ہینڈ دے دیا تھا کہ وہ ایسے افراد کے ساتھ جو چاہیں سلوک کریں۔ ان کا مشن بھی یہی تھا کہ وہ ایسے یہودیوں کو ٹریس کریں جو مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں اور انہیں عبرت ناک انجام سے دو چار کریں۔ تاکہ دیگر یہودیوں کو عبرت حاصل ہو اور وہ ایسی حرکتیں کرنے کا حوصلہ ہی نہ کریں۔

''ٹائیگر۔ تمہاری نظر میں ہے کوئی ایسا آدمی جس کے ذریعے ہم آگے بڑھ سکیں''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے ایک آدمی کے بارے میں اطلاع ملی ہے۔ اس کا



ام زرگون ہے۔ جو بظاہر آتش پرست ہے لیکن دراصل وہ یہودی ہے اور سلوانیہ میں یہودیوں کی آباد کاری میں اس کا بڑا ہاتھ ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''پھر تو ہمیں فوراً اس پر ہاتھ ڈال دینا چاہئے اور اس کے ہاتھ کاٹ دینے چاہئیں''...... جوزف نے کہا۔

''ایسے لوگوں کے ہم نے ہاتھ نہیں نرخرے کاٹنے ہیں''۔ جوانا نے زہریلے لہجے میں کہا۔

''میرے کہنے کا مطلب بھی یہی ہے۔ ٹائیگر۔ تم یہ بتاؤ کہ یہ زرگون کہاں رہتا ہے۔ میں ابھی اسے اٹھا کر لے آتا ہوں۔ یہاں اس سے اس کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھیں گے اور پھر اس کا نرخرہ کاٹ کر اس کی لاش یہودیوں کی کالونی میں ڈال آئیں گے۔ تاکہ وہ عبرت حاصل کریں''...... جوزف نے پہلے جوانا سے اور پھر ٹائیگر سے کہا۔ ٹائیگر سے بات کرتے کرتے وہ جوش میں آ گیا تھا۔

''یہاں روز روڈ پر اس کا ہوٹل ہے زرگون ہوٹل۔ سلوانیہ کی آزادی سے پہلے یہ زرگون کلب تھا لیکن سلوانیہ آزاد ہوا تو حکومت نے نائٹ کلبوں، جوئے خانوں اور شراب خانوں پر پابندی لگا دی۔ اس لئے اس کا نام زرگون کلب سے زرگون ہوٹل رکھ دیا گیا۔ یہاں ایسے بہت سے کلب موجود ہیں جو اب ہوٹل میں تبدیل ہو چکے ہیں لیکن ان ہوٹلوں میں شراب اب بھی ملتی ہے جواء بھی ہوتا

ہے اور دیگر جرائم بھی ہوتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو کیا یہاں کے افسران بھی رشوت لے کر آنکھیں بند کر لیتے ہیں''...... جوانا نے پوچھا۔

''نہیں۔ سلوانیہ ابھی بہت سے مسائل سے دوچار ہے۔ کچھ مسائل تو ایسے ہیں جو کسی بھی نئے ملک کو لازماً پیش آتے ہیں اور زیادہ تر مسائل ایسے ہیں جو صیہونی طاقتیں یہاں پیدا کر رہی ہیں تاکہ سلوانیہ مضبوط اور مستحکم نہ ہو سکے اور یورپ سے اس مسلم ریاست کا نام ونشان مٹ جائے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے میں جاتا ہوں اور زرگون کو اٹھا لاتا ہوں''۔ جوزف نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ہم تینوں ہی چلتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا اور وہ بھی صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر چند لمحوں بعد ان کی کار روز روڈ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ یہ سیاہ رنگ کی کافی بڑی کار تھی۔ پچھلی سیٹ پر جوزف بیٹھا ہوا تھا۔ کار کی رفتار کافی تیز تھی کہ اچانک ٹائیگر نے کار روک لی۔ ایک سٹریٹ میں ایک پولیس گاڑی اور ایمبولینس کھڑی تھی۔ گلی میں چند افراد بھی دکھائی دے رہے تھے جن کے چہروں پر خوف اور وحشت دکھائی دے رہی تھی۔ ٹائیگر نے ان خوفزدہ لوگوں کو دیکھ کر ہی کار روکی تھی۔ کار اس نے سٹریٹ کے قریب ایک کونے میں روکی تھی پھر وہ تینوں کار سے نیچے اترے اور گلی میں داخل ہوئے۔



''کیا ہوا ہے یہاں بھائی صاحب''...... ٹائیگر نے ایک آدمی سے پوچھا تو اس نے دروازے کی طرف دیکھا۔ وہ دروازہ کھلا تھا اور دروازے میں پولیس اہلکار کھڑے نظر آ رہے تھے۔ وہ تینوں دروازے کی طرف بڑھے۔ وہ دروازے تک پہنچے اور پھر انہیں دروازے کے اندر جو منظر نظر آیا اس منظر نے ان کی آنکھوں میں خون بھر دیا۔ اندر فرش پر ہر طرف خون پھیلا ہوا تھا اور چند لاشیں فرش پر پڑی تھیں۔ ان میں سے ایک لاش چھ سال کے معصوم بچے کی تھی۔

بچے کی گردن پر خنجر چلا کر اسے بے دردی سے ذبح کیا گیا تھا۔ دوسری لاش تیرہ، چودہ سال کی لڑکی کی تھی جس کا لباس تار تار تھا۔ اس کے چہرے اور گردن پر لاتعداد نشان تھے۔ لاش سے صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ اسے وحشت کا نشانہ بنانے کے بعد بے دردی سے قتل کیا گیا ہے۔ تیسری لاش انیس بیس سال کے نوجوان کی تھی۔ اس لاش کے سر، گردن اور جسم کے دوسرے حصوں پر تشدد کے نشان تھے۔ اسے بھی بے پناہ تشدد کے بعد ہلاک کیا گیا تھا۔ چوتھی لاش ایک بزرگ خاتون اور پانچویں لاش ایک بزرگ مرد کی تھی۔ ان لاشوں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ ان پر وحشیانہ تشدد کیا گیا ہے۔ پولیس والے اپنی کارروائی میں مصروف تھے۔ وہ مختلف زاویوں سے لاشوں کی تصاویر لے رہے تھے اور لاشوں کے اردگرد پاؤڈر چھڑک رہے تھے۔

"ویری بیڈ۔ یہ کن ظالموں نے کیا ہے"...... ٹائیگر نے دکھ اور افسوس بھرے لہجے میں ایک پولیس والے سے کہا۔ اس پولیس آفیسر نے ٹائیگر، جوزف اور جوانا کو غور سے دیکھا۔

"جیسے ہی ان کے بارے میں معلوم ہوا انہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔ تم لوگ کون ہو"...... پولیس افسر نے پوچھا۔

"ہم ریڈ کالونی میں رہتے ہیں۔ ہم نے بڑے بڑے جرم ہوتے دیکھے ہیں لیکن ایسا ظلم ہم نے پہلے نہیں دیکھا۔ اگر مجرم گرفتار ہو جائیں تو انہیں چوک میں ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے اور ان کی لاشوں کو کتوں کے سامنے ڈال دیا جائے"...... ٹائیگر نے غصے اور نفرت کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔ پھر وہ واپس مڑا تو جوزف اور جوانا بھی اس کے پیچھے چلنے لگے۔

"اتنا ظلم۔ میں ان ظالموں کا وہ حشر کروں گا کہ ان کی روحیں بھی چیختی رہیں گی"...... جوزف نے کہا۔ وہ ایک بار پھر کار میں بیٹھ چکے تھے اور کار روز روڈ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ جوانا، حالانکہ خود کسی زمانے میں پیشہ ور قاتل رہا تھا۔ وہ فطرتاً انتہائی سفاک انسان تھا۔ لیکن جو منظر اس نے آج دیکھا تھا اس منظر نے اسے بھی ہلا کر رکھ دیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا انسان اتنے سفاک بھی ہو سکتے ہیں کہ تین چار سال کے معصوم بچے کی گردن پر خنجر چلا دیں۔

"نہیں۔ ایسے لوگ انسان نہیں ہو سکتے۔ یہ تو درندوں سے بھی بڑھ کر ہیں۔ اف مائی گاڈ۔ اتنا ظلم"...... جوانا نے اچانک ہی



بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کار کو بریک لگی تو جوزف اور جوانا نے چونک کر سامنے دیکھا۔ سامنے ایک بڑی بلڈنگ تھی جس کے گیٹ کے اوپر جہازی سائز سائن بورڈ لگا ہوا تھا جس پر زرگون ہوٹل لکھا ہوا تھا۔ کار کو یکدم روک کر ٹائیگر نے اسے پھر آہستہ سے آگے بڑھایا اور زرگون ہوٹل کی پارکنگ میں لے آیا۔ ایک خالی جگہ دیکھ کر اس نے کار روکی تو فوراً ہی پارکنگ بوائے بھاگتا ہوا کار کے قریب آ گیا۔ جوزف اور جوانا نیچے اترے تو وہ لڑکا انہیں دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا۔

"اوکے سر۔ آپ ٹوکن نہ لگوائیں۔ آپ ایسے ہی چلے جائیں"...... بوائے نے خوفزدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ مڑ کر جانے لگا۔

"ٹھہرو"...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا تو وہ لڑکا رک گیا اور اس نے خوف سے ٹائیگر کی طرف دیکھا۔

"ٹوکن لگاؤ اور یہ نوٹ لو۔ باقی تم رکھ لینا"...... ٹائیگر نے اسے بڑی مالیت کا نوٹ دیتے ہوئے کہا۔ لڑکا اب بھی ہچکچانے لگا تو ٹائیگر نے نوٹ اس کی جیب میں ڈالا اور آگے بڑھ گیا۔ جوزف اور جوانا بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ گیٹ پر ایک اٹنڈنٹ موجود تھا جو ہر آنے والے کے لئے گیٹ کھول رہا تھا۔ ان تینوں کو دیکھ کر بھی اس نے گیٹ کھول دیا۔ وہ تینوں ہی ہال میں داخل ہو گئے۔ ہال میں اس وقت بہت کم لوگ موجود تھے۔ وہ تینوں کاؤنٹر

کی طرف بڑھے۔ کاؤنٹر پر ایک لڑکی کھڑی تھی۔

"جی فرمائیے"...... لڑکی نے انہیں دیکھ کر کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمیں زرگون سے ملنا ہے"...... ٹائیگر نے کاؤنٹر گرل سے کہا۔

"اوہ۔ باس سے لیکن باس تو ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں"۔ کاؤنٹر گرل نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... ٹائیگر نے کاؤنٹر گرل سے نام پوچھا۔

"رینا"...... کاؤنٹر گرل نے جواب دیا۔

"مس رینا۔ ہم ایکریمیا سے آئے ہیں۔ ہمارا تعلق گریٹ تنظیم سے ہے۔ اگر زرگون سے ہماری ملاقات نہ ہوئی تو اسے کروڑوں ڈالرز کا نقصان ہو سکتا ہے"...... ٹائیگر نے رینا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں باس کے سیٹلائٹ فون پر رابطہ کرتی ہوں۔ وہ دنیا میں جہاں کہیں بھی ہوں اس نمبر پر ان سے رابطہ ہو جاتا ہے"۔ کروڑوں ڈالرز کا سن کر رینا نے متاثر ہوتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے کاؤنٹر کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک سیل فون اٹھایا اور نمبرز پریس کرنے لگی۔

"سر۔ آپ کا نام"...... نمبرز پریس کرنے کے دوران رینا نے ٹائیگر سے پوچھا۔



"ٹائیگر"...... ٹائیگر نے کہا تو کاؤنٹر گرل نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سیل فون کان سے لگا لیا۔

"باس۔ میں رینا بول رہی ہوں کاؤنٹر سے۔ ٹائیگر نامی ایک صاحب اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ آئے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ ایکریمیا سے آئے ہیں اور گریٹ تنظیم سے ان کا تعلق ہے۔ وہ آپ سے کوئی ڈیل کرنا چاہتے ہیں اور ان کے کہنے کے مطابق اس ڈیل سے آپ کو کروڑوں ڈالرز کا فائدہ ہو سکتا ہے"...... رینا نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف کی بات سننے لگی۔

"اوکے باس"...... رینا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے سیٹ کان سے الگ کر لیا۔

"باس۔ ابھی خود فون کر کے جواب دیتے ہیں سر"...... رینا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہاں مسٹر زرگون کی رہائش کہاں ہے"...... ٹائیگر نے عام سے لہجے میں کہا۔

"اسٹیٹ کالونی کی کوٹھی تھرٹی میں لیکن کوٹھی پر تو وہ کسی سے نہیں ملتے"...... رینا نے کہا۔

"ہمارے پاس بھی اتنا وقت نہیں ہے کہ ہم کسی کی کوٹھی کے چکر لگاتے پھریں۔ مسٹر زرگون سے ہماری ڈیل نہیں ہو گی تو ہم کسی اور پارٹی سے رابطہ کر لیں گے"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو رینا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ چند منٹ خاموشی میں

گزر گئے۔ پھر رینا کے سیل فون کی بیل بجنے لگی۔ رینا نے سیل فون کی سکرین پر نظر دوڑائی اور پھر اس نے کال اوکے کا بٹن پریس کر کے فون کان سے لگا لیا۔

’’یس باس۔ رینا اسپیکنگ‘‘...... اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف کی بات سننے لگی۔

’’اوکے باس‘‘...... دوسری طرف کی بات سننے کے بعد اس نے کہا اور پھر اس نے ٹائیگر کی طرف دیکھا۔

’’سوری سر۔ باس آپ سے نہیں مل سکتے۔ کیونکہ باس، اس وقت آسٹریلیا میں ہیں‘‘...... رینا نے کہا۔

’’اوکے۔ اس کی قسمت‘‘...... ٹائیگر نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا اور پھر وہ گیٹ کی طرف بڑھا۔ پھر کچھ ہی دیر بعد ان کی کار روڈ پر آ گئی۔

’’ٹائیگر۔ کیا واقعی زرگون ملک سے باہر ہے‘‘...... جوانا نے کہا۔

’’میرا خیال ہے کہ وہ سلوانیہ میں ہی موجود ہے۔ اس نے گریٹ تنظیم سے ہمارے بارے میں تصدیق کرنے کے بعد ہمیں جواب دیا ہے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

ہونہہ۔ تو پھر ہم اس وقت اسٹیٹ کالونی جا رہے ہیں‘‘...... جوانا نے سڑک پر نظر دوڑاتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ زرگون جس بل میں بھی گھسا ہوا ہے اسے باہر تو نکالنا



ہی ہے‘‘...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کچھ ہی دیر میں وہ اسٹیٹ کالونی پہنچ گئے تو ٹائیگر نے کار ایک جگہ پر روک لی۔

’’جوزف۔ میں اور جوانا اندر جائیں گے۔ جبکہ تم باہر رہو گے اور ہماری واپسی کا انتظار کرو گے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’اوکے‘‘...... جوزف نے کہا کیونکہ عمران نے ٹائیگر کو اس گروپ کا لیڈر بنایا تھا۔ اس لئے جوزف اور جوانا نے اس کی ہر بات ماننی تھی۔ چاہے وہ بات ان کے مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہوتی۔ جوزف نے کار کا دروازہ کھولا اور نیچے اتر گیا جبکہ ٹائیگر نے کار آگے بڑھا دی۔ چند سیکنڈ بعد ان کی کار کوٹھی نمبر تھرٹی کے گیٹ پر پہنچ گئی۔ جوانا نے کار سے نیچے اتر کر ڈور بیل کا بٹن پریس کیا تو فوراً ہی ذیلی کھڑکی کھل گئی اور ایک مسلح آدمی کی شکل دکھائی دی۔ جوانا نے اندر کا جائزہ لیا۔ اندر بھی اسے چند مسلح افراد دکھائی دیئے۔

’’کون ہو تم اور کس سے ملنا ہے‘‘...... مسلح آدمی نے جوانا کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

’’ہمیں زرگون سے ملنا ہے‘‘...... جوانا نے سخت لہجے میں کہا۔

’’زرگون صاحب یہاں نہیں ہیں۔ چلو بھاگ جاؤ‘‘...... مسلح آدمی نے تیز لہجے میں کہا اور پھر جیسے ہی اس کی بات مکمل ہوئی وہ چیختا ہوا اچھل کر دور جا گرا۔ جوانا کے ایک تھپڑ نے ہی اسے دور اچھال دیا تھا۔ تھپڑ کچھ زیادہ ہی زور دار پڑا تھا اس لئے وہ فرش پر

گرتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ اندر موجود دیگر مسلح افراد سچویشن کو سمجھتے۔ جوانا بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔ اندر پانچ مزید مسلح آدمی موجود تھے۔ ان میں سے دو ایک جگہ کھڑے تھے اور تین دوسری جگہ کھڑے ہوئے تھے۔ جوانا کو دیکھ کر وہ چونکے اور انہوں نے اپنا اپنا اسلحہ سنبھالنا چاہا لیکن جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے دو آدمیوں پر چھلانگ لگائی۔ اس کا مکا ایک آدمی کی گردن پر پڑا تو اس آدمی کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس کی ایک تیز اور کربناک چیخ بلند ہوئی اور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگا جبکہ دوسرے آدمی کو جوانا نے گردن سے پکڑ کر باقی تین افراد پر اچھال دیا۔ وہ اپنے اپنے اسلحے کا رخ جوانا کی طرف کر ہی رہے تھے کہ ان کا اپنا ساتھی ان سے ٹکرایا اور وہ چاروں ہی فرش پر گر گئے۔

پھر ابھی وہ اٹھ ہی رہے تھے کہ ہلکی سی ٹھک ٹھک کی آوازیں ابھریں اور اٹھتے ہوئے چاروں افراد چیختے ہوئے دوبارہ زمین پر گرے اور تڑپنے لگے۔ سائیلنسر لگے ریوالور سے ان پر فائرنگ ٹائیگر نے کی تھی۔ ان پانچوں کے خاتمے کے بعد انہیں وہاں کوئی اور دکھائی نہ دیا۔ ٹائیگر کار اندر لے آیا اور پھر وہ دونوں اصل عمارت کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ نہایت چوکنا تھے اور ان کی نظریں چاروں طرف گردش کر رہی تھی۔ وہ تیز لیکن بے آواز قدموں سے چلتے ہوئے برآمدے تک پہنچ گئے۔ برآمدے سے پہلے گیراج



میں ایک قیمتی کار کھڑی ہوئی تھی۔ ٹائیگر اور جوانا نے ایک بار پھر چاروں طرف دیکھا۔ اس کے بعد ٹائیگر ایک کمرے کے دروازے کی طرف اور جوانا دوسرے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ انہوں نے ہینڈل گھمائے تو دروازے کھل گئے۔ دونوں کمرے خالی تھے۔ اندر نظر ڈالنے کے بعد انہوں نے دروازے بند کئے اور دوسرے کمروں کی طرف بڑھے۔ اب جو کمرہ ٹائیگر نے کھولا تھا اس میں ایک بیڈ پر ایک آدمی نیم دراز تھا۔ جو چہرے سے ہی عیار اور مکار دکھائی دے رہا تھا۔ اس کے سامنے ٹی وی آن تھا اور وہ ٹی وی دیکھنے میں مگن تھا لیکن جیسے ہی ٹائیگر کمرے میں داخل ہوا وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔

''بس۔ اب مزید کوئی حرکت مت کرنا۔ ورنہ کھوپڑی میں سوراخ ہو جائے گا''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کر دیا۔ اس کے انداز اور چہرے مہرے سے ٹائیگر سمجھ گیا تھا کہ زرگون یہی ہے۔

''تت۔ تت۔ تم کون ہو اور یہاں تک کیسے پہنچے۔ میرے سیکورٹی گارڈز کہاں ہیں''...... اس آدمی نے حیران ہو کر کہا۔

''زرگون تمہارا ہی نام ہے''...... ٹائیگر نے تصدیق کے لئے پوچھا۔

''ہاں۔ میں زرگون ہی ہوں لیکن تم کون ہو۔ یہ تم نے نہیں بتایا اور میرے سیکورٹی گارڈز نے تمہیں یہاں آنے سے روکا کیوں

نہیں''...... زرگون نے کہا۔

''میرا نام ٹائیگر ہے۔ تمہارے ہوٹل کی کاؤنٹر گرل نے تمہیں میرا نام بتایا تھا اور تمہارے سیکورٹی گارڈز ہمیں کیا روکتے۔ وہ سب جہنم واصل ہو چکے ہیں''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ سب تو انتہائی تربیت یافتہ تھے''۔ زوگون نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''جب موت سر پر آتی ہے تو ساری تربیت دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ اس کا تجربہ تمہیں بھی ابھی ہو جائے گا''...... ٹائیگر نے اس مرتبہ طنزیہ لہجے میں کہا۔ پھر اسی وقت دروازہ کھلا اور جوانا کمرے میں داخل ہوا۔ جوانا کو دیکھ کر زرگون چونک پڑا۔

''کوٹھی میں اور کوئی بھی نہیں ہے''...... جوانا نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''او کے۔ اس زرگون کو اپنے ساتھ لے چلو۔ اسے اگر یہاں موت کے حوالے کیا تو وہ آسان موت ہو گی جبکہ اسے آسان موت نہیں مرنا چاہئے''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا، زرگون کی طرف بڑھا۔

''خبردار۔ میری طرف مت بڑھنا ورنہ تمہارا انجام نہایت بھیانک ہو گا''...... زرگون نے پریشان لہجے میں کہا۔ وہ چونکہ اس وقت اپنے بیڈ روم میں بیٹھا تھا اس لئے اس کے پاس کوئی اسلحہ نہیں تھا۔ وہ تو مطمئن انداز میں ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ اس کے وہم و



گمان میں بھی نہیں تھا کہ کوئی اس کے بیڈ روم میں آ سکتا تھا۔ کوٹھی میں اس کے چھ سیکورٹی گارڈز تھے جو نہایت تربیت یافتہ تھے۔ ان کے ہوتے ہوئے اس کا کوئی دشمن بھی کوٹھی میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن یہ دو سیاہ فام آدمی نہ صرف اس کی کوٹھی میں داخل ہو گئے تھے بلکہ اس کے بیڈ روم تک آ گئے تھے۔ وہ فیلڈ کا آدمی تھا۔ ان دونوں کی جسامت اور انداز سے ہی محسوس ہو رہا تھا کہ یہ دونوں خطرناک فائٹر ہیں۔

خاص طور پر جوانا کو دیکھ کر تو اس کا حوصلہ پست ہو گیا تھا۔ اس کے پاس اسلحہ ہوتا تو وہ مزاحمت کی کوشش بھی کرتا لیکن اب وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ سوائے دھمکی دینے کے لیکن جوانا پر بھلا اس دھمکی کا کیا اثر ہونا تھا۔ وہ زہریلے انداز میں مسکراتا ہوا زرگون کے قریب پہنچ گیا۔ جیسے ہی وہ زرگون کے قریب پہنچا، زرگون سپرنگ کی مانند اچھلا اور جوانا کے سینے سے آ ٹکرایا۔ اس ٹکر سے جوانا یکدم پیچھے ہٹ گیا۔ پھر جوانا کا ایک ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کا بھرپور تھپڑ زرگون کے منہ پر پڑا۔ جو جوانا سے ٹکرانے کے بعد کھڑا ہو رہا تھا۔ تھپڑ کھا کر زرگون فٹ بال کی مانند اچھلا اور ٹائیگر کے قدموں میں جا گرا۔ ٹائیگر کی لات حرکت میں آئی اور اس کے پاؤں کی ٹھوکر زرگون کی کنپٹی پر پڑی۔ اس کی چیخ بلند ہوئی اور اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے اور اس کا ذہن تاریک ہو گیا۔

''جوزف کو بھی بلا لو''...... ٹائیگر نے جوانا سے کہا اور پھر اس نے زرگون کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا۔

''میں نے اسے بلا لیا تھا۔ اس وقت وہ گیٹ پر موجود ہے''۔ جوانا نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ باہر کی طرف بڑھا۔

اپنی کار کے قریب پہنچ کر ٹائیگر نے زرگون کو پچھلی سیٹ کے نیچے پھینک دیا۔ جوزف پچھلی سیٹ پر بیٹھا جبکہ جوزف نے مین گیٹ کھول دیا۔ ٹائیگر کار کوٹھی سے باہر لے آیا تو جوزف نے گیٹ بند کیا اور پھر وہ بھی کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ اپنی رہائش گاہ پر واپس پہنچ چکے تھے۔ جوانا نے زرگون کو ایک کمرے میں لا کر کرسی پر بیٹھا کر رسی سے باندھ دیا۔ اس کے بعد جوانا نے اسے دو تین ہلکے ہلکے تھپڑ مارے تو وہ ہوش میں آ گیا۔ ٹائیگر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

''تت۔ تت۔ تم نے۔ تم نے غیر قانونی حرکت کی ہے''۔ ہوش میں آنے کے بعد زرگون نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''زرگون تم یہودی ہو نا''...... ٹائیگر نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ تم نے میری کوٹھی کی تلاشی لی ہے۔ تمہیں کوٹھی کے ایک کمرے میں روشن آگ نظر آئی ہوگی۔ یہ آگ چوبیس گھنٹے جلتی رہتی ہے۔ کبھی نہیں بجھتی۔ کیونکہ میں آتش پرست ہوں''...... زرگون



نے کہا۔

''تم یہودی ہو اور تم سلوانیہ میں یہودیوں کو آباد کر رہے ہو''۔ ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

''تم غلط کہہ رہے ہو۔ میرا یہودیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں آتش پرست ہوں۔ سیدھا سادھا بزنس مین ہوں اور محب وطن سلوانی ہوں''...... زرگون نے مضبوط لہجے میں کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم آسانی سے زبان نہیں کھولو گے۔ ان دو دیوؤں کو دیکھ رہے ہو۔ یہ ایسے ظالم، سنگدل اور سفاک ہیں کہ جب یہ کسی انسان پر تشدد کرتے ہیں تو جسم پر کم اور روح پر زیادہ اثر ہوتا ہے۔ بے چارے انسان کی روح تڑپتی، سسکتی اور چیختی ہے اور انسانی جسم سے پرواز کرنے کی کوشش کرتی ہے لیکن یہ روح کو جسم کی قید سے نکلنے بھی نہیں دیتے۔ یہاں تک کہ انسان زبان کھولنے پر مجبور ہو جاتا ہے''...... ٹائیگر نے بھیانک لہجے میں کہا تو زرگون ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔

''معلوم نہیں تم کس غلط فہمی کی بنیاد پر مجھے اٹھا لائے ہو۔ میرا بھلا یہودیوں سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ مجھے تو یہودیوں سے نفرت ہے۔ ان یہودیوں نے تو دنیا کا امن خراب کیا ہوا ہے''...... زرگون نے کہا۔

''میں نے کوشش کی تھی کہ تم تشدد کے بغیر زبان کھول دو۔ لیکن تمہاری مرضی اب ہم دوسرا طریقہ اختیار کر لیتے ہیں۔ جوزف''۔

ٹائیگر نے پہلے زرگون سے کہا اور پھر اس نے جوزف کو آواز دی۔

''یس ٹائیگر''...... جوزف نے مستعد لہجے میں کہا۔

''اس کی خاطر مدارت کرو''...... ٹائیگر نے کہا تو جوزف نے زرگون کے پنجے میں اپنا پنجہ ڈالا اور اگلے ہی لمحے کڑ کڑ کی چار آوازیں گونجیں۔ زرگون کی چاروں انگلیاں ٹوٹتی چلی گئیں اور اس کے حلق سے چیخیں بلند ہونے لگیں۔

''یا قین۔ جج۔ جانو۔ مم۔ میں۔ یہودی نہیں ہوں''...... زرگون نے تکلیف کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

''اگر نہیں ہو تو تم ابھی یہودی بن جاؤ''...... جوزف نے سرد لہجے میں کہا۔ اس کے بعد اس نے زرگون کا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ ایک بار پھر کڑ کڑ کی آوازیں سنائی دیں اور زرگون کے دوسرے ہاتھ کی بھی چاروں انگلیاں ٹوٹتی چلی گئیں۔ اس کی چیخیں دوبارہ بلند ہونے لگیں۔

''ہاں بولو۔ تم یہودی ہو اور ایسے یہودی ہو جو غیر ملکی یہودیوں کو سلوانیہ میں آباد کر رہا ہے''...... ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا تو زرگون نے انکار کی صورت میں سر ہلایا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ بالکل نہیں۔ مم۔ میں یہودی نہیں ہوں''۔ اس نے بدستور چیختے ہوئے کہا۔

''سنو زرگون۔ اگر اب بھی تم نے سچ نہ بولا تو میں تمہاری آنکھیں نکال کر تمہارے لئے دنیا تاریک کر دوں گا''...... جوزف



نے بھیانک لہجے میں کہا۔

''تت۔ تت۔ تم۔ مم۔ میری۔ بب۔ بات کا یقین کیوں نہیں کر رہے''...... زرگون نے کراہتے ہوئے کہا۔ لیکن جیسے ہی اس کی بات مکمل ہوئی اس کے حلق سے کربناک چیخوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جوزف کی شہادت کی انگلی کسی چاقو کی طرح زرگون کی آنکھ میں گھس گئی تھی اور اس کی وہ آنکھ حلقے سے باہر آ کر گری تھی۔ بندھا ہونے کے باوجود زرگون کے جسم کو شدید جھٹکے لگ رہے تھے۔ اس کی آنکھ سے خون بہہ کر اس کے چہرے کو تر کر رہا تھا۔ آنکھ کی غیر موجودگی اور خون نے اس کے چہرے کو خوفناک بنا دیا تھا۔ جوزف کی انگلی پر بھی خون لگ گیا تھا۔ اس نے اپنی انگلی زرگون کے لباس سے ہی صاف کی۔

''اوکے۔ اب میں تمہاری دوسری آنکھ بھی نکالنے لگا ہوں''۔ جوزف نے سرد لہجے میں کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ نہیں۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مم۔ میں بتاتا ہوں''...... زرگون نے چیختے ہوئے کہا۔

''جوزف۔ ٹھہر جاؤ۔ اسے بولنے کا موقع دو''...... ٹائیگر نے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں زرگون۔ اب شروع ہو جاؤ''...... ٹائیگر نے اس مرتبہ زرگون سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''میں واقعی یہودی ہوں۔ میں جی پی فائیو کا ایجنٹ ہوں اور

پچھلے بیس سالوں سے سلوانیہ میں تعینات ہوں۔ بیس سال پہلے میں یہاں آتش پرست بن کے آیا تھا۔ چونکہ آتش پرست بہت امیر ہوتے ہیں اس لئے ان کی عزت زیادہ کی جاتی ہے اور حکومتی ادارے ان کے حقوق کا خاص خیال رکھتے ہیں‘‘...... زرگون نے اپنے بارے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’کیا سلوانیہ کے خراب حالات میں جی پی فائیو ملوث ہے‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’جی پی فائیو براہِ راست ملوث نہیں ہے۔ جی پی فائیو کے ایجنٹ دیگر ایجنسیوں کی مدد کر دیتے ہیں یا ان کے ذمے کوئی ٹاسک لگایا جاتا ہے تو وہ ٹاسک پورا کر دیتے ہیں۔ جیسے مجھے کرنل ڈیوڈ نے ہدایت دی کہ میں یہودیوں کی یہاں آباد کاری کے سلسلے میں کام کروں۔ اب مجھے اطلاع دی جاتی ہے کہ فلاں علاقے میں ایک مکان خرید لیا گیا ہے۔ میں یہ اطلاع جی پی فائیو کے ہیڈکوارٹر کرتا ہوں۔ وہاں سے مجھے ہدایت ملتی ہے کہ فلاں تاریخ کو ایک یہودی فیملی سلوانیہ آ رہی ہے۔ میں خفیہ طریقے سے اس فیملی کو رسیو کرتا ہوں اور خریدے گئے مکان میں پہنچا دیتا ہوں اور کچھ دنوں تک اس فیملی کی دیکھ بھال بھی کرتا ہوں‘‘...... زرگون نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

’’تم جانتے ہو کہ یہ مکان کس طریقے سے خریدے جاتے ہیں‘‘...... ٹائیگر نے تلخ لہجے میں کہا۔



’’ہاں۔ سلوانی مسلمانوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ سلوانیہ چھوڑ جائیں اور پھر ان سے پیپرز پر دستخط بھی کرا لئے جاتے ہیں تاکہ جائیداد کو قانونی تحفظ مل سکے اور مستقبل میں کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئے۔ اگر کوئی عالمی تنظیم یا ادارہ کسی قسم کی تحقیقات کرے تو ثبوت پیش کیا جا سکے کہ یہ پراپرٹی خریدی گئی ہے۔ اس پر ناجائز قبضہ نہیں کیا گیا‘‘...... زرگون نے دھیمی آواز میں کہا۔

’’سلوانیہ میں اسرائیل کی کون کون سی ایجنسیاں متحرک ہیں‘‘۔ ٹائیگر نے ایک اور سوال پوچھا۔

’’بہت سی ایجنسیاں اور ایجنٹ یہاں مختلف کام کر رہے لیکن میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا کیونکہ مجھے ہدایات براہِ راست جی پی فائیو کے ہیڈکوارٹر سے ملتی ہیں البتہ حاصل کئے گئے مکان یا دیگر پراپرٹی کی تفصیل اور کاغذات میرے ہوٹل کے کاؤنٹر پر بند لفافے میں پہنچا دیئے جاتے ہیں۔ لے آنے والے مختلف لوگ ہوتے ہیں۔ کبھی نوجوان لڑکی، کبھی ادھیڑ عمر عورت تو کبھی بوڑھی عورت۔ کبھی نوجوان لڑکا، کبھی ادھیڑ عمر مرد تو کبھی بوڑھا آدمی۔ میں کبھی ان سے ملا بھی نہیں کیونکہ یہ لفافے کاؤنٹر گرل کے ذریعے مجھ تک پہنچتے ہیں‘‘...... زرگون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر، زرگون کے چہرے کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس لئے اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ زرگون سچ بول رہا ہے۔

’’کیا سارے سلوانی یہودی، مسلمانوں کی نسل کشی اور جلا وطنی

کے کام میں ملوث ہیں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''نہیں۔ لاتعداد یہودی ایسے بھی ہیں جو قتل و غارت اور ظلم ا زیادتی کو پسند نہیں کرتے۔ ایسے لوگ بھلا ان کاموں میں کیو ملوث ہوں گے''...... زرگون نے کہا۔

''اچھا۔ یہودیوں میں بھی امن پسند اور شریف النفس لوگ موجود ہیں''...... ٹائیگر نے طنزیہ لہجے میں کہا لیکن زرگون نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔

''زرگون۔ ہم نے ایسے یہودیوں تک پہنچنا ہے جو یہ انسانیت سوز کھیل کھیل رہے ہیں۔ ہم نے ان کا جڑ سے خاتمہ کرنا ہے لہٰذ تم ہمیں ان کے بارے میں بتاؤ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں جی پی فائیو کا ایجنٹ ہوں۔ تاز کارروائیاں کون لوگ کر رہے ہیں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا''...... زرگون نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم ہمارے لئے بے کار ہو اور تمہیں ب بھی معلوم ہو گا کہ بے کار چیزوں کو ضائع کر دیا جاتا ہے''۔ ٹائیگر نے تلخ لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہارے تمام سوالوں کے صحیح جواب دیئے ہیں۔ پلیز۔ مجھے مت مارنا''...... زرگون نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر تم مجھے ٹپ دے دو تو میں تمہیں نہیں ماروں گا''...... ٹائیگر نے اس سے کہا۔



''میں نے کیپٹن بادیو کو چند دن پہلے سلوانیہ میں دیکھا ہے۔ یہ کیپٹن بادیو جی پی سیون کا تیز ترین ایجنٹ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ بھی اسی مشن پر سلوانیہ آیا ہوا ہے''...... زرگون نے کہا۔

''کہاں دیکھا ہے تم نے اسے''...... ٹائیگر نے اس سے پوچھا۔

''میں نے اسے رافیل کے آفس جاتے دیکھا ہے۔ رافیل سن لائٹ ہوٹل کا مینجر ہے''...... زرگون نے کہا۔

''مزید کوئی ایسی بات جو تم ہمیں بتا سکو''...... ٹائیگر نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ اور کوئی ایسی بات نہیں ہے''...... زرگون نے انکار کی صورت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہیں نہیں ماروں گا لہٰذا میں تمہیں مار بھی نہیں رہا''...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ یہ سن کر زرگون کے چہرے پر زندگی کی چمک ابھر آئی لیکن پھر اس کی نظر جوزف پر پڑی جس کی آنکھوں میں اسے اپنی موت محو رقص دکھائی دی تو اس کے چہرے پر آئی ہوئی چمک معدوم ہو گئی اور اس کا چہرہ تاریک ہونے لگا۔

''وعدہ تم سے ٹائیگر نے کیا تھا میں نے نہیں''...... جوزف نے سرد لہجے میں کہا تو زرگون کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ موت کی آواز سن رہا ہو۔ اگلے ہی لمحے جوزف کے ہاتھ میں خنجر دکھائی دیا۔

''م۔ مم۔ مم۔ آہ''...... زرگون نے گھگھیائے ہوئے لہجے میں

زندگی کی بھیک مانگنی چاہی لیکن جوزف کا خنجر لہرایا اور زرگون کی ایک طویل چیخ بلند ہوئی۔ خنجر نے اس کی آدھی گردن کاٹ دی تھی۔ خون فوارے کی صورت میں اس کی گردن سے جاری ہو گیا۔

''اس کے کپڑوں پر اسٹکر لگاؤ اور اسے یہودی آبادی میں پھینک آؤ''...... ٹائیگر نے جوانا سے کہا تو اس نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔



''تم نے بتایا تھا کہ ٹائیگر، جوزف اور جوانا نے بھی سلوانیہ آنا ہے لیکن وہ تو نہیں آئے''...... جولیا نے عمران سے کہا۔

عمران، جولیا، صفدر، تنویر اور خاور اس وقت سلوانیہ کے دارالحکومت کی گارڈن کالونی کی کوٹھی نمبر سولہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ کچھ دیر پہلے ہی سلوانیہ پہنچے تھے۔ چونکہ سلوانیہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی ایجنٹ نہیں تھا اس لئے یہ کوٹھی عمران نے اپنے ذرائع سے حاصل کی تھی۔ عمران نے ابھی تک سلوانی حکام کو اپنی آمد کی اطلاع نہیں دی تھی اور نہ ہی وہ انہیں اطلاع دینا چاہتا تھا کیونکہ ان کے کام کرنے کا انداز الگ تھا۔

''وہ تینوں بھی آئے ہیں لیکن وہ ہم سے الگ رہ کر کام کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''الگ رہ کر کام کرنے کی کیا وجہ ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''بھئی تم لوگ ہو سرکاری آفیسرز اور وہ بے چارے عام آدمی

ہیں۔ سرکاری آفیسر اور عوام میں جو فاصلے ہیں میں انہیں کیسے دور کر سکتا ہوں۔ اگر میں نے یہ فاصلے مٹانے کی بات بھی کی تو سرکاری افسران میرے خلاف ہو جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''خواہ مخواہ کی باتیں مت بناؤ۔ جو وجہ ہے وہ بتاؤ''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اگر تمہارے خیال میں اس کی کوئی خاص وجہ ہے تو تم بتا دو''...... جواب میں عمران نے بھی منہ بنا کر کہا۔

''تمہارا دماغ شیطانی دماغ ہے۔ اس میں کیا کیا شیطانی منصوبے آتے ہیں ہمیں کیا معلوم''...... تنویر نے کہا۔

''اب بتا دو ورنہ تنویر اسی طرح تمہاری بے عزتی کرتا رہے گا''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تنویر اپنا بچہ ہے۔ اگر یہ ایک دو فقرے بول کر خوش ہوتا ہے تو ہونے دو''...... عمران نے کہا۔

''میں عمر میں تم سے بڑا ہی ہوں گا''...... تنویر نے کہا۔

''آہ۔ یہ زمانہ بھی آنا تھا۔ بزرگ اب اپنے بچوں کے رقیب ہونے لگے ہیں''...... عمران نے آہ بھرتے ہوئے کہا تو صفدر اور خاور کا قہقہہ بلند ہو گیا جبکہ تنویر کا چہرہ بگڑ گیا۔ جولیا کے چہرے کی مسکراہٹ بھی گہری ہو گئی تھی۔

''تنویر۔ تم باتوں میں عمران صاحب سے جیت نہیں سکتے''۔ خاور نے کہا۔



''تمہاری اسی طرح کی ہلہ شیری سے تو یہ اتنا چوڑا ہو گیا ہے''۔ تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''ہم اصل موضوع سے ہٹ کر فضول باتوں میں الجھ گئے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''اصل موضوع تو عمران نے شروع ہونے ہی نہیں دیا''۔ جولیا نے کہا۔

''انسان جن پتوں پر تکیہ کرے وہی ہوا دینے لگیں تو پھر انسان کیا کرے''...... عمران نے پھر آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''پتوں پر تکیہ۔ کیا مطلب ہے اس کا''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے صفدر کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔ وہ چونکہ اردو محاوروں کے بارے میں زیادہ نہیں جانتی تھی اس لئے اسے عمران کی بات سمجھ نہیں آئی تھی۔

''عمران صاحب نے کہا ہے کہ انسان جس پر بھروسہ کرے وہی دھوکا دے جائے تو پھر کیا کیا جا سکتا ہے''...... صفدر نے جولیا کو محاورے کا مفہوم بتاتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ تم مجھ پر بھروسہ کرتے ہو اور میں تمہیں دھوکا دیتی ہوں''...... جولیا نے عمران کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''ارے ارے۔ میں نے ایسا کب کہا ہے۔ یہ صفدر تو یونہی فساد پھیلا رہا ہے''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مس جولیا۔ ان باتوں کو رہنے دیں اور عمران صاحب سے

پوچھیں کہ ٹائیگر، جوزف اور جوانا کو الگ کرنے کا کیا مقصد ہے''...... خاور نے کہا۔

''عمران۔ میں بحیثیت ڈپٹی چیف تمہیں حکم دیتی ہوں کہ تم سنجیدہ ہو کر مقصد کی بات کرو''...... جولیا نے اس مرتبہ تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''میں جب بھی مقصد کی بات کرتا ہوں تم اسے مذاق سمجھتی ہو اور ٹال دیتی ہو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''میں مشن کے بارے میں کہہ رہی ہوں۔ تمہاری فضول باتوں کے بارے میں نہیں''...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

''آہ۔ تم میری مقصد کی باتوں کو بھی فضول باتیں کہہ رہی ہو''۔ عمران نے شکوہ کرنے کے انداز میں کہا۔

''عمران صاحب۔ اب اصل موضوع کی طرف آ ہی جائیں''۔ صفدر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم لوگ اس کے جتنے زیادہ نخرے اٹھاؤ گے یہ اتنا ہی زیادہ پھیلے گا''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ بات تم انہیں بار بار سمجھاتے رہتے ہو لیکن یہ سمجھتے ہی نہیں ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بس بس۔ مجھے زیادہ شوخیاں دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں ان جیسا نہیں ہوں کہ تمہاری فضول اور بور باتوں پر مسکراتا رہوں''...... تنویر نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا۔



''اچھا۔ تم نے یہ پوچھا تھا کہ ٹائیگر، جوزف اور جوانا علیحدہ کیوں ہیں''...... عمران نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ہم نے یہی پوچھا ہے''...... جولیا نے عمران کو سنجیدہ دیکھ کر اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''یہودیوں کا یہاں ایک مشن نہیں ہے۔ یہاں وہ مسلمانوں کی نسل کشی کر رہے ہیں۔ یہاں کے مسلمانوں کو جلا وطنی پر مجبور کر رہے ہیں۔ مختلف ممالک سے یہودیوں کو لا کر یہاں آباد کر رہے ہیں۔ دہشت گردی کی کارروائیاں کر رہے ہیں تاکہ سلوانی حکومت کمزور سے کمزور ہوتی چلی جائے اور جب یہودی یہ دیکھیں کہ ان کی آبادی بیس فیصد سے بڑھ کر چالیس پچاس فیصد ہو گئی ہے تو وہ ملک پر ہی قبضہ کر لیں اور سلوانیہ کو یہودی اسٹیٹ ڈیکلیئر کر دیں۔ اتنے سارے محاذوں پر یہودیوں کی کوئی ایک ایجنسی کام نہیں کر سکتی۔ اسرائیل سے بھی سیکرٹ ایجنسیاں یہاں آئی ہوئی ہیں۔ ایسے سیکرٹ ایجنٹ بھی یہاں سرگرم عمل ہیں جو تنہا مشن مکمل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور یہاں کے مقامی یہودی بھی ان کی بھرپور مدد کر رہے ہیں تاکہ یہودیوں پر کوئی الزام نہ آئے۔ وہ یہودی سلوانیہ کی جڑیں کاٹنے میں مصروف ہیں جنہوں نے اپنی شناخت چھپائی ہوئی ہے۔ وہ سلوانیہ میں مسلمان، عیسائی، ہندو، سکھ، پارسی وغیرہ بن کر رہ رہے ہیں اور چونکہ سلوانیہ حکومت اس وقت لاتعداد مسائل میں الجھی ہوئی ہے اس لئے وہ دوست دشمن کی پہچان نہیں

کر سکتی۔ اسرائیل کی دہشت گرد سیکرٹ ایجنسیوں سے مقابلہ بھی فی الحال ان کے بس میں نہیں ہے اس لئے میں نے دو گروپس بنائے ہیں۔ ٹائیگر انڈر ورلڈ کا آدمی ہے اس لئے ٹائیگر، جوزف اور جوانا سلوانیہ کے مقامی دشمنوں کو کھوج لگائیں گے اور ان کا قلع قمع کریں گے۔ اس کے لئے انہیں زیادہ تر کام انڈر ورلڈ میں کرنا پڑے گا اور وہ تینوں یہ کام زیادہ بہتر اور تیزی سے کر سکتے ہیں۔ ان کے بارے میں اسرائیلی ایجنسیاں بھی نہیں جان سکتیں کہ یہ کون لوگ ہیں۔ یہ مقامی میک اپ میں کام کریں گے اور خود کو مقامی گروپ ہی ظاہر کریں گے اور یہی تاثر دیں گے کہ چونکہ یہودی سلوانیہ کے خلاف کام کر رہے ہیں لہٰذا یہ گروپ یہودیوں کے خلاف متحرک ہے جبکہ ہم اسرائیل سے آئی ہوئی سیکرٹ ایجنسیوں کے خلاف ایکشن لیں گے''...... عمران نان سٹاپ بولتا چلا گیا۔

''عمران صاحب۔ اسرائیلیوں کا یہ مشن طویل المیعاد ہے۔ یہ دنوں، ہفتوں، مہینوں کا نہیں بلکہ سالوں کا منصوبہ ہے۔ تو کیا ہم اتنا عرصہ یہاں رہ سکیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''یہ مہینوں یا سالوں کا منصوبہ نہیں ہے۔ اس وقت جو اسرائیلی ایجنسیاں یہاں سلوانیہ میں کام کر رہی ہیں۔ میں انہیں یہاں دفن کر دوں گا۔ ان کا ایسا عبرتناک حشر کروں گا کہ پھر اسرائیل کو جرأت نہیں ہو گی کہ وہ مزید ایجنسیاں یا ایجنٹ سلوانیہ بھیجے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ عمران کا لہجہ ایسا تھا کہ ان چاروں کو اپنے جسم



میں سرد لہریں سی دوڑتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ انہیں احساس ہو گیا کہ اب خون کی ندیاں بہیں گی۔ جتنی گردنیں سلوانی مسلمانوں کی کٹ رہی ہیں اس سے کئی گنا زیادہ یہودیوں کی کٹیں گی۔ یہودی سلوانیہ کو یہودی ملک بنانے کا جو خواب دیکھ رہے ہیں انہیں اس خواب کی تعبیر کبھی نہیں ملے گی اور یہودیوں کا یہاں ایسا عبرتناک حشر ہو گا کہ ساری دنیا ان کا انجام دیکھ کر لرز اٹھے گی۔ عمران کی بات سن کر چند لمحوں تک تو کمرے میں خاموشی چھائی رہی پھر جولیا کی آواز نے سکوت کو توڑا۔

''عمران۔ تمہیں معلوم ہے کہ یہاں اسرائیل کی کون کون سی سیکرٹ ایجنسیاں موجود ہیں''...... جولیا نے پوچھا۔

''اسرائیلی صدر نے ایک نئی ایجنسی بلیک ہول بنائی ہے بلیک ہول کے چیف کا نام کرنل شالاک ہے۔ کرنل شالاک دوسری ایجنسیوں، گروپس اور سیکرٹ ایجنٹوں سے کام لے رہا ہے۔ اس کے بارے میں اطلاعات ملی ہیں کہ یہ بھیڑیئے سے زیادہ سفاک اور چیتے سے زیادہ خونخوار ہے۔ یہ خود کو مسلمانوں کا نمبر ون دشمن کہتا ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ پوری دنیا سے مسلمانوں کا خاتمہ ہو جائے۔ پوری دنیا میں ایک بھی مسلمان زندہ نہ رہے''...... عمران نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔

''کہاں ہوتا ہے یہ۔ میں اپنے ہاتھوں سے اس کی گردن توڑوں گا''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''وہ سیکرٹ ایجنسی کا چیف ہے۔ سموسوں کی ریڑھی لگانے والا نہیں۔ اسے ٹریس کرنا پڑے گا''...... عمران نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا موڈ یکدم ہی تبدیل ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے حیرت سے دیکھا اور سوچنے لگے کہ اتنی جلدی تو گرگٹ بھی رنگ نہیں بدلتا جتنی جلدی یہ بدل لیتا ہے۔

''تو اسے تلاش کرنے کے لئے ہمیں کیا کرنا پڑے گا''۔ تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔ دراصل اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہو گئی تھی کہ کرنل شالاک فوراً اس کے سامنے آ جائے اور وہ مسلمانوں کے اس سب سے بڑے دشمن کی گردن اپنے ہاتھ سے توڑ ڈالے۔

''کچھ خاص نہیں۔ بس اخبار میں اشتہار دے دیتے ہیں کہ کرنل شالاک جہاں بھی ہو آ کر ہمیں ملے۔ اپنا ایڈریس ساتھ دے دیں گے۔ سو وہ دوڑا دوڑا آ جائے گا''۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں نے تو بے خیالی میں یہ بات کہہ دی لیکن تم طنز کرنے سے باز نہیں آتے ہو''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے بتایا ہے کہ یہاں یہودی مختلف مذاہب کے لوگ بن کر رہ رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کرنل شالاک نے بھی مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ لیا ہو تو پھر اسے ٹریس کرنے کے لئے آپ نے کیا سوچا ہے''...... خاور نے کہا۔

''تم لوگ سیکرٹ فیلڈ میں نئے تو نہیں ہو۔ مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ تم ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو۔ بھئی ہم نے پورے سلوانیہ کا



جائزہ لینا ہے اور جب ہم کام کے لئے نکلیں گے تو پھر اللہ ہمارے لئے راستے کھولتا جائے گا۔ آج تک تو ہمارے ساتھ ایسا ہی ہوا ہے اور انشاء اللہ اب بھی ایسا ہی ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ کرنل شالاک کو ہمارے یہاں آنے کی خبر ہو گی اور وہ بھی ہماری تلاش میں ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''اللہ تمہارا بھلا کرے۔ اب تم نے کی ہے ڈپٹی چیف والی بات۔ حالانکہ ابھی تم نے دانش منزل میں بیٹھنا شروع نہیں کیا۔ جب تم باقاعدہ دانش منزل میں بیٹھنے لگو گی تو پھر تمہاری دانش بہت ترقی کر جائے گی''۔ عمران نے ایک مرتبہ پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم ایک بار پھر پٹڑی سے اتر گئے ہو''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں اکثر ایک بات سوچتا ہوں تو حیران اور پریشان ہو جاتا ہوں''۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کون سی بات عمران صاحب''...... خاور نے پوچھا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کا عجیب دستور ہے۔ جسے پردہ نشین ہونا چاہئے وہ بغیر پردے کے گھومتی پھرتی ہے اور جسے بغیر پردے کے ہونا چاہئے وہ ہر وقت نقاب اوڑھے رہتا ہے''...... عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''تم سے کتنی بار کہا ہے کہ چیف کے بارے میں فضول بکواس نہ کیا کرو''...... تنویر نے غصے سے کہا۔

"بزرگ ٹھیک ہی کہتے ہیں کہ سچ کڑوا ہوتا ہے۔ میں نے کوئی غلط بات نہیں کہی ہے۔ جولیا کو نقاب میں اور ایکسٹو کو بغیر نقاب کے ہونا چاہئے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ مجھے نقاب میں ہونا چاہئے یعنی میں مجرموں کا تعاقب بھی کروں تو نقاب میں، میں ریوالور، مشین پسٹل اور مشین گن وغیرہ چلاؤں تو نقاب میں، میں مجرموں سے فائٹنگ کروں تو نقاب میں"...... جولیا نے طنزاً کہا۔

"ہاں بالکل۔ تمہیں ہر وقت نقاب میں ہونا چاہئے"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور اگر کسی سے فائٹ کے دوران میرا نقاب اتر گیا تو پھر"۔ جولیا نے مسکرا کر کہا۔

"پھر یہ تو بھائی کی غیرت کا مسئلہ ہے۔ تمہارا بھائی جانے اور تم سے فائٹ کرنے والا جانے"...... عمران نے ترچھی نظروں سے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو تنویر کا چہرہ سرخ ہو گیا جبکہ صفدر اور خاور کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی۔ تنویر، عمران کو جواب دینا ہی چاہتا تھا لیکن اس نے دیکھا کہ عمران گھوم رہا تھا۔ عمران کے ساتھ ساتھ کمرے کی دیواریں بھی تیزی سے گھوم رہی تھیں۔ اس کی آنکھوں میں ابھی حیرت ابھری ہی تھی کہ اس کی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا اور وہ کرسی پر ہی ڈھیر ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ دیگر افراد بھی بے ہوش ہوتے چلے گئے۔



کرنل شالاک اپنے کمرے میں اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں وسکی کی بوتل تھی اور بوتل سے گھونٹ گھونٹ وسکی پینے میں مصروف تھا کہ انٹر کام کی گھنٹی بجنے لگی۔

"یس"...... اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور کرخت لہجے میں بولا۔

"باس۔ وکی صاحب تشریف لائے ہیں"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"بھیج دو"...... کرنل شالاک نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور وکی کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کرنل شالاک کو سلام کیا۔

"عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی اطلاع لے کر آئے ہو"...... کرنل شالاک نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ آپ نے بتایا تھا کہ عمران سلوانیہ کے لئے روانہ ہو چکا

ہے لیکن یہاں سلوانی حکام اس کی آمد سے لاعلم ہیں''...... وکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم بھی لاعلم ہو اور تم نے لاعلمی میں مارے جانا ہے۔ اگر تم عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں نہ بھی مارے گئے تو میرے ہاتھوں مارے جاؤ گے''...... کرنل شالاک نے کرخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ عمران اور اس کے ساتھی جلد ہی ٹریس ہو جائیں گے۔ ہم نے ان کے لئے پورے دارالحکومت میں جال بچھایا ہوا ہے''۔ وکی نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس وقت کیوں آئے ہو میرے پاس''...... کرنل شالاک نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ میرے پاس ایک بری خبر ہے''...... وکی نے کہا تو کرنل شالاک نے اسے گھور کر دیکھا۔ وکی کو اپنے جسم میں کپکپی سی محسوس ہوئی۔

''اب خاموش کیوں کھڑے ہو۔ بتاؤ کیا خبر ہے''...... کرنل شالاک نے غراتے ہوئے کہا۔

''باس۔ یہاں جی پی فائیو کا ایک ایجنٹ کافی عرصے سے رہ رہا تھا۔ جس کا نام زرگون تھا۔ وہ اسرائیلی یہودیوں کو یہاں آباد ہونے میں مدد دے رہا تھا''...... وکی نے کہا۔

''ایڈیٹ۔ تم سے کتنی بار کہا ہے کہ مجھ سے مختصر بات کیا کرو۔ مجھے معلوم ہے کہ زرگون یہاں موجود ہے۔ میں یہاں موجود سب



ایجنٹوں کو جانتا ہوں''۔ کرنل شالاک نے یکدم ہی چیختے ہوئے کہا تو وکی اس طرح کانپنے لگا جیسے اسے سردیوں میں تیز بخار ہو گیا ہو۔

''سس۔ سس۔ سوری۔ بب۔ باس۔ وہ۔ وہ زرگون مارا گیا ہے''...... وکی نے کانپتے ہوئے۔ کہا۔

''مرنا اور مارنا ہمار فیلڈ میں عام سی بات ہے۔ اس کے مرنے کی تفصیل بتاؤ''......کرنل شالاک نے کہا۔

''باس۔ تین سیاہ فام اس کے ہوٹل میں آئے تھے۔ ان میں سے ایک افریقی اور دو ایکریمی لگ رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ان کا تعلق گریٹر تنظیم سے ہے اور وہ زرگون سے ملنے آئے ہیں۔ زرگون نے گریٹر تنظیم کے ہیڈکوارٹر سے معلومات لیں تو وہاں سے لاعلمی کا اظہار کیا گیا جس پر زرگون نے ان سے ملنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد زرگون کی رہائش پر اس کے باڈی گارڈز کو قتل کر دیا گیا اور زرگون کو اغوا کر لیا گیا۔ اب زرگون کی لاش ایب کالونی کے ایک فٹ پاتھ سے ملی ہے۔ اس کے کپڑوں پر ایک اسٹیکر لگا ہوا تھا۔ اسٹیکر پر تین بلیک ٹائیگرز کو دکھایا گیا ہے اور اسٹیکر پر بلیک ٹائیگرز لکھا ہوا بھی ہے''...... وکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''بلیک ٹائیگرز۔ کون ہو سکتے ہیں یہ''...... کرنل شالاک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ یہاں سیاہ فام لوگ بھی بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ یہ مختلف ممالک سے آئے ہوئے ہیں۔ لیکن اب یہ سلوانیہ کے شہری

ہیں۔ انہیں سلوانیہ سے محبت بھی ہے اور یہ اس ملک کے وفادار بھی ہیں''...... وکی نے کہا۔

''ہونہہ''...... کرنل شالاک نے کہا پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔

''ہیلو۔ شازمین اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''چیف اسپیکنگ''...... کرنل شالاک نے اپنا نام بتائے بغیر کہا۔

''یس چیف۔ حکم''...... دوسری طرف سے اس مرتبہ مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''تمہارا فون محفوظ ہے نا''...... کرنل شالاک نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ میرا فون ہر وقت محفوظ ہوتا ہے۔ آپ بے فکر ہو کر بات کریں''...... شازمین کی آواز سنائی دی۔

''کیا حکومت نے یہودیوں کے خلاف کوئی گروپ متحرک کیا ہے۔ یہ گروپ سیاہ فام افراد پر مشتمل ہے اور اس گروپ کا نام بلیک ٹائیگرز ہے''...... کرنل شالاک نے پوچھا۔

''باس۔ میرے علم میں تو نہیں ہے۔ میں معلوم کر کے آپ کو رپورٹ دیتی ہوں''...... شازمین نے کہا۔

''سلوانی حکومت نے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مدد مانگی ہے اور میری اطلاعات کے مطابق پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ علی عمران ایک



ٹیم لے کر سلوانیہ پہنچ چکا ہے۔ وکی کی رپورٹ کے مطابق اس ٹیم نے ابھی سلوانی حکام سے رابطہ نہیں کیا۔ تم ہائی لیول حکام سے معلوم کر سکتی ہو کہ پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران نے سلوانی حکام سے رابطہ کیا ہے یا نہیں''...... کرنل شالاک نے کہا۔

''یس باس۔ میں یہ دونوں باتیں معلوم کر کے آپ کو رپورٹ دیتی ہوں''...... دوسری طرف سے شازمین نے کہا۔

''کتنی دیر میں رپورٹ دو گی''...... کرنل شالاک نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ میں صرف چند منٹ بعد آپ کو کال کرتی ہوں''۔ دوسری طرف سے شازمین کی آواز سنائی دی۔

''اوکے۔ میں تمہاری کال کا انتظار کر رہا ہوں''...... کرنل شالاک نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''تمہاری کارکردگی صفر جا رہی ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے یہاں پہنچ چکے ہیں لیکن تم ابھی تک انہیں ٹریس نہیں کر سکے''...... کرنل شالاک نے سرد لہجے میں وکی سے کہا۔

''باس۔ پاکیشیائی ایجنٹوں نے ابھی تک ہمارے خلاف کوئی حرکت نہیں کی۔ یہاں آ کر وہ چوہوں کی طرح کسی بل میں چھپ کر بیٹھ گئے ہیں۔ جیسے ہی وہ اس بل سے باہر نکلیں گے اور ہمارے خلاف کوئی حرکت کریں گے۔ ہم انہیں ٹریس کر لیں گے۔

ایک بار وہ ہماری نظروں میں آ جائیں پھر انہیں مرنے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ ان کا انجام دنیا کے لئے عبرت ناک ہوگا‘‘...... وکی نے کہا۔ اس کی بات سن کر کرنل شالاک نے اسے گھور کر دیکھا لیکن بولا کچھ نہیں کیونکہ وکی نے اس کے مزاج کے مطابق بات کی تھی اس لئے اس کا غصہ کم ہو گیا تھا۔ کرنل شالاک نے اپنے سامنے رکھی ہوئی وہسکی کی بوتل اٹھائی اور اسے منہ سے لگا لیا۔ وکی کافی دیر سے اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ لیکن اس نے وکی کو بیٹھنے کے لئے نہیں کہا تھا۔ چند منٹ خاموشی میں ہی گزر گئے۔ ٹیلی فون کی گھنٹی نے اس خاموشی کو توڑا۔

’’یس‘‘...... کرنل شالاک نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور مختصراً کہا۔

’’باس۔ شازمین اسپیکنگ‘‘...... دوسری طرف سے شازمین کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’یس۔ کیا رپورٹ ہے شازمین‘‘...... کرنل شالاک نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

’’باس۔ بلیک ٹائیگرز سے تمام سلوانی حکام لاعلم ہیں۔ یہ سرکاری گروپ ہے نہ اسے حکومتی سرپرستی حاصل ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم نے بھی ابھی تک حکام سے رابطہ نہیں کیا۔ سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کا ایک اہلکار گارڈن کالونی میں رہتا ہے۔ اس نے اتفاقاً ایک گروپ کو وہاں دیکھا ہے۔ جو پاکیشیائی زبان



میں باتیں کر رہے تھے۔ اس کا خیال ہے کہ یہ گروپ پاکیشیائی ایجنٹوں کا ہی ہوسکتا ہے۔ اس نے کچھ دیر پہلے ہی اپنے اس خیال کا اظہار اپنے باس سے کیا ہے اور اب بیورو کے اعلیٰ حکام سوچ رہے ہیں کہ وہ اس گروپ سے رابطہ کریں یا نہ کریں‘‘...... دوسری طرف سے شازمین نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

’’اس اہلکار نے یہ بتایا ہے کہ اس نے اس گروپ کو گارڈن کالونی میں کس جگہ دیکھا ہے‘‘...... کرنل شالاک نے پوچھا۔

’’یس باس۔ اس نے اس گروپ کو کوٹھی نمبر سولہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے‘‘...... شازمین نے کہا۔

’’اوکے۔ اب تم مسلسل خبریں لیتی رہو اور مجھے رپورٹ دیتی رہو‘‘...... کرنل شالاک نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

’’اوکے باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی‘‘...... دوسری طرف سے شازمین نے کہا تو کرنل شالاک نے ٹیلی فون کا رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے وکی کو گھور کر دیکھا۔

’’شازمین کی کارکردگی تم سے کہیں بہتر جا رہی ہے۔ اس نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر لیا ہے۔ وہ لوگ گارڈن کالونی کی کوٹھی نمبر سولہ میں چھپے بیٹھے ہیں۔ اب ہم نے ان پر اس طرح سے قابو پانا ہے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہونی چاہئے۔ ہم اور ہماری کارروائیاں اب تک سلوانی اداروں سے چھپی ہوئی ہیں۔ آئندہ بھی یہ چھپی ہی رہنی چاہئیں ورنہ ہمیں مشکلات پیش آ سکتی ہیں‘‘...... کرنل

شالاک نے کہا۔

''آپ بالکل درست کہہ رہے ہیں باس۔ آپ حکم فرمائیں کہ مجھے کیا کرنا ہے''...... وکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہم نے پاکیشائی ایجنٹوں کے ٹھکانے پر ریڈ کرنا ہے اور انہیں اپنے پوائنٹ نمبر تھری پر لے جانا ہے۔ اس ریڈ کی نگرانی میں خود کروں گا کیونکہ پاکیشائی ایجنٹ نہایت خطرناک اور ہوشیار لوگ ہیں۔ اگر یہ ایک بار ہمارے ہاتھوں سے نکل گئے تو پھر ان کا دوبارہ ٹریس ہونا مشکل ہو گا۔ ابھی یہ مطمئن ہوں گے۔ اس لئے آسانی سے ہاتھ آ جائیں گے''۔ کرنل شالاک نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ آپ جو حکم دیں گے وہ پورا ہو گا''...... وکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم ریڈ کی تیاری کرو اور اپنے ساتھ جی ایس فور کے گیس پسٹلز لے لو۔ یہ گیس بے بو اور بے رنگ ہے اور جانداروں پر انتہائی تیزی سے اثر کرتی ہے۔ ہم انہیں پہلے بے ہوش کریں گے تاکہ ان کی طرف سے کوئی مزاحمت نہ ہو۔ پھر انہیں پوائنٹ تھری لے جائیں گے''۔ کرنل شالاک نے وکی کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے باس۔ میں ریڈ کی تیاری کرتا ہوں۔ ہم لوگ پانچ منٹ بعد ریڈ کے لئے تیار ہوں گے''...... وکی نے کہا۔ کرنل شالاک نے ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کا کہا تو وہ مڑا اور پھر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔



عمران کے تاریک ذہن میں روشنی کا ایک نقطہ سا ابھرا اور پھر یہ نقطہ پھیلتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ عمران کا ذہن مکمل طور پر روشن ہو گیا۔ جیسے ہی اس کا ذہن روشن ہوا اس کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔ آنکھیں کھلتے ہی اس نے اپنے اردگرد کا جائزہ لیا۔ وہ اور اس کے ساتھی زنجیر سے کرسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ باندھنے والوں نے انہیں اس طرح جکڑا تھا کہ عمران سوائے گردن کے جسم کا کوئی حصہ ہلا نہیں سکتا تھا۔ اس کے ساتھیوں کی گردنیں ابھی تک جھکی ہوئی تھیں جس کا مطلب تھا کہ وہ بے ہوش ہیں۔ عمران کو بھی اس لئے ہوش آ گیا تھا کہ وہ ذہنی ورزشیں کیا کرتا تھا۔ اپنا اور اپنے ساتھیوں کا جائزہ لینے کے بعد عمران نے کمرے کا جائزہ لیا۔ یہ ایک وسیع و عریض کمرہ تھا اور اس کا صرف ایک ہی دروازہ تھا جو اس وقت بند تھا۔ کمرے میں چھ کرسیاں تھیں۔ پانچ پر وہ تھے اور چھٹی کرسی ان کے سامنے رکھی ہوئی تھی۔ عمران نے ابھی کمرے کا

جائزہ لیا ہی تھا کہ اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے فوراً ہی اپنی آنکھیں بند کر لیں اور گردن ایک طرف ڈال دی۔ اس نے اپنی پلکوں میں جھری سی بنا لی تاکہ وہ آنے والوں کا جائزہ لے سکے۔ آنے والوں کی تعداد چار تھی۔ ان میں سے ایک کافی لمبا چوڑا تھا جس کی شکل بھیڑیئے سے مشابہہ تھی۔ اس کی آنکھوں میں خونی چمک اور چہرے پر تکبر تھا۔ اسے دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ کرنل شالاک ہے کیونکہ عمران کو کرنل شالاک کا یہی حلیہ بتایا گیا تھا۔ باقی تین افراد اس کے سامنے مؤدب دکھائی دے رہے تھے۔ کرنل شالاک نے کرسیوں کے قریب آ کر ان کا جائزہ لیا اور پھر وہ چھٹی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''وکی۔ انہیں ہوش میں لے آؤ''...... کرنل شالاک نے کرخت لہجے میں اپنے ایک ساتھی سے کہا۔

''یس باس''...... ایک آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے جیب میں سے ایک سرنج اور ایک انجکشن نکال لیا۔ اس نے انجکشن تیار کیا اور انہیں لگانے لگا۔

''مجھے انجکشن مت لگاؤ۔ میں خودبخود ہوش میں آ گیا ہوں''۔ جب وکی عمران کے قریب پہنچا تو اس نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔ عمران کو اس طرح آنکھیں کھولتے دیکھ کر وکی اور کرنل شالاک دونوں بری طرح چونک پڑے۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم کیسے خودبخود ہوش میں آ گئے ہو۔ تم تو ایک



مخصوص گیس سے بے ہوش ہوئے تھے''...... کرنل شالاک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں تو تمہارے سامنے ہوش میں آیا ہوں۔ اب مجھے کیا معلوم کہ مجھے خودبخود کیسے ہوش آ گیا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے عمران کے ساتھیوں کو بھی ہوش آنے لگا۔

''ہونہہ۔ تو تم علی عمران ہو۔ معروف سیکرٹ ایجنٹ''...... کرنل شالاک نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تو تم کرنل شالاک ہو۔ بلیک ہول کے چیف اور غیر معروف سیکرٹ ایجنٹ''...... عمران نے اسی کے انداز میں کہا تو کرنل شالاک چونک کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیل گئے تھے۔

''تم میرے اور بلیک ہول کے بارے میں جانتے ہو۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ بلیک ہول تو نئی ایجنسی ہے۔ اس کے بارے میں تو کوئی نہیں جانتا''...... کرنل شالاک نے حیرت میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم لوگ اپنے آپ کو نجانے سمجھتے کیا ہو''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ کرنل شالاک کچھ دیر تو کھڑا عمران کو گھورتا رہا پھر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''دنیا تمہیں خطرناک سیکرٹ ایجنٹ سمجھتی ہے اور ابھی تم نے مجھ سے جو باتیں کی ہیں اس سے مجھے بھی محسوس ہو رہا ہے کہ تم کسی

حد تک خطرناک ہو لیکن کرنل شالاک کے سامنے تمہاری ساری خطرناکی دم توڑ گئی ہے۔ میں نے تمہیں بھیگے ہوئے چوہے کی طرح شکار کیا ہے''...... اس مرتبہ کرنل شالاک نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے کہ تم نے ہماری مرضی کے بغیر ہم پر اتنی آسانی سے قابو پایا ہے''...... عمران نے طنزاً کہا۔

''یہاں آنے میں تمہاری مرضی شامل تھی''...... کرنل شالاک نے ایک مرتبہ پھر حیران ہو کر کہا۔

''جی ایس فور گیس اب کافی پرانی ہو چکی ہے۔ مارکیٹ میں اب اس سے کہیں جدید گیس پسٹلز دستیاب ہیں اور پھر تم نے یہ بھی دیکھا کہ میں تمہاری گیس سے بے ہوش ہوا ہی نہیں تھا''...... عمران نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تو تم خود اغوا ہو کر یہاں آئے ہو لیکن کیوں''...... کرنل شالاک نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ میں نہیں بتاؤں گا۔ تمہیں خود پتا چل جائے گا''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''تم مجھے بتاؤ گے اور ضرور بتاؤ گے لیکن اس سے پہلے میرے اس سوال کا جواب دو کہ کیا تمہارے ساتھ اور ساتھی بھی ہیں''۔ کرنل شالاک نے اس مرتبہ سرد لہجے میں کہا۔

''اس سوال کا جواب بھی تمہیں بہت جلد مل جائے گا''۔ عمران نے پھر طنزاً کہا۔



''عمران۔ تم مجھے جانتے ہو۔ تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ میں بھوکے درندے سے بڑھ کر سفاک اور ظالم ہوں۔ تمہارے ساتھ میں اب تک نرمی سے بات کر رہا ہوں کہ سیکرٹ فیلڈ میں تمہارا بڑا نام ہے۔ لہٰذا مجھے تشدد پر مت اکساؤ۔ میرے سوالوں کے جواب دے دو۔ اگر میں نے تم پر تشدد کیا تو پھر تم مجھ سے موت کی بھیک مانگو گے لیکن تمہیں موت بھی نہیں آئے گی''...... کرنل شالاک نے کرخت لہجے میں کہا۔

''تمہیں اندازہ ہی نہیں ہے کرنل شالاک کہ تمہارے ساتھ کیا ہونے والا ہے''...... عمران نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''میرے ساتھ جو ہو گا وہ میں دیکھ لوں گا لیکن ابھی تم یہ دیکھو کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرنے لگا ہوں''...... کرنل شالاک نے طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنا ایک ہاتھ وکی کی طرف بڑھایا۔ وکی نے فوراً ہی اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک خنجر نکال کر کرنل شالاک کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ یہ بڑے پھل والا خنجر تھا جو چمک رہا تھا۔ عمران کے چاروں ساتھی اس دوران خاموش رہے تھے۔ انہوں نے زنجیر کا جائزہ لے لیا تھا۔ زنجیر اتنی مضبوط تھی کہ وہ اسے توڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے اور انہیں اس زنجیر سے اس انداز میں جکڑا گیا تھا کہ وہ معمولی سی حرکت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ عمران نے کرنل شالاک کو باتوں میں لگایا ہوا تھا اس لئے وہ سمجھ رہے تھے کہ عمران زنجیر سے آزاد ہونے کی کوئی تدبیر کر رہا

تھا لیکن ابھی تک عمران کے ذہن میں کوئی ترکیب نہیں آئی تھی۔

''عمران۔ یہ خنجر دیکھ رہے ہو''...... کرنل شالاک نے خنجر عمران کی آنکھوں کے سامنے لہرا کر کہا۔

''ہاں۔ تیز اور چمکدار ہے۔ کافی قیمتی ہو گا۔ کتنے کا لیا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''اس خنجر کی قیمت ہے تمہارا لہو۔ یہ خنجر تمہارے کان، ناک، ہاتھ، پاؤں کاٹے گا۔ پھر تمہاری آنکھیں نکالے گا اور سب سے آخر میں تمہاری شہ رگ کاٹے گا۔ اس کے بعد یہ خنجر میں اسرائیل کے قومی میوزیم کو دے دوں گا سارے اسرائیلی اس خنجر کو چومیں گے۔ اب تم سوچ سکتے ہو کہ اس خنجر کی کیا قیمت ہو گی''...... کرنل شالاک نے اپنی عادت کے برعکس مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد اس کا خنجر والا ہاتھ بلند ہوا اور اس کے چہرے پر سختی کے تاثرات ابھر آئے۔

''ٹھہرو''...... اس سے پہلے کہ کرنل شالاک کا بلند ہاتھ نیچے آتا اور خنجر عمران کی گردن میں اتر جاتا۔ جولیا نے کڑک دار لہجے میں کہا۔ کرنل شالاک نے جولیا کی طرف دیکھا اور اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''تم فکر کیوں کر رہی ہو۔ میں تمہیں تو قتل نہیں کروں گا۔ تمہیں تو میں اپنے دل کی رانی بنا کر رکھوں گا۔ جبکہ ان چاروں کو اب موت سے کوئی نہیں بچا سکتا کیونکہ موت کا دوسرا نام کرنل شالاک



ہے''...... کرنل شالاک نے مسکراتے ہوئے کہا اس کی بات سن کر تنویر کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ وہ کرنل شالاک کو کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن صفدر نے اسے آنکھ کے اشارے سے منع کر دیا۔

''کرنل شالاک۔ تم ہمیں کیوں مارنا چاہتے ہو''...... جولیا نے پوچھا۔ ان سب کو اس سچویشن سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس لئے وہ باتیں کر کے زیادہ سے زیادہ وقت حاصل کرنا چاہتے تھے تاکہ بچنے کی کوئی راہ نکل سکے۔

''مائی ڈول۔ میں نے بتایا تو ہے کہ تمہیں کچھ نہیں ہو گا یہاں تمہیں کوئی انگلی تک نہیں لگائے گا۔ تمہیں پریشان ہونے کی بالکل ضرورت نہیں ہے''...... کرنل شالاک نے جولیا کو تسلی دینے والے انداز میں کہا۔

''میرے ساتھیوں کو کیوں مارنا چاہتے ہو۔ ان سے تمہاری کیا دشمنی ہے۔ ہم نے تمہارے خلاف تو کوئی قدم نہیں اٹھایا''...... جولیا نے کہا۔

''ایک دشمن دوسرے دشمن کو کیوں مارتا ہے۔ دشمنی کی وجہ سے نا۔ تو تم لوگ بھی ہمارے دشمن ہو۔ پاکیشیا سے یہاں آئے ہو ہمارا خاتمہ کرنے کے لئے۔ دشمنی کا اصول ہے کہ مردوں کو قتل کر دو اور ان کی عورتوں کو اپنے قبضے میں لے لو۔ سو میں اس اصول پر عمل کروں گا''...... کرنل شالاک نے کہا۔

''تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم تمہارے خلاف کام کرنے نہیں

آئے''...... جولیا نے کہا۔

''اگر تم ہمارے خلاف کام کرنے نہیں آئے تو تب بھی میں تمہارے ساتھیوں کو نہیں چھوڑ سکتا۔ ایک بار جو میرے جال میں پھنس جاتا ہے تو پھر موت ہی اسے اس جال سے نکال سکتی ہے۔ میں تو وہ درندہ ہوں جو بھوک کے بغیر بھی جانوروں کو چیر پھاڑ دیتا ہے''...... کرنل شالاک نے اس مرتبہ سرد لہجے میں کہا اور اس کا خنجر والا ہاتھ ایک بار پھر بلند ہوا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا خنجر عمران کی طرف بڑھتا اس کے سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس کا خنجر والا ہاتھ نیچے آ گیا۔ اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور کال او کے کا بٹن پریس کر کے سیٹ کان سے لگا لیا۔

''یس کرنل شالاک اسپیکنگ''...... اس نے کرخت لہجے میں کہا۔ اس وقت فون نے اسے ڈسٹرب کیا تھا جس کی وجہ سے اسے غصہ آ رہا تھا۔

''پی اے ٹو لارڈ مکاؤ، لارڈ صاحب سے بات کیجئے سر''۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی ہو گئی۔

''لارڈ مکاؤ اسپیکنگ''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد لارڈ مکاؤ کی بھاری آواز سنائی دی۔

''ایک تو آپ نے تنگ کیا ہوا ہے۔ وقت بے وقت فون کرتے رہتے ہیں''...... کرنل شالاک نے غصیلے لہجے میں کہا۔



''مجھے تو صدر صاحب نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو ان کی ایک ہدایت پہنچا دوں۔ اب اگر آپ صدر صاحب کی ہدایت نہیں سننا چاہتے تو میں فون بند کر دیتا ہوں اور صدر صاحب کو بتا دیتا ہوں کہ آپ کے پاس فون سننے کا بھی وقت نہیں ہے''...... دوسری طرف سے لارڈ مکاؤ نے بھی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔

''ایڈیٹ۔ میری شکایت کرے گا''...... کرنل شالاک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ سیل فون پر نمبرز پریس کرنے لگا لیکن دوسری طرف کا فون مصروف تھا۔ اس نے دو تین بار کوشش کی لیکن دوسری طرف رابطہ نہ ہوا۔

''لارڈ مکاؤ۔ اگر تم نے صدر مملکت سے میرے شکایت کی تو اس کا انجام نہایت بھیانک ہو گا''...... کرنل شالاک نے ایک مرتبہ پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے وکی کی طرف دیکھا۔

''عمران اور اس کے ساتھیوں کو بعد میں دیکھ لیں گے۔ اب پہلے مجھے لارڈ مکاؤ کا بندوبست کرنا پڑے گا۔ تم آؤ میرے ساتھ اور تم بنٹی اور شوفر تم دونوں نے ان پر کڑی نظر رکھنی ہے۔ ہم کچھ دیر میں آتے ہیں''...... کرنل شالاک نے پہلے وکی سے اور پھر باقی دو افراد سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازے کی طرف مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ وکی بھی اس کے پیچھے کمرے سے باہر چلا گیا۔

''جب اللہ تعالیٰ بچاتا ہے تو کیسے کیسے سبب بن جاتے ہیں''۔ کرنل شالاک کے کمرے سے باہر نکلنے کے بعد عمران نے پاکیشیا کی مقامی زبان میں کہا۔

''جی ہاں عمران صاحب۔ واقعی آپ نے درست کہا ہے اس وقت ہم بالکل بے بس ہیں اور کرنل شالاک کے خلاف کوئی حرکت نہیں کر سکتے۔ وہ تو نہایت آسانی سے ہم پر خنجر چلا سکتا تھا''۔ صفدر نے کہا۔

''تم سب خاموش رہو۔ کوئی نہیں بولے گا''...... ان دو میں سے ایک نے سخت لہجے میں کہا۔

''جو بولے گا۔ ہم اسے گولی مار دیں گے''...... دوسرے نے بھی کہا اور پھر اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ عمران کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن جولیا نے اسے آنکھ کے اشارے سے منع کر دیا۔ پھر کمرے میں خاموشی طاری ہوگئی۔ کچھ دیر گزری تھی کہ جولیا کا سرخ چہرہ اور زیادہ سرخ ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ شدید بے چین نظر آنے لگی۔ بنٹی اور شوفر دونوں اسے غور سے دیکھ رہے تھے۔

بنٹی۔ لگتا ہے کہ یہ لڑکی کسی تکلیف میں ہے''...... ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا۔

''لڑکی۔ کیا تکلیف ہے تمہیں''...... بنٹی نے سخت لہجے میں جولیا سے پوچھا۔

''مجھے واش روم جانا ہے۔ پلیز۔ مجھے واش روم لے چلو''۔



جولیا نے بے چین لہجے میں کہا۔

''ڈرامہ کرتی ہو''...... شوفر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ نو۔ فار گاڈ سیک۔ مجھے جلدی واش روم لے چلو۔ تم مسلح مرد ہو۔ ایک لڑکی بھلا تمہارے خلاف کیا حرکت کر سکتی ہے تم مجھ سے کیوں ڈر رہے ہو''...... جولیا نے بدستور بے چین لہجے میں کہا۔

''ڈر، خوف بلیک ہول کے آدمیوں کے قریب بھی نہیں آ سکتا''...... بنٹی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''پلیز۔ باتیں مت بناؤ۔ میری طبیعت خراب ہو رہی ہے۔ پلیز''...... جولیا نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ میں مشین پسٹل سمیت تمہارے ساتھ واش روم میں جاؤں گا''...... شوفر نے کہا۔

''او کے۔ او کے۔ جلدی کرو''...... جولیا نے انتہائی بے چینی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''بنٹی۔ اس کی زنجیر کھول دو''...... شوفر نے کہا تو بنٹی نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کی رنگ نکال لیا۔ اس رنگ میں پانچ چابیاں تھیں۔ وہ جولیا کی طرف بڑھا اور پھر اس نے جولیا کی زنجیر کا لاک کھول دیا۔ جبکہ شوفر نے مشین پسٹل اس کی کنپٹی پر رکھ دیا تھا۔

''چلو۔ لیکن یاد رکھنا اگر تم نے کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو اس مشین پسٹل کی ساری گولیاں تمہاری کھوپڑی میں اتر جائیں گی''...... شوفر نے کرخت لہجے میں کہا تو جولیا دروازے کی

طرف بڑھی۔

''اوہ''...... جولیا نے دو تین قدم ہی اٹھائے تھے کہ وہ لڑکھڑائی اور اوہ کی آواز نکالتی ہوئی فرش پر گر گئی۔ لاشعوری طور پر شوفر نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ اسے اٹھنے میں مدد دے۔ جیسے ہی اس نے ہاتھ بڑھایا جولیا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور پھر پلک جھپکنے سے قبل شوفر اڑتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کے منہ سے ایک چیخ بلند ہوئی۔ یہ سب کچھ ایک سیکنڈ کے بھی ہزارویں حصے میں ہو گیا تھا۔ بنٹی حیران کھڑا تھا۔ پھر اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ جیب سے باہر آتا۔ جولیا حرکت میں آ گئی۔ وہ فٹ بال کی طرح اچھلی اور بنٹی کے سینے سے جا ٹکرائی۔ بنٹی بھی فٹ بال کی طرح اچھلا اور جولیا کی خالی ہونے والی کرسی پر جا گرا۔ اس کے بھی حلق سے ایک چیخ بلند ہوئی۔ جولیا نے شوفر کی طرف دیکھا وہ فرش پر گرا تڑپ رہا تھا اور اس کے سر سے خون بہہ کر فرش کو رنگین کر رہا تھا۔ اس کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد جولیا نے بنٹی کی طرف دیکھا جو کرسی سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑا اور اگلے ہی لمحے وہ بھی اڑتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا لیکن یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ اس کا سر دیوار سے نہیں ٹکرایا تھا۔ اس کا منہ اور سینہ دیوار سے لگے تھے۔ جس کی وجہ سے اس کا ناک پچک گیا اور دانت ہل گئے۔ وہ بھی چھپکلی کی طرح نیچے گر گیا۔ اس کی آنکھوں



کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا تو اس نے سر کو جھٹکا دیا پھر اس نے اٹھنے کی بھی کوشش کی لیکن جولیا ایک بار پھر اس کے سر پر پہنچ چکی تھی۔ جولیا نے بھرپور ٹھوکر اس کی کنپٹی پر رسید کی تو اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ اس کے بے ہوش ہوتے ہی جولیا نے اس کی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اس کی جیب میں ایک مشین پسٹل اور کی رنگ تھا۔ جولیا نے دونوں چیزیں ہی نکالیں اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھی۔

''ویل ڈن جولیا۔ ویل ڈن''...... عمران نے جولیا کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو''...... جولیا نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ عمران کی زنجیر میں لگا لاک کھولنے لگی۔ چند لمحوں بعد چاروں کی زنجیریں کھل چکی تھیں۔ عمران نے شوفر کو دیکھا وہ دم توڑ چکا تھا۔ عمران نے اس کا مشین پسٹل اپنے قبضے میں لے لیا پھر وہ بنٹی کی طرف بڑھا۔

''تنویر اور خاور۔ تم باہر کا جائزہ لو''...... عمران نے بنٹی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے۔

''یہ ابھی زندہ ہے۔ صفدر، تم اسے کرسی پر بٹھاؤ اور ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ بنٹی کو کرسی پر بٹھانے کے بعد صفدر نے اس کے منہ پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ چوتھے تھپڑ پر وہ چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم تو بہت خطرناک لڑکی ہو۔ تم نے تو پانسہ ہی پلٹ دیا''...... جیسے ہی بنٹی کا شعور بیدار ہوا اس نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ بتاؤ کہ کرنل شالاک اور وکی کہاں گئے ہیں''...... عمران نے اس کی بات کونظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

''تمہارے سامنے ہی گئے ہیں۔ ہمیں بتا کر تو نہیں گئے۔ ویسے بھی کرنل شالاک ہمارے باس ہیں۔ ہمیں کوئی بات بتانا ان کی شان کے خلاف ہے''...... بنٹی نے کہا۔

''سلوانیہ میں یہ تمہاری ایجنسی کا ہیڈکوارٹر ہے''...... عمران نے اس سے دوسرا سوال کیا۔

''نہیں۔ اسے پوائنٹ تھری کہا جاتا ہے۔ ہیڈکوارٹر تو کہیں اور ہے''...... بنٹی نے جواب دیا۔

''کہاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''اس کے بارے میں ہمیں کبھی نہیں بتایا گیا اور نہ ہی ہمیں کبھی وہاں جانے کا اتفاق ہوا ہے''...... بنٹی نے کہا۔

''تم نے شوفر کو دیکھا ہے اس کا کیا انجام ہوا ہے''...... عمران نے کہا تو بنٹی، شوفر کی طرف دیکھنے لگا۔

''تمہارا انجام اس سے زیادہ بھیانک ہو گا۔ اگر تم نے ہمارے سوالوں کے جواب نہ دیئے تو''...... عمران نے کہا۔

''میں واقعی نہیں جانتا۔ میں صرف پوائنٹ تھری تک ہی محدود



ہوں۔ پوائنٹ تھری اس لئے بنایا گیا کہ دشمنوں کو یہاں لاکر ان پر تشدد کیا جائے اور ان کی زبان کھلوائی جائے''...... بنٹی نے کہا۔

عمران نے اس کے لہجے سے اندازہ لگایا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

''پوائنٹ تھری پر کتنے آدمی ہوتے ہیں''...... عمران نے اس سے ایک اور سوال پوچھا۔

''ہم یہاں پانچ آدمی ہوتے تھے۔ ایک کوتم نے مار دیا''۔ بنٹی نے ایک بار پھر شوفر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اب صرف تم یہاں زندہ بچے ہو مگر فکر نہ کرو تم بھی بس اپنے ساتھیوں کی طرف جانے ہی والے ہو۔ ان کی روحیں راستے میں رک کر تمہارا انتظار کر رہی ہیں''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''مجھے مت مارنا۔ مجھے چھوڑ دو''...... بنٹی نے اس مرتبہ منت بھرے لہجے میں کہا۔

''کس خوشی میں۔ کیا تم نے ہمیں بتایا ہے کہ کرنل شالاک کی رہائش گاہ یا ہیڈکوارٹر کہاں ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''سچ یہی ہے کہ میں نہیں جانتا۔ اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں ضرور بتاتا''...... بنٹی نے کہا۔

''اوکے۔ اگر تمہیں کچھ نہیں معلوم تو پھر چھٹی کرو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے مشین پسٹل کا رخ بنٹی کی طرف کر دیا۔ عمران کے چہرے کے تاثرات نے بنٹی کو بتا دیا کہ اب موت اس کے سر پر پہنچ چکی ہے۔

''ایک۔ ایک۔ اہم بات مجھے معلوم ہے''...... بنٹی نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

''کیا''...... عمران نے پوچھا۔

''لیکن وعدہ کرو کہ تم مجھے مارو گے نہیں''...... بنٹی نے کہا عمران نے اسے گھور کر دیکھا۔

''او کے۔ تم بات بتاؤ۔ اگر بات اہم ہوئی تو میں تمہیں نہیں ماروں گا''...... عمران نے کہا۔

''جی پی سیون کی ڈپٹی چیف مادام ٹائیگر، جو کہ پرائم منسٹر صاحب کی بھتیجی ہیں، وہ بھی آج سلوانیہ میں پہنچ رہی ہیں۔ وہ کرنل شالاک کو اسسٹ کریں گی''...... بنٹی نے کہا۔

''مادام ٹائیگر۔ یہ کیسا نام ہے''...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''اصل نام تو کچھ اور ہے۔ بطور سیکرٹ ایجنٹ وہ خود کو مادام ٹائیگر کہلواتی ہیں''...... بنٹی نے کہا۔

''تم تو بلیک ہول کے عام سے کارندے ہو تمہیں اتنی اہم اطلاع کیسے مل گئی''...... عمران نے کہا۔

''جی پی سیون میں میرا ایک کزن ہے۔ جب باس تم لوگوں کو یہاں لائے تو اس وقت میری فون پر اپنے کزن سے بات ہو رہی تھی۔ اسی نے مجھے بتایا ہے''...... بنٹی نے کہا۔

''جی پی سیون بھی یہاں موجود ہے''...... عمران نے کہا۔



''باقاعدہ نہیں۔ اس کے چند ایجنٹ ہیں اور وہ کرنل شالاک کے ماتحت ہی کام کر رہے ہیں۔ اس طرح سے جی پی سیون اور دیگر ایجنسیوں سے بھی کرنل شالاک نے ایجنٹ لئے ہوئے ہیں''۔ بنٹی نے کہا۔

''کیوں جولیا۔ اس بنٹی نے کوئی اہم بات بتائی ہے''۔ عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مادام ٹائیگر والی بات کچھ اہم اور نئی ہے۔ باقی باتیں تو ہمیں پہلے سے ہی معلوم ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''اب تم نے ایک بات کو اہم قرار دے دیا ہے تو میں اس بنٹی کو نہیں مار سکتا کیونکہ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جولیا سے کہا۔

''یہ وعدہ تم نے کیا تھا لہٰذا تم وعدہ نبھاؤ۔ میں نے اور صفدر نے ایسا کوئی وعدہ نہیں کیا تھا''...... جولیا نے خشک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے عمران کے ہاتھ سے مشین پسٹل بھی لے لیا۔

جولیا کے چہرے کے تاثرات کو دیکھتے ہی بنٹی کرسی سے اٹھنے لگا۔ انہوں نے بنٹی کو زنجیر سے جکڑا نہیں تھا لیکن ابھی وہ اٹھ ہی رہا تھا کہ جولیا نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ بیک وقت کئی گولیاں بنٹی کے ماتھے اور منہ پر لگیں۔ اس کی دلخراش چیخ بلند ہوئی۔ وہ اچھلا اور کرسی سے فرش پر آ گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔

''اس ہوٹل کا مینجر کون ہے اور کہاں ہے اس وقت''...... ٹائیگر نے کاؤنٹر گرل سے پوچھا۔ وہ اس وقت سن لائٹ ہوٹل میں تھا اور اس نے مقامی میک کیا ہوا تھا۔

''سر۔ آپ کون ہیں''...... ٹائیگر کے لہجے سے متاثر ہوتے ہوئے کاؤنٹر گرل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میرا نام عمار ہے اور میں سی آئی ڈی آفیسر ہوں۔ گورنمنٹ نے تمام ہوٹل مالکان کو ہدایت کی ہوئی ہے کہ ہوٹلوں میں شراب مہیا نہیں کی جائے گی اور جواء بھی نہیں کھیلا جائے گا لیکن اس ہوٹل میں یہ دونوں کام ہو رہے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ نو سر۔ آپ کو غلط اطلاع ملی ہے۔ بہرحال میں آپ کی ملاقات رافیل صاحب سے کراتی ہوں جو یہاں کے مینجر ہیں''۔ کاؤنٹر گرل نے پریشان ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبرز پریس کر دیئے۔



''سر۔ سی آئی ڈی آفیسر عمار صاحب آئے ہیں۔ وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں''...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

''او کے سر''...... کاؤنٹر گرل نے دوسری طرف کی بات سننے کے بعد کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے ایک سیکورٹی گارڈ کو اشارے سے قریب بلایا۔

''سر کو مینجر صاحب کے آفس تک چھوڑ آؤ''...... کاؤنٹر گرل نے سیکورٹی گارڈ سے کہا۔

''او کے مس''...... سیکورٹی گارڈ نے کاؤنٹر گرل سے کہا اور پھر اس نے ٹائیگر کی طرف دیکھا اور ایک طرف بڑھا۔ ٹائیگر اس کے ساتھ مینجر کے آفس تک پہنچ گیا۔ آفس کے دروازے پر ایک سٹول رکھا ہوا تھا اور اس سٹول پر ایک پیون بیٹھا ہوا تھا۔

''سر۔ یہ مینجر صاحب کا آفس ہے۔ انہیں مینجر صاحب سے ملنا ہے''...... سیکورٹی گارڈ نے پہلے ٹائیگر اور پھر پیون سے کہا۔ اس کے بعد وہ تو واپس مڑ گیا جبکہ پیون نے ٹائیگر کے لئے دروازہ کھول دیا۔ ٹائیگر کمرے میں داخل ہوا۔ کمرہ آفس کے انداز میں ہی ڈیکوریٹ کیا گیا تھا۔ ایک کونے میں آفس ٹیبل، آفس ٹیبل کی دوسری جانب ریوالونگ چیئر، ٹیبل کی ایک جانب تین صوفے رکھے ہوئے تھے۔ ریوالونگ چیئر پر ایک خوبصورت سا یورپین بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں اس کی عیاری کی عکاسی کر رہی تھیں۔

''خوش آمدید مسٹر عمار۔ خوش آمدید۔ میرا نام رافیل ہے''۔ جیسے

ہی ٹائیگر کمرے میں داخل ہوا۔ وہ یورپین ٹیبل سے باہر آتے ہوئے بولا۔ اس نے ٹائیگر سے ہاتھ ملایا اور پھر ایک صوفے کی طرف اشارہ کیا۔

''تشریف رکھیئے''...... رافیل نے کہا تو ٹائیگر اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ رافیل بھی اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''آپ کیا پینا پسند کریں گے سر''...... رافیل نے انٹرکام کا رسیور اٹھاتے ہوئے ٹائیگر سے پوچھا۔

''کچھ نہیں۔ میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں''...... ٹائیگر نے انکار کرتے ہوئے کہا لیکن رافیل نے ایک نمبر پریس کر دیا۔

''دو گلاس ایپل جوس کے بھیج دو''...... رافیل نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اپنے سٹاف کو یہ بھی ہدایت کر دیں کہ جب تک میں یہاں موجود ہوں کوئی آپ کو ڈسٹرب نہ کرے کیونکہ مجھے آپ سے بہت ہی اہم میٹنگ کرنی ہے''...... ٹائیگر نے رافیل سے کہا تو اس نے ایک بار پھر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ٹائیگر کی ہدایت کے مطابق اپنے سٹاف کو احکامات جاری کر دیئے۔ پھر اس نے انٹرکام کا رسیور رکھا ہی تھا کہ ایک ویٹر کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی اور ٹرے میں ایپل جوس کے دو گلاس رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک گلاس ٹائیگر کے سامنے اور دوسرا رافیل کے سامنے رکھ دیا۔ اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔



''جی سر۔ فرمائیے۔ آپ کس لئے تشریف لائے ہیں''...... ویٹر کے جانے کے بعد رافیل نے پوچھا۔

''تم کیپٹن بادیو کو تو جانتے ہی ہو''...... ٹائیگر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تو وہ حیرت سے اچھل پڑا۔ ٹائیگر کا یہ سوال اس کے لئے قطعاً غیر متوقع تھا۔

''ہاں۔ لیکن۔ آپ کا اس سے کیا تعلق''...... رافیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا اس سے گہرا تعلق ہے۔ میں اس کا ساتھی ہوں''۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے اچھلا اور رافیل کے عقب میں جا گرا جبکہ وہ صوفہ جس پر ٹائیگر بیٹھا ہوا تھا اپنی جگہ سے غائب ہو چکا تھا۔

ٹائیگر نے رافیل کے ہاتھ کو ٹیبل کے کونے کی طرف بڑھتے دیکھ لیا تھا اور اسے اس بات کی توقع تھی۔ اس لئے ٹائیگر پلک جھپکتے ہی فٹ بال کی مانند اچھلا تھا اور رافیل کے عقب میں پہنچ گیا تھا۔ رافیل نے گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے اس کی کنپٹی پر ایک دھماکہ ہوا اور اس کا ذہن تاریک ہو گیا۔ ٹائیگر نے اسے گردن سے پکڑ کر کرسی سے اٹھایا اور فرش پر پھینک دیا۔ اس کے بعد وہ دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔ دروازہ لاک کرنے کے بعد وہ واپس رافیل کے پاس آیا۔ اس نے رافیل کی ٹائی اتار کر اس سے رافیل

کے ہاتھ باندھے پھر اس نے رافیل کے منہ پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ چوتھے یا پانچویں تھپڑ پر رافیل چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔ چند لمحوں تک تو وہ لاشعوری کیفیت میں رہا پھر اس کا شعور بیدار ہو گیا۔

’’یہ۔ یہ کیا حرکت ہے۔ تم میرے آفس میں مجھ سے یہ سلوک کر رہے ہو‘‘...... رافیل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’تم نے بھی تو مجھے اپنے کسی قید خانے میں پھینکنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی‘‘...... ٹائیگر نے طنزیہ لہجے میں کہا تو رافیل نے صوفوں والی جگہ دیکھا جہاں ایک صوفہ غائب تھا لیکن اب فرش برابر ہو چکا تھا۔

’’تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے میں نے ایسا کچھ نہیں کیا‘‘۔ رافیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’رافیل۔ میرے پاس وقت نہیں ہے اور مجھے تم سے صرف ایک سوال کا جواب چاہئے کہ کیپٹن بادیو کہاں ہے‘‘...... ٹائیگر نے اس مرتبہ کرخت لہجے میں کہا۔

’’میں کسی کیپٹن بادیو کو نہیں جانتا‘‘...... رافیل نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا۔ جیسے ہی اس کی بات مکمل ہوئی اس کی ایک چیخ بھی بلند ہوئی کیونکہ ٹائیگر نے جیب سے خنجر نکال کر اس کی ناک پر چلا دیا تھا۔ اس کی ناک آدھے سے زیادہ کٹ گئی تھی۔ اس کے بعد ٹائیگر نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال کر اس کا



ڈھکن کھولا۔ شیشی میں زرد رنگ کا سفوف تھا۔ ٹائیگر نے اس سفوف کی ایک چٹکی بھری اور وہ سفوف رافیل کی زخمی ناک پر ڈال دیا۔ جیسے ہی سفوف اس کی ناک پر گرا وہ پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا اور اس کے حلق سے لگاتار چیخیں نکلنے لگیں اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے خاردار جال سے اس کی روح کو کھینچا جا رہا ہو۔ اسے جو تکلیف ہو رہی تھی وہ اس کی قوتِ برداشت سے باہر تھی۔

’’روکو۔ روکو۔ پپ۔ پلیز۔ روکو۔ اس۔ اس عذاب کو روکو‘‘۔ رافیل نے چلاتے ہوئے کہا۔

’’میرے سوال کا جواب دے دو تو میں فوراً تمہیں اس درد سے نجات دلا دوں گا‘‘...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

’’کیپٹن بادیو کمرہ نمبر چھ سو بارہ میں ہے۔ اس وقت وہ اپنے کمرے میں ہی ہے‘‘...... رافیل نے کہا۔

’’اپنے ہوٹل کے فائر ڈور کی تفصیل بھی بتاؤ۔ جلدی کرو‘‘۔ ٹائیگر نے کہا۔

’’پپ۔ پہلے۔ پہلے۔ یہ۔ یہ عذاب ختم کرو‘‘...... رافیل نے تڑپتے ہوئے کہا۔

’’بتاؤ گے تو عذاب ختم ہو گا۔ ورنہ نہیں ہو گا‘‘...... ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا تو رافیل نے فائر ڈور کے بارے میں بھی بتا دیا۔

"اوکے۔ اب میں تمہیں اس درد سے نجات دلا رہا ہوں"۔ ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا خنجر والا ہاتھ گھوما۔ خنجر رافیل کی گردن میں اتر گیا۔ اس کی آخری اور دلخراش چیخ بلند ہوئی۔ ٹائیگر نے خنجر اس کی گردن سے نکال کر ٹیبل کے کپڑے سے صاف کیا اور واپس جیب میں رکھ لیا اس کے بعد وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے لاک کھولا اور دروازہ کھول کر باہر دیکھا۔ باہر پیون بدستور سٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔ ٹائیگر کو دیکھ کر وہ کھڑا ہو گیا۔

"اندر آ جاؤ"...... ٹائیگر نے پیون سے کہا اور پھر اس کے لئے راستہ چھوڑا۔ جیسے ہی وہ اندر آیا ٹائیگر نے اس کی کنپٹی پر انگلی کا ہک رسید کیا۔ وہ لہراتا ہوا فرش پر گر گیا۔ ٹائیگر کو یقین تھا کہ اب یہ آدھ گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا اس لئے ٹائیگر تیزی سے کمرے سے باہر نکلا اور پھر نصف منٹ سے بھی پہلے وہ چھٹی منزل پر کمرہ نمبر چھ سو بارہ کے سامنے پہنچ گیا۔ دروازے پر ڈور بیل لگی تھی۔ اس نے ڈور بیل کا بٹن پریس کیا تو چند سیکنڈ بعد دروازہ کھل گیا۔

"یس"...... دروازہ کھولنے والے نے سوالیہ انداز میں کہا۔ وہ کسرتی بدن کا ایک نوجوان تھا۔ اس کے قدوقامت سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ فوجی نوجوان ہے۔

"مجھے رافیل صاحب نے بھیجا ہے"...... ٹائیگر نے نہایت ہی



شائستہ لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ آیئے"...... دروازہ کھولنے والے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹائیگر کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔ ٹائیگر کمرے میں داخل ہوا تو اس نوجوان نے دروازہ بند کر دیا۔ دروازہ بند کر کے وہ مڑنے ہی لگا تھا کہ ٹائیگر کا ایک بھرپور مکا اس کی کنپٹی پر پڑا۔ چونکہ وہ فوجی نوجوان تھا اور ٹھوس جسم کا مالک تھا اس لئے ٹائیگر نے پوری قوت سے اسے مکا رسید کیا تھا۔ کنپٹی پر مکا لگتے ہی وہ ریت کی خالی بوری کی طرح فرش پر گرتا چلا گیا۔ ٹائیگر نے اس کی نبض چیک کی۔ نبض کے مطابق اسے پندرہ منٹ سے پہلے ہوش نہیں آ سکتا تھا۔ ٹائیگر نے اس کی کنپٹی پر ایک ٹھوکر بھی رسید کی اور اس کے بعد اس نے دروازہ کھول کر باہر گیلری میں دیکھا۔ پوری گیلری سنسان پڑی تھی۔ ٹائیگر نے جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔ جیسے ہی دوسری طرف بیل جانے لگی اس نے سیل فون کان سے لگایا اور پھر جھک کر کیپٹن بادیو کو اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔

"یس ٹائیگر۔ کیا رہا"...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"مین گیٹ سے دائیں جانب ایک گلی ہے۔ تم اس گلی میں کار لے آؤ۔ فوراً"...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے بعد اس نے کال کاٹ کر سیل فون جیب میں رکھا اور خود کمرے سے باہر

نکل آیا۔ اب بھی گیلری سنسان تھی۔ وہ تیز لیکن بے آواز قدموں سے چلتا ہوا فائر ڈور کی طرف بڑھنے لگا اور پھر جب وہ کیپٹن بادیو کو اٹھائے ہوٹل کی سائیڈ گلی میں پہنچا تو جوزف اور جوانا کار سمیت وہاں موجود تھے۔ جوزف کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا جبکہ جوانا پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے کیپٹن بادیو کو جوانا کے قدموں میں پھینک دیا۔ پھر وہ خود فرنٹ سیٹ پر بیٹھا اور جوزف نے کار آگے بڑھا دی۔ پھر کچھ ہی دیر بعد وہ اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔

''اسے ابھی تک ہوش نہیں آیا''...... ٹائیگر نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

''آنے لگا تھا۔ میں نے اسے دوبارہ بے ہوش کر دیا تھا''۔ جوانا نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''اوکے۔ اسے کرسی پر بیٹھا کر رسی سے باندھو۔ میں میک اپ تبدیل کر کے آتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا تو جوانا مسکرانے لگا۔

''تم مسکرا کیوں رہے ہو''...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

''تم میک اپ تبدیل کرنے کا اس طرح کہہ رہے ہو جیسے کپڑے تبدیل کرنے کا کہا جاتا ہے۔ تم ٹھہرو۔ میں کپڑے چینج کر کے ابھی آتا ہوں''...... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی اور پھر وہ آگے بڑھ گیا۔ میک اپ تبدیل کر کے وہ اس کمرے میں پہنچ گیا جہاں جوزف اور جوانا موجود تھے۔ کیپٹن بادیو کرسی پر رسی سے بندھا ہوا تھا۔ وہ ابھی تک



بے ہوش تھا۔ ٹائیگر اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اسے ہوش میں لے آؤ۔ تاکہ اس کا انٹرویو لیا جا سکے''۔ ٹائیگر نے جوزف سے کہا۔ جیسے ہی ٹائیگر کی بات مکمل ہوئی کمرے میں چٹاخ کی تیز آواز گونجی اور کیپٹن بادیو چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔ اسے جوزف کا ایک تھپڑ ہی ہوش میں لے آیا تھا۔ کیپٹن بادیو کے جس رخسار پر جوزف کا تھپڑ پڑا تھا اس کا وہ رخسار پھٹ گیا تھا اور وہاں سے خون رسنے لگا تھا۔ کیپٹن بادیو کا شعور بیدار ہوا تو اس نے کینہ توز نگاہوں سے ان تینوں کو دیکھا کیونکہ اب ٹائیگر نے بھی سیاہ فام آدمی کا میک اپ کر لیا تھا اس لئے کیپٹن بادیو نے اسے نہیں پہچانا تھا۔

''کون ہو تم لوگ اور تم نے مجھے اس طرح کیوں باندھا ہوا ہے''...... کیپٹن بادیو نے غصے سے کہا۔

''ہم بلیک ٹائیگرز ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''وہ تو مجھے بھی نظر آ رہا ہے کہ تم بلیک ہو لیکن تم ٹائیگر نہیں ہو بلکہ گیدڑ ہو۔ بہرحال یہ بتاؤ کہ تم نے مجھے اس طرح کیوں باندھ رکھا ہے''...... کیپٹن بادیو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم کیپٹن بادیو ہو۔ جی پی سیون کے ایجنٹ''...... ٹائیگر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیپٹن بادیو۔ جی پی سیون۔ یہ تم مجھے کون سی پہیلیاں بجھوا رہے ہو''...... اس نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ تو تم کیپٹن بادیو نہیں ہو''...... ٹائیگر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''مجھے تو تم کوئی خبطی لگتے ہو۔ ایک صحیح دماغ کا آدمی اس طرح کی باتیں نہیں کر سکتا''...... کیپٹن بادیو نے کہا تو ٹائیگر نے اس کے منہ پر تھپڑ جڑ دیا۔ تھپڑ کافی زور دار تھا لیکن کیپٹن بادیو برداشت کر گیا۔

''تم نے کس قانون کے تحت مجھے یہاں لا کر باندھا ہے''...... کیپٹن بادیو نے غصے سے کہا۔

''تم اسرائیل سے یہاں سلوانیہ کس قانون کے تحت آئے ہو۔ ایڈیٹ اور یہاں کے معصوم لوگوں کو کس قانون کے تحت قتل کر رہے ہو''...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا اور کیپٹن بادیو کو مزید ایک تھپڑ مار دیا۔

''اوہ۔ اب سمجھا۔ تمہارا تعلق ضرور کسی سرکاری ایجنسی سے ہے اور تمہیں میرے متعلق غلط فہمی ہو گئی ہے کہ میں اسرائیلی ایجنٹ ہوں۔ نہیں بھائی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرے تو آباؤ اجداد بھی سلوانی تھے۔ سلوانیہ کی آزادی کے لئے ہمارے خاندان نے بھرپور جدو جہد کی ہے۔ سلوانیہ کے اعلیٰ حکام ہمیں جانتے ہیں اور ہمارے خاندان کی خدمات سے بھی واقف ہیں''...... کیپٹن بادیو نے اس مرتبہ نرم لہجے میں کہا۔

''مجھے تمہاری یہ بکواس نہیں سننی۔ مجھے ان لوگوں کے بارے میں



بتاؤ جو سلوانی عوام کا خون بہا رہے ہیں اور انہیں ہجرت کرنے پر بھی مجبور کر رہے ہیں''...... ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''پھر وہی بات۔ میں نے کہا تو ہے کہ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے میں اسرائیلی نہیں ہوں۔ میں سلوانی ہوں''...... کیپٹن بادیو نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن پھر اس کے منہ سے چیخ بلند ہوئی کیونکہ ٹائیگر نے خنجر نکال کر اس کی ناک کاٹ دی تھی۔ اس کے بعد ٹائیگر نے اس خنجر سے اس کی ایک آنکھ بھی نکال دی۔ وہ بندھا ہونے کے باوجود تڑپنے لگا۔ اس کے جسم کو اس قدر جھٹکے لگے کہ وہ کرسی سمیت گر گیا۔ ٹائیگر نے جیب سے سفوف کی شیشی نکال لی۔ اس نے سفوف کی ایک چٹکی بھر کر کیپٹن بادیو کی خالی ہو جانے والی آنکھ میں ڈال دی۔ جیسے ہی سفوف کیپٹن بادیو کی آنکھ میں گرا اس کا تڑپنا تیز ہو گیا اور اس کے منہ سے لگاتار چیخیں نکلنے لگیں۔

''بچاؤ۔ بچاؤ۔ اس عذاب سے بچاؤ۔ فار گاڈ سیک۔ اف''۔ کیپٹن بادیو نے چیختے ہوئے کہا۔

''تم کیپٹن بادیو ہو۔ جی پی سیون کے ایجنٹ''...... ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ میں کیپٹن بادیو ہوں۔ مجھے بچاؤ اس عذاب سے''...... اس نے بدستور چلاتے ہوئے کہا۔

''میرے سوالوں کے جواب دے دو گے تو تمہیں اس عذاب سے نجات ملے گی ورنہ نہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''پپ۔ پپ۔ پوچھو۔ جلدی سے پوچھو''...... کیپٹن بادیو نے چیختے ہوئے کہا۔

''تم اپنے بارے میں بتاؤ کہ تم کیا کر رہے ہو''۔ ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''میرے پاس چار چار آدمیوں کے دو گروپ ہیں۔ ہم سلوانی مسلمانوں کو اتنی بے دردی سے قتل کرتے ہیں کہ دوسرے لوگ دہشت زدہ ہو جائیں اور جو گروپس سلوانیوں کو جلا وطنی پر مجبور کر رہے ہیں ان کے لئے آسانیاں پیدا ہو جائیں''...... کیپٹن بادیو نے انتہائی تکلیف بھرے لہجے میں کہا۔

''کہاں رہتے ہیں یہ آٹھ آدمی اور تمہارے اس گروپ کا نام کیا ہے''...... ٹائیگر نے بدستور کرخت لہجے میں کہا۔

''کیپری پلازہ کے فلیٹ سی نائن میں۔ ہمارے گروپ کا نام بادیو گروپ ہے۔ مجھے پانی پلادو ورنہ میں مر جاؤں گا''...... کیپٹن بادیو نے بدستور چیختے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے جوزف کی طرف دیکھا۔ جوزف ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔ جس پر پانی کی ایک بوتل رکھی ہوئی تھی۔ جوزف نے وہ بوتل اٹھائی اور اس کا ڈھکن کھول کر بوتل کیپٹن بادیو کے منہ سے لگا دی۔ کیپٹن بادیو بہت سا پانی پی گیا تو جوزف نے بوتل اس کے منہ سے ہٹا لی۔

''تمہارا باس کرنل شالاک ہے''...... کیپٹن بادیو پانی پی چکا تو ٹائیگر نے اس سے پوچھا۔



''ہاں۔ ایک طرح سے وہ ہمارا باس ہی ہے۔ ہم کارروائی کے بعد فون پر اسے رپورٹ دیتے ہیں۔ وہ یہ رپورٹ اسرائیل پہنچا دیتا ہے۔ بس اس حد تک وہ ہمارا باس ہے۔ باقی وہ مجھ پر کوئی حکم وغیرہ نہیں چلا سکتا۔ مجھ پر جی پی سیون کے چیف کا حکم چلتا ہے''...... کیپٹن بادیو نے اس مرتبہ پرسکون لہجے میں کہا۔ پانی پینے کے بعد اس کی تکلیف میں کافی حد تک کمی آ گئی تھی۔

''سلوانیوں کے قتل و غارت میں صرف تمہارا گروپ ہی ملوث ہے یا اور گروپس بھی ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کئی گروپس ہوں گے لیکن ہم ایک دوسرے کو نہیں جانتے۔ صرف دارالحکومت میں ہی نہیں پورے سلوانیہ میں ایسے گروپس موجود ہیں اور اپنی کارروائیوں میں مصروف ہیں''...... کیپٹن بادیو نے کہا۔

''ان تمام گروپس کا ریکارڈ بھی تو کسی کے پاس ہو گا''۔ ٹائیگر نے سوالیہ انداز میں کہا۔

''ہاں۔ ہو گا لیکن مجھے نہیں معلوم ہم تو بس کرنل شالاک کو رپورٹ دیتے ہیں''...... کیپٹن بادیو نے کہا۔

''تمہارے درد میں کمی ہو گئی ہے۔ اس لئے اب تم اڑنے لگے ہو''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے شیشی کھول کر سفوف کی چٹکی بھر لی۔

''نہیں۔ نہیں۔ ایسا مت کرو۔ یقین جانو میں سچ کہہ رہا ہوں

مجھے نہیں معلوم کہ ان گروپس کا ریکارڈ کس کے پاس ہے۔ شاید کرنل شالاک کے پاس ہو''...... کیپٹن بادیو نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''کہاں رہتا ہے یہ کرنل شالاک''...... ٹائیگر نے کیپٹن بادیو کو گھورتے ہوئے کہا۔

''سٹی ٹریڈ سنٹر میں اس کا بزنس آفس ہے۔ اس کی رہائش اور تنظیمی آفس کا مجھے پتا نہیں''...... کیپٹن بادیو نے کہا۔

''سٹی ٹریڈ سنٹر میں کس نام سے ہے اس کا آفس''...... ٹائیگر نے اس سے ایک اور سوال پوچھا۔

''نیو ورلڈ ٹریڈرز کے نام سے''...... کیپٹن بادیو نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔ اس کے خیال میں کیپٹن بادیو جتنا جانتا تھا اتنا وہ بتا چکا تھا۔

''کیپٹن بادیو۔ اب تم یہ بتاؤ کہ تم نے اب تک کتنے سلوانی مسلمانوں کو قتل کیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اب تک ہم نے آٹھ گھرانوں کا مکمل خاتمہ کیا ہے۔ قتل ہونے والوں میں بچے، بوڑھے، جوان، عورتیں اور مرد سب شامل ہیں''...... کیپٹن بادیو نے کہا اور ٹائیگر نے محسوس کیا کہ اس کے لہجے میں فخر تھا۔

''تمہیں ڈر نہیں لگتا کہ سلوانی پولیس یا دیگر اداروں نے تمہیں گرفتار کر لیا تو تمہارا کیا انجام ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا۔



''ہم یہاں کی پولیس اور دیگر اداروں سے زیادہ تربیت یافتہ ہیں۔ ہم ہر کارروائی نہایت محتاط طریقے سے کرتے ہیں۔ ہم اپنے پیچھے نشان نہیں چھوڑتے اس لئے یہاں کی پولیس اور دیگر ادارے ہماری گرد کو بھی نہیں چھو سکتے''...... کیپٹن بادیو نے متکبرانہ لہجے میں کہا۔

''ہم نے نہ صرف تمہیں ٹریس کر لیا ہے بلکہ اب تمہارا خاتمہ بھی ہمارے ہاتھوں ہو گا۔ تمہارے بعد تمہارے باقی ساتھیوں کی باری آئے گی اور تمہارے جتنے بھی گروپس یہاں دہشت گردی کر رہے ہیں۔ ان سب کا خاتمہ ہو جائے گا اور یہودیوں کا یہ خواب کبھی بھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکے گا کہ دنیا میں یہودیوں کی دوسری ریاست بھی ہو''...... ٹائیگر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''یہ تمہاری بھول ہے۔ یہ ہمارا خواب نہیں حقیقت ہے۔ سلوانیہ بہت جلد یہودی اسٹیٹ میں تبدیل ہو جائے گا''...... کیپٹن بادیو نے کہا اور جیسے ہی اس کی بات مکمل ہوئی اس کے حلق سے دلخراش چیخ بلند ہوئی۔ ٹائیگر کے خنجر نے اس کی گردن کاٹ دی تھی۔ خنجر دستے تک اس کی گردن میں گھس گیا تھا۔ شہ رگ کٹنے کی وجہ سے اس کی گردن سے خون کا فوارہ جاری ہو گیا تھا۔

''اس کے کپڑوں پر اسٹیکر لگا کر اسے بھی پھینک آؤ۔ اس کے بعد اس کے پورے گروپ کا خاتمہ کرنا ہے اور کرنل شالاک کی بھی خبر لینی ہے''...... ٹائیگر نے جوزف اور جوانا سے کہا اور پھر اس نے

کیپٹن بادیو کی طرف دیکھا۔ اب اس کا جسم ساکت ہو چکا تھا جس کا مطلب تھا کہ وہ دم توڑ چکا ہے۔ جوزف نے اس کی لاش کو کرسی سے کھولا اور پھر اس نے کیپٹن بادیو کی ایک ٹانگ پکڑی اور اسے گھسیٹتا ہوا باہر لے جانے لگا۔ ٹائیگر نے اس کی اس حرکت پر کوئی ردعمل ظاہر نہ کیا۔ کیپٹن بادیو درجنوں معصوم اور بے گناہ مسلمانوں کا قاتل تھا۔ اس کے ساتھ جتنا بھی برا سلوک کیا جاتا، کم تھا۔



کرنل شالاک اپنے آفس پہنچا۔ اس نے وکی کو باہر رکنے کا اشارہ کر دیا تھا۔ اس لئے وہ اس کے ساتھ آفس میں نہیں آیا تھا۔ غصے کی وجہ سے کرنل شالاک کا چہرہ خونخوار دکھائی دے رہا تھا۔ پہلے تو وہ پریذیڈنٹ آفس فون کر کے یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ لارڈ مکاؤ نے اس کی شکایت کی ہے یا نہیں۔ وہ اپنی کرسی پر بیٹھا اور اس نے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ رسیور تک پہنچتا ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔

''کرنل شالاک اسپیکنگ''...... اس نے اپنے مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں رافیل بول رہا ہوں ہوٹل سن لائٹ سے۔ میں نے آپ کو یہ اطلاع دینے کے لئے فون کیا ہے کہ کیپٹن بادیو کو اغوا کر لیا گیا ہے''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو

کرنل شالاک کا غصہ اور زیادہ بڑھ گیا۔

''کیسے''...... اس نے غرا کر کہا۔

''باس۔ ایک مقامی سی آئی ڈی آفیسر آیا تھا۔ وہ پہلے ہوٹل کے مینجر کے آفس میں گیا۔ اس نے مینجر پر تشدد کیا اور اس کے بعد اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد سے کیپٹن بادیو غائب ہے اور اس کے کمرے کے آثار بتا رہے ہیں کہ اسے اغوا کیا گیا ہے''...... دوسری طرف سے بتایا گیا۔

''مقامی ادارے کیا اس قابل ہو گئے ہیں کہ ہماری راہ پر لگ جائیں''...... کرنل شالاک نے غراتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسری طرف سے رافیل نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

''کب کا واقعہ ہے یہ''...... کرنل شالاک نے کرخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ کیپٹن صاحب کو اغوا ہوئے ابھی چند منٹ ہی ہوئے ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ کرنل شالاک نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا اور پھر اس نے سیل فون جیب سے نکالا اور تیزی سے نمبرز پریس کرنے لگا۔

''وکی۔ میرے کمرے میں آؤ''...... جیسے ہی دوسری طرف سے کال رسیو کی گئی کرنل شالاک نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے بعد اس نے کال کاٹ دی۔ تقریباً دس سیکنڈ بعد ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور وکی اندر داخل ہوا۔



''کیپٹن بادیو کو مقامی سی آئی ڈی نے اغوا کر لیا ہے۔ وہ یقیناً اس سے ہمارے اس آفس کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے کیونکہ وہ اس آفس کے بارے میں جانتا ہے۔ میں اب زیرو پوائنٹ پر جا رہا ہوں۔ تم پانچ منٹ کے اندر اندر یہاں سے تمام سیٹ اپ ختم کرو اور پھر تم بھی زیرو پوائنٹ پر پہنچ جانا اور سنو۔ آتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھنا کہ کوئی تمہارا تعاقب نہ کرے۔ باقی لوگوں کو بھی زیرو پوائنٹ پر پہنچنے کا حکم دے دو''...... کرنل شالاک نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... وکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کرنل شالاک اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک ہی منٹ بعد اس کی کار سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ وہ تربیت یافتہ تھا۔ ذہین، نڈر اور باصلاحیت تھا لیکن اس وقت چونکہ وہ اپنے ملک میں نہیں تھا اس لئے وہ محتاط رہنا چاہتا تھا۔ وہ ایک خاص مقصد کے لئے سلوانیہ آیا تھا۔ اس کی قوم اور اسرائیلی صدر مملکت نے اس پر اعتماد کیا تھا اور اس سے امیدیں وابستہ کی تھیں اور وہ ان امیدوں پر پورا اترنا چاہتا تھا۔ اس کی ذرا سی غفلت اس کے منصوبے کو نقصان پہنچا سکتی تھی اس لئے اس نے یہاں آتے ہی کئی کوٹھیاں حاصل کر لی تھیں۔ اس نے چونکہ طویل عرصہ سلوانیہ میں رہنا تھا اس لئے اس نے بزنس آفس بھی بنا لیا تھا لیکن اب اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اب اسے بزنس آفس کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ پاکیشیائی گروپ اس

کے قبضے میں آ چکا تھا۔ اس نے اس گروپ کا خاتمہ کرنا تھا لیکن کیپٹن بادیو کو مقامی سی آئی ڈی نے اٹھا لیا تھا۔ کیپٹن بادیو نے لازماً اس کے بارے میں بتا دینا تھا۔ لہٰذا اب اس کا بزنس والا ڈرامہ مزید نہیں چل سکتا تھا۔ اب تو اس کے لئے بہتر یہی تھا کہ وہ انڈر گراؤنڈ رہ کر اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیتا رہے اور ان سے رپورٹس حاصل کرتا رہے۔ کرنل شالاک میک اپ کا بھی ماہر تھا اس لئے وہ کار ڈرائیو کرتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ اب اسے مسلسل میک اپ میں رہنا چاہئے اور میک اپ بھی اسے وقتاً فوقتاً تبدیل کرتے رہنا چاہئے۔

گرین ٹاؤن کی کوٹھی نمبر چالیس کو اس نے زیرو پوائنٹ کا نام دیا تھا۔ یہ کوٹھی اس کے لئے بالکل موزوں تھی۔ اس کوٹھی میں ایک تہہ خانہ بھی تھا جس کا ایک خفیہ دروازہ عقبی گلی میں کھلتا تھا۔ اس کی کار زیرو پوائنٹ کی طرف بڑھ رہی تھی کہ اس کے سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے جیب سے سیل فون نکال کر سکرین پر نظریں دوڑائیں اور پھر اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ سکرین پر اسرائیل کے صدارتی محل کے نمبر فلیش ہو رہے تھے۔ کرنل شالاک نے فوراً ہی سیٹ میں ہینڈ فری لگایا۔

''یس۔ کرنل شالاک اسپیکنگ''...... اس نے کال رسیو کا بٹن پریس کرنے کے بعد مخصوص لہجے میں کہا۔

''ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ آف اسرائیل''...... دوسری طرف



سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس''...... کرنل شالاک نے مختصراً کہا۔

''صدر مملکت سے بات کیجئے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر رسیور سے موسیقی کی آواز سنائی دینے لگی۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد صدر مملکت کی بارعب آواز سنائی دی۔

''کرنل شالاک اسپیکنگ سر''...... کرنل شالاک نے اس مرتبہ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کرنل صاحب۔ کیا حالات ہیں آپ کی طرف''...... دوسری طرف سے صدر مملکت صاحب کی آواز سنائی دی۔

''سر۔ حالات ہماری توقع کے عین مطابق ہیں۔ ہم وقت پر اپنا ٹارگٹ حاصل کر لیں گے''...... کرنل شالاک نے کہا۔

''ویری گڈ۔ مجھے آپ سے یہی توقع تھی اور اسی لئے میں نے آپ پر اعتماد کیا''...... صدر صاحب نے کہا۔

''سر۔ اس اعتماد کے لئے میں آپ کا ممنون ہوں اور آپ دیکھیں گے کہ میں آپ کے اعتماد پر پورا اتروں گا''...... کرنل شالاک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کرنل صاحب۔ آپ مادام ٹائیگر کو جانتے ہیں''...... دوسری طرف سے صدر صاحب نے پوچھا۔

''سر۔ انہیں کون نہیں جانتا۔ وہ پی ایم صاحب کی بھتیجی ہیں۔ جی پی سیون کی ڈپٹی چیف اور اسرائیل کی قابل فخر سیکرٹ ایجنٹ

ہیں''...... کرنل شالاک نے کہا۔

''میں اس مشن پر انہیں آپ کے ساتھ بھیجنا چاہتا تھا لیکن جب آپ یہاں سے روانہ ہوئے تھے اس وقت مادام ٹائیگر روسیاہ میں ایک مشن کے سلسلے میں مصروف تھیں۔ اب وہ مشن مکمل کر کے واپس آ چکی ہیں اور اس مشن کی کامیابی پر میں انہیں یہ تحفہ دینا چاہتا ہوں کہ وہ کچھ عرصہ آپ کے ساتھ کام کریں۔ وہ آپ کے ساتھ کام کریں گی تو آپ کے تجربے سے بہت کچھ سیکھیں گی''...... صدر صاحب نے کہا۔

''سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... کرنل شالاک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کرنل صاحب۔ مادام ٹائیگر آپ کو اسسٹ کریں گی۔ لیکن جیسا کہ آپ نے ابھی بتایا کہ وہ اسرائیل کی قابل فخر سیکرٹ ایجنٹ ہیں اور پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ پی ایم صاحب کی چہیتی بھتیجی ہیں تو آپ نے ان کا خاص خیال رکھنا ہے۔ میں انہیں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ وہ بہت نازک دل کی ہیں۔ معمولی سی ڈانٹ پر بھی وہ افسردہ ہو جاتی ہیں''...... دوسری طرف سے صدر صاحب کی آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ میں جانتا ہوں انہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ میرے ساتھ کام کرتے ہوئے انہیں کوئی مسئلہ نہیں ہو گا''...... کرنل شالاک نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔



''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... دوسری طرف سے صدر صاحب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔

''ہونہہ۔ اتنے ہی نازک دل کی ہے تو پھر سیکرٹ فیلڈ میں آئی کیوں ہے''...... کرنل شالاک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اس کے بعد اس نے دور دور تک نظر دوڑائی۔ فون کی وجہ سے وہ اپنا تعاقب چیک نہیں کر سکا تھا۔ اب جبکہ زیرو پوائنٹ قریب آ گیا تھا تو وہ زیرو پوائنٹ میں داخل ہونے سے پہلے تعاقب چیک کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ دو تین منٹ تک بلا مقصد اپنی کار کو ادھر ادھر دوڑاتا رہا۔ جب وہ مطمئن ہو گیا تو وہ گرین ٹاؤن کی کوٹھی نمبر چالیس کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ اس نے مخصوص انداز میں کار کا ہارن بجایا تو گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک مسلح آدمی کی صورت دکھائی دی۔ کرنل شالاک کو دیکھتے ہی اس آدمی کا چہرہ غائب ہو گیا اور پھر فوراً ہی گیٹ کھل گیا۔ کرنل شالاک نے گاڑی آگے بڑھائی۔ گیٹ کے دوسری طرف پانچ مسلح آدمی دکھائی دے رہے تھے۔ کرنل شالاک کو دیکھ کر وہ سب چوکس ہو گئے تھے اور انہوں نے نہایت مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا تھا۔ وہ سب کے سلام کو نظر انداز کرتا ہوا کار کمروں کے قریب لے آیا۔ یہاں بھی ایک کمرہ اس کے آفس کے طور پر سیٹ کیا گیا تھا۔ وہ کار سے نیچے اتر کر اپنے آفس روم کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ اس کے سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

"یس۔ کرنل شالاک اسپیکنگ"...... اس نے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔

"باس۔ مادام ٹائیگر بول رہی ہوں"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی مگر مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کہاں ہو تم۔ کیا سلوانیہ پہنچ چکی ہو"...... کرنل شالاک نے نرم لہجے میں کہا۔ صدر مملکت نے اسے خاص طور پر ہدایت کی کہ وہ مادام ٹائیگر سے نرم لہجے میں بات کرے اور اس نے صاحب کی ہدایت پر عمل کرنا تھا۔

"باس۔ پندرہ منٹ بعد ایئر پورٹ پہنچنے والی ہوں۔ کسی کو دیں کہ وہ مجھے رسیو کر لے"...... دوسری طرف سے مادام ٹائیگر ملتجیانہ لہجے میں کہا۔

"بھئی مادام ٹائیگر۔ تم اسرائیل کا فخر ہو۔ میں خود تم ایئر پورٹ پر رسیو کر لیتا ہوں"...... کرنل شالاک نے طنزیہ لہجے کہا لیکن مادام ٹائیگر اس کے طنز کو محسوس نہ کر سکی۔

"اوہ۔ رئیلی۔ باس یہ تو میرے لئے فخر کی بات ہے اور اس مطلب ہے کہ لوگ آپ کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں وہ بکواس ہے"...... دوسری طرف سے مادام ٹائیگر کی حیرت بھری آ سنائی دی۔

"اوکے۔ ملاقات پر باتیں ہوں گی"...... کرنل شالاک نے زار سے لہجے میں کہا اور پھر اس نے کال کاٹ دی۔ اس دوران



اپنے کمرے میں پہنچ کر کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"میں بنٹی کو ہدایت کر دوں کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو انجکشن لگا کر بے ہوش کر دے"...... کرنل شالاک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ پوائنٹ تھری کے نمبرز پریس کرنے لگا۔ دوسری طرف بیل جانے لگی لیکن کافی دیر گزرنے کے بعد بھی کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو کرنل شالاک کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ اس نے کال اینڈ کا بٹن پریس کیا اور پھر وکی کے نمبرز پریس کر دیئے۔

"کرنل شالاک اسپیکنگ"...... جیسے ہی کال رسیو ہوئی اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ وکی اسپیکنگ"...... دوسری طرف سے وکی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا کیا ہے تم نے اب تک"...... کرنل شالاک نے بدستور کرخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بزنس آفس سے تمام سیٹ اپ ختم کرنے کے بعد میں زیرو پوائنٹ کی طرف آ رہا ہوں۔ میں بہت محتاط ہوں اور چیک کر رہا ہوں۔ میرا تعاقب نہیں ہوا"...... وکی نے کہا۔

"تم پوائنٹ تھری پر چلے جاؤ۔ لگتا ہے کہ وہاں کوئی گڑ بڑ ہو گئی ہے کیونکہ وہاں کوئی کال رسیو نہیں کر رہا"...... کرنل شالاک نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ اوکے باس“...... دوسری طرف سے وکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کرنل شالاک نے کال کاٹ دی اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے کھڑا ہو گیا۔

”صدر صاحب کا حکم ہے اس لئے مادام ٹائیگر کو کچھ پروٹوکول دینا ہی چاہئے“...... اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کچھ ہی دیر بعد اس کی کار ائیرپورٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اس نے پانچ سال پہلے مادام ٹائیگر کو اکیریمیا میں دیکھا تھا۔ ان دنوں وہ جی پی سیون میں نئی نئی شامل ہوئی تھی اور اکیریمیا میں سپیشل ٹریننگ پر تھی۔ کرنل شالاک نے اس ٹریننگ میں دو دن لیکچر دیئے تھے اور کچھ خاص مشقیں بھی کرائی تھیں۔ ٹریننگ حاصل کرنے والوں میں مادام ٹائیگر سب سے زیادہ چست تھی اور کرنل شالاک کا اندازہ تھا کہ یہ لڑکی بہترین سیکرٹ ایجنٹ بنے گی۔ اس کا یہ اندازہ درست ثابت ہوا تھا اور سیکرٹ فیلڈ میں مادام ٹائیگر نے کافی شہرت حاصل کر لی تھی۔

کرنل شالاک، مادام ٹائیگر کے بارے میں سوچتا ہوا ائیرپورٹ پہنچ گیا۔ مطلوبہ فلائٹ آ چکی تھی اور اس کے مسافر باہر آ رہے تھے۔ وہ آنے والے مسافروں کو غور سے دیکھنے لگا پھر اسے مادام ٹائیگر بھی نظر آ گئی۔ مادام ٹائیگر نے بھی اسے دیکھ لیا تھا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی تھی اور وہ کرنل شالاک کی طرف آ گئی۔

”ہیلو باس۔ ہاؤ آر یو“...... مادام ٹائیگر نے اس کے قریب پہنچ



کر اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ کرنل شالاک اس کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھنے لگا۔ وہ پانچ سال پہلے تو اتنی حسین نہیں تھی اب تو اس کا سراپا قیامت خیز تھا۔

”ہیلو سر۔ آپ کہاں کھو گئے“...... مادام ٹائیگر نے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے کہا تو وہ چونکا۔

”پانچ سال پہلے تو تم اتنی خوبصورت، سمارٹ اور بیوٹی فل نہیں تھیں“...... کرنل شالاک نے کہا۔

”اوہ۔ آپ بھی میرے حسن میں کھو گئے تھے۔ اب میں کیا کروں جو مجھے دیکھتا ہے بس دیکھتا ہی رہ جاتا ہے“...... مادام ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل شالاک پارکنگ کی طرف بڑھا۔ مادام ٹائیگر اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ پھر کچھ دیر ہی بعد وہ کار میں بیٹھے آگے بڑھ رہے تھے۔ کار ائیرپورٹ سے کچھ دور ہی آئی تھی کہ کرنل شالاک کے سیل فون کی بیل بجنے لگی۔

”یس۔ کرنل شالاک اسپیکنگ“...... کرنل شالاک نے پہلے سیل فون میں ہینڈ فری لگایا اور پھر کال رسیو کرتے ہوئے کہا۔

”باس۔ غضب ہو گیا ہے“...... دوسری طرف سے وکی کی متوحش آواز سنائی دی۔

”شٹ اپ ایڈیٹ۔ تم پر کون سی قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔ آرام سے بات کرو“...... کرنل شالاک نے کرخت لہجے میں کہا۔

”باس۔ پوائنٹ تھری پر ہمارے سارے ساتھی قتل ہو چکے ہیں

جبکہ عمران اور اس کے ساتھی فرار ہو گئے ہیں''...... دوسری طرف سے وکی نے اپنے لہجے کو نارمل بناتے ہوئے کہا۔

''ہمارے ساتھی قتل ہو گئے ہیں تو یہ کون سی بڑی بات ہے۔ ہماری فیلڈ ہی ایسی ہے۔ ہاں۔ ہم اپنے ساتھیوں کی ہلاکت کا بدلہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے ضرور لیں گے۔ تم انہیں تلاش کرو۔ اپنے سب آدمیوں کو ان کی تلاش پر لگا دو۔ جس کسی کو بھی عمران اور اس کے ساتھی نظر آئیں وہ فوراً انہیں گولیوں سے اڑا دے چاہے اس دوران پولیس انہیں گرفتار ہی کیوں نہ کر لے یا ان کی اپنی زندگی کا خاتمہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ مجھے بس عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت کی خبر چاہئے۔ اپنی باقی کارروائیاں فی الحال معطل کر دو۔ وہ ہم عمران کے مرنے کے بعد پھر شروع کر دیں گے۔ اس عمران کو ہر حال میں اور ہر صورت میں مرنا چاہئے''۔ کرنل شالاک نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوکے باس۔ ہم عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کرتے ہیں اور جیسے ہی وہ ٹریس ہوں گے ہم ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ان پر موت بن کر ٹوٹ پڑیں گے''...... دوسری طرف سے وکی نے کہا تو کرنل شالاک نے کال منقطع کر دی۔

''باس۔ آپ عمران کا ذکر کر رہے ہیں۔ کون ہے یہ عمران''۔ مادام ٹائیگر نے پوچھا۔

''تم نے یہ نام پہلے بھی سنا ہو گا کیونکہ یہ سیکرٹ فیلڈ میں



شیطان کی طرح مشہور ہے۔ عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے''...... کرنل شالاک نے نفرت بھرے لہجے مین کہا۔

''اوہ۔ پاکیشائی سیکرٹ ایجنٹ علی عمران۔ وہ یہاں کیا کر رہا ہے''...... مادام ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کے دل میں دنیا بھر کے مسلمانوں کا درد بھرا ہوا ہے۔ اس لئے جہاں کہیں بھی مسلمانوں کے خلاف کوئی کام ہوتا ہے وہ اپنی ٹانگ اڑانا اپنا فرض سمجھتا ہے اور یہاں تو اسے سلوانی حکام نے باقاعدہ دعوت دے کر بلایا ہے''...... کرنل شالاک نے بدستور نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی یہ نفرت عمران کے لئے تھی۔

''اگر علی عمران یہاں موجود ہے تو پھر مزہ آ جائے گا۔ میں اپنے ہاتھوں سے اس کی گردن کاٹوں گی۔ وہ پچھلے پانچ سالوں میں کئی بار اسرائیل آیا ہے لیکن یہ اس کی خوش قسمتی تھی کہ وہ جب بھی آیا میں اسرائیل سے باہر تھی۔ میری شدید خواہش تھی کہ میرا اس سے سامنا ہو۔ اب سلوانیہ میں آ کر میری یہ خواہش پوری ہو رہی ہے''...... مادام ٹائیگر نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''تم علی عمران کا کیا مقابلہ کرو گی۔ صدر مملکت بتا رہے تھے کہ تم معمولی سی ڈانٹ سن کر رونے بیٹھ جاتی ہو''...... کرنل شالاک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سر پی ایم صاحب اور صدر صاحب میرے بزرگ ہیں لہٰذا میں ان کے سامنے ناز نخرے کر لیتی ہوں لیکن وہ میرے بارے

میں یہ بھی جانتے ہیں کہ میں کتنی سفاک اور خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہوں۔ میں نے درجنوں ناممکن مشنز کو کامیابی سے مکمل کیا ہے''۔ مادام ٹائیگر نے کہا۔

''تمہاری شہرت میں نے بھی سنی ہے اور صدر مملکت نے تمہاری تعریف بھی بہت کی ہے اور جب تم ایکریمیا میں تربیت لے رہی تھیں مجھے اسی دوران محسوس ہو گیا تھا کہ تم نامور سیکرٹ ایجنٹ بنو گی''...... کرنل شالاک نے اس مرتبہ نرم لہجے میں کہا۔

''تھینک یو سر۔ بس مجھ پر ایک احسان کیجئے گا۔ اگر یہ علی عمران زندہ ہاتھ لگ جائے تو پھر اسے میرے حوالے کر دیجئے گا اور پھر اس عمران کے مرنے کا تماشا دیکھئے گا''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''او کے۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے''...... کرنل شالاک نے کہا اور پھر اس نے کار آہستہ کر لی کیونکہ وہ زیرو پوائنٹ پہنچ گیا تھا۔ اس نے مخصوص انداز میں کار کا ہارن بجایا تو گیٹ کھل گیا۔ ان کی کار کوٹھی میں داخل ہو گئی۔

''مادام ٹائیگر۔ تم پی ایم صاحب کی بھتیجی ہو اور پریذیڈنٹ صاحب نے تمہاری سفارش کی ہے لیکن اس کے باوجود تمہیں میرے مزاج کے مطابق کام کرنا ہو گا اور ویسے بھی پروفیشنل لائف میں توجہ صرف اپنے کام پر ہونی چاہئے۔ رشتے داروں کی سفارش کی آس نہیں لگانی چاہئے۔ اگر ایسا کیا جائے تو پھر آگے نہیں بڑھا جا سکتا اور ہماری سیکرٹ فیلڈ میں سب سے پہلا اصول اپنے باس



کے حکم کو ماننا ہے۔ اگر تم نے میرے احکامات کی تعمیل میں کوتاہی کی تو پھر تمہارا ایکسیڈنٹ ہو سکتا ہے۔ تمہارا ہارٹ فیل ہو سکتا ہے یا پھر تمہارے ساتھ کوئی اور حادثہ ہو سکتا ہے۔ تم میری بات سمجھ رہی ہو نا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں''...... کرنل شالاک نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ اس نے صاف لفظوں میں مادام ٹائیگر کو دھمکی دے دی تھی۔

''سر۔ میں تو ویسے بھی آپ کا احترام کرتی ہوں کیونکہ آپ میرے استاد ہیں۔ آپ نے مجھے ایکریمیا میں ٹریننگ کرائی تھی''۔ مادام ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میرے سامنے کسی کو بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے لیکن تم میرے برابر بیٹھ سکتی ہو۔ بیٹھو''...... کرنل شالاک اس دوران مادام ٹائیگر کے ہمراہ اپنے آفس میں داخل ہو چکا تھا۔ وہ خود اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے مادام ٹائیگر کو اپنے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو باس۔ یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہے''...... مادام ٹائیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کرسی پر بیٹھ گئی۔

''مادام ٹائیگر۔ تم مجھے بہت اچھی لگی ہو اور مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میرے دل میں تمہارے لئے نرم گوشہ پیدا ہو رہا ہے''۔ کرنل شالاک نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔ مادام ٹائیگر کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی اور اس نے جواب دینے کے لئے منہ کھولا ہی

تھا کہ کرنل شالاک کے سیل فون کی بیل بجنے لگی۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سیل فون نکال لیا۔

’’لیس۔ کرنل شالاک اسپیکنگ‘‘...... کرنل شالاک نے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

’’باس۔ وکی بول رہا ہوں‘‘...... دوسری طرف سے وکی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’کس لئے فون کیا ہے‘‘...... کرنل شالاک نے بدستور کرخت لہجے میں کہا۔

’’باس۔ کیپٹن بادیو کی لاش ملی ہے اور ہمارے ایک آدمی نے لاش پھینکنے والے کو دیکھ لیا ہے۔ اب ہمارا آدمی اس آدمی کا تعاقب کر رہا ہے۔ اس نے فون پر مجھے رپورٹ دی ہے۔ میں نے اسے ہدایت کی ہے کہ وہ نہایت احتیاط سے تعاقب کرے‘‘...... دوسری طرف سے وکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’اوہ۔ کون ہے وہ آدمی۔ کیا حلیہ ہے اس کا‘‘...... کرنل شالاک نے چونکتے ہوئے کہا۔

’’باس۔ ہمارے آدمی کے مطابق وہ طویل القامت اور بھاری جسامت کا سیاہ فام آدمی ہے۔ وہ افریقی دکھائی دیتا ہے‘‘...... دوسری طرف سے وکی کی آواز سنائی دی۔

’’اوہ۔ یہ یقیناً بلیک ٹائیگر گروپ کا آدمی ہے۔ تم اس وقت کہاں ہو‘‘...... کرنل شالاک نے کہا۔



’’باس۔ میں زیرو پوائنٹ کے قریب پہنچ چکا ہوں‘‘...... دوسری طرف سے وکی نے کہا۔

’’اوکے۔ فوراً میرے کمرے میں آ جاؤ‘‘...... کرنل شالاک نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے کال منقطع کر دی۔ پھر تقریباً تین منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور وکی اندر داخل ہوا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں کرنل شالاک کو سلام کیا اور نظریں جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

’’یہ مادام ٹائیگر ہیں۔ تم ان کے نام سے واقف ہو گے‘‘...... کرنل شالاک نے وکی سے کہا تو اس نے مادام ٹائیگر کی طرف دیکھا اور اسے بھی ادب سے سلام کیا۔

’’لیس باس۔ مادام اسرائیل کی معروف شخصیت ہیں‘‘...... وکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’اس سیاہ فام کا تعاقب کون کر رہا ہے‘‘...... کرنل شالاک نے وکی سے پوچھا۔

’’باس۔ سوران اس سیاہ فام کا تعاقب کر رہا ہے‘‘...... وکی نے نظریں جھکائے جواب دیا۔

’’تم ریڈ کی تیاری کرو۔ جیسے ہی سوران کی رپورٹ آئے تم نے ریڈ پر روانہ ہو جانا ہے اور اس ریڈ کی نگرانی مادام ٹائیگر کریں گی‘‘۔ کرنل شالاک نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

’’اوکے باس‘‘...... وکی نے کہا اور پھر وہ مڑا اور کمرے سے

باہر چلا گیا۔

''یہ میرا اسسٹنٹ ہے۔ کافی تیز آدمی ہے''...... وکی کے جانے کے بعد کرنل شالاک نے کہا۔

''یس باس''...... مادام ٹائیگر نے کہا پھر دو منٹ بعد دروازہ کھلا اور وکی کمرے میں داخل ہوا۔

''باس۔ ہم نے ریڈ کی تیاری کر لی ہے۔ سوران ابھی تعاقب کر رہا ہے۔ جیسے ہی تعاقب کا اختتام ہو گا ہم ریڈ کے لئے روانہ ہو جائیں گے''...... وکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''عمران اور اس کے ساتھیوں کا کیا بنا''...... کرنل شالاک نے پوچھا۔

''باس۔ ان کی تلاش کا کام جاری ہے۔ جیسے ہی وہ ٹریس ہوں گے ان کا فوری خاتمہ کر دیا جائے گا''...... وکی نے کہا۔

''سنو وکی۔ جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی ٹریس ہوں تم نے باس کو رپورٹ دینی ہے۔ پھر میں باس کے حکم سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنے ہاتھوں سے گولیاں ماروں گی''...... مادام ٹائیگر نے کہا تو وکی نے کرنل شالاک کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

''مادام ٹائیگر بلیک ہول کی ڈپٹی چیف ہیں۔ ان کا حکم میرا حکم ہے۔ ان کے ہر حکم کی حرف بہ حرف تعمیل ہونی چاہئے''...... کرنل شالاک نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے باس''...... وکی نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا پھر اسی



لمحے اس کے سیل فون کی بیل بجنے لگی۔

''یس وکی اسپیکنگ''...... وکی نے کال رسیو کرنے کے بعد سیل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں سوران بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''یس سوران۔ کیا رپورٹ ہے''...... وکی نے پوچھا۔

''سر۔ وہ سیاہ فام ریڈ کالونی کی کوٹھی نمبر بائیس میں گیا ہے۔ ریڈ کالونی میں زیادہ تر سیاہ فام افراد ہی رہتے ہیں''...... دوسری طرف سے سوران کی آواز سنائی دی۔

''اسے اپنے تعاقب کا شک تو نہیں ہوا''...... وکی نے اس مرتبہ سخت لہجے میں پوچھا۔

''نو سر۔ میں اس کام کا ایکسپرٹ ہوں''...... دوسری طرف سے سوران نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ تم کوٹھی پر نظر رکھو۔ ہم آ رہے ہیں۔ اگر ہمارے آنے سے پہلے وہ کالا آدمی کہیں اور جائے تو تم نے اس کا تعاقب کرنا ہے اور مجھے رپورٹ دینی ہے''...... وکی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو وکی نے کال منقطع کی اور پھر کرنل شالاک کی طرف دیکھا۔

''میرے ساتھ تمہارا یہ پہلا مشن ہے۔ جاؤ اور اپنی کارکردگی کے جوہر دکھاؤ''...... کرنل شالاک نے مادام ٹائیگر کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا۔

''باس۔ ان کا فوری طور پر خاتمہ کرنا ہے یا انہیں اغوا کر کے لانا ہے''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''یہ بلیک ٹائیگرز گروپ ہے۔ لیکن اس گروپ کے بارے میں ہم نہیں جانتے۔ جو لوگ اس کوٹھی میں موجود ہوں تم نے انہیں اغوا کرنا ہے۔ ہم ان سے گروپ کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کریں گے تاکہ اس پورے گروپ کا خاتمہ کیا جا سکے''...... کرنل شالاک نے کہا۔

''اوکے سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... مادام ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''وکی۔ تم نے ان سیاہ فام افراد کو پوائنٹ ون پر لے جانا ہے۔ مادام ٹائیگر ان سے معلومات حاصل کر لیں گی''...... کرنل شالاک نے وکی کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ آیئے مادام''...... وکی نے پہلے کرنل شالاک سے اور پھر مادام ٹائیگر سے کہا۔ پھر دونوں نے کرنل شالاک کو سلام کیا اور اس کے بعد وہ کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ انہیں گئے تقریباً نصف گھنٹہ گزرا تھا کہ کرنل شالاک کے سیل فون کی بیل بجنے لگی۔

''یس۔ کرنل شالاک اسپیکنگ''...... اس نے کال رسیو کا بٹن پریس کیا اور سیٹ کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''باس۔ میں مادام ٹائیگر بول رہی ہوں''...... دوسری طرف



سے مادام ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... کرنل شالاک نے اپنے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ اس کوٹھی میں تین سیاہ فام افراد موجود تھے۔ ہم نے عقبی گلی سے اس کوٹھی میں بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول فائر کئے جس سے یہ تینوں بے ہوش ہو گئے۔ اب ہم انہیں وین میں ڈال کر پوائنٹ ون کی طرف جا رہے ہیں''...... مادام ٹائیگر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ تمہاری پہلی کارروائی کامیاب رہی ہے''۔ کرنل شالاک نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''باس۔ یہ سب آپ کی تربیت کا نتیجہ ہے''...... مادام ٹائیگر نے خوشامدی لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ پوائنٹ ون پر پہنچ کر ان سے معلومات حاصل کرو اور ان معلومات کی روشنی میں اس سارے گروپ کا خاتمہ کر دو''۔ کرنل شالاک نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے مادام ٹائیگر نے کہا تو کرنل شالاک نے کال منقطع کر دی۔

''بلیک ٹائیگرز کا خاتمہ ہو جائے گا۔ نجانے یہ کون لوگ ہیں۔ ان کے بعد عمران اور اس کے ساتھی رہ جائیں گے اور وہ لوگ کافی ہوشیار اور چالاک ہیں''...... کرنل شالاک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ اب کیا کریں۔ کرنل شالاک اور اس کے ساتھی تو کسی بل میں چھپ گئے ہیں“...... صفدر نے کہا۔

اس وقت وہ مرڈان کالونی کی کوٹھی نمبر پچیس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ گارڈن کالونی والی کوٹھی چونکہ بلیک ہول کی نظروں میں آ چکی تھی اس لئے انہوں نے وہ کوٹھی چھوڑ دی تھی۔ انہوں نے نیو ورلڈ ٹریڈرز کے آفس پر ریڈ کیا تھا لیکن وہاں سے انہیں کچھ بھی دستیاب نہیں ہوا۔ آفس کی حالت بتا رہی تھی کہ اسے خالی کر دیا گیا ہے اس لئے وہ واپس اپنی نئی رہائش گاہ پر آ گئے تھے۔

”انہیں بل سے نکالنے کا ایک ہی طریقہ ہے“...... عمران نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیا“...... جولیا نے پوچھا۔

”کرنل شالاک اور اس کے ساتھی مجھے جانتے ہیں۔ میں اپنے اصل حلیئے میں سڑکوں کی خاک چھانوں۔ ان کے کسی نہ کسی آدمی



کی مجھ پر نظر پڑ ہی جائے گی اور وہ مجھ پر حملہ کرنے یا مجھے اغوا کرنے کی کوشش کریں گے“...... عمران نے کہا۔

”لیکن یہ یورپ ہے۔ یہاں سڑکوں پر خاک نہیں ہوتی تم چھانو گے کیسے“...... تنویر نے کہا تو عمران سمیت سبھی ہنس پڑے۔

”تم نے عمران صاحب کو لاجواب کر دیا ہے“...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ میری بھی ایک تجویز ہے“...... صفدر نے کہا تو سب نے اس کی طرف دیکھا۔

”تمہاری کیا تجویز ہے“...... جولیا نے پوچھا۔

”عمران صاحب نے بتایا ہے کہ یہاں کھچڑی پکی ہوئی ہے۔ کوئی پتا نہیں چلتا کہ مسلمان کون ہے، عیسائی کون اور یہودی کون۔ لاتعداد یہودی یہاں مسلمان اور عیسائی بن کر رہ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سلوانی گورنمنٹ بے شمار مسائل کا شکار ہو گئی ہے۔ سلوانیہ کے اہم اداروں میں اہم سیٹوں پر یہودی موجود ہوں گے۔ مسلمان یا عیسائی بن کر۔ اگر ہم اداروں کے افراد کو ٹٹولیں تو ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ کون مسلمان ہے اور کون نہیں ہے۔ کیونکہ جھوٹ اور سچ کو پرکھنے کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں صلاحیت دی ہوئی ہے“...... صفدر نے اپنی تجویز بتاتے ہوئے کہا۔

”تجویز تمہاری معقول ہے لیکن اس پر عمل کرنا مشکل ہے۔ کیونکہ سلوانیہ میں درجنوں ادارے تو ہوں گے اور ہر ادارے میں

سینکڑوں افراد ہوں گے۔ اب ہم ان سب کو چیک کرنے لگیں تو ہمیں چیکنگ میں کئی ہفتے بلکہ کئی مہینے لگ سکتے ہیں۔ ہم کہاں مہینوں ایک کام کر سکتے ہیں اور دیکھنا اگر آج کل میں کوئی پیشرفت نہ ہوئی تو تنویر بوریت کا شکار ہو جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ عمران ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ہم کسی طویل مدت کے منصوبے پر کام نہیں کر سکتے''...... تنویر نے کہا۔

''آپ لوگوں کی بات بھی درست ہے۔ واقعی اس طرح ہفتے، مہینے لگ سکتے ہیں۔ پھر تو عمران صاحب آپ نے جو طریقہ سوچا وہی ٹھیک ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ایک صورت میں تمہاری تجویز پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے''۔ عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

''کس صورت میں''...... جولیا نے پوچھا۔

''میں تم چاروں کو اتھارٹی دلاؤں۔ تم چاروں الگ الگ مختلف اداروں کا وزٹ کرو جبکہ میں ویسے ہی سڑکوں کی خاک چھانتا پھروں لیکن نہیں یہاں سڑکوں پر خاک تو نہیں ہوتی۔ پھر میں سڑکوں پر کیا کروں گا''...... عمران نے فقرے کے آخر میں پریشان لہجے میں کہا اور تنویر کی طرف دیکھا۔

''تم اپنے پرانے کام پر لوٹ آؤ۔ یعنی آوارہ گردی۔ تم سڑکوں پر آوارہ گردی کرتے رہنا''...... تنویر نے کہا۔

''لگتا ہے کہ آج تنویر نے کوئی خاص چیز کھا لی ہے۔ کیونکہ یہ



عمران صاحب پر تابڑ توڑ حملے کئے جا رہا ہے''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور جب اس پر ایک بھی حملہ ہوا تو اس نے ناک آؤٹ ہو جانا ہے''...... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب ایسی بات بھی نہیں ہے۔ تم اتنے بڑے فنکار بھی نہیں ہو''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''عمران صاحب۔ پھر آپ اتھارٹی لیٹر حاصل کریں۔ ہم لوگوں کو جتنی بھی دیر ہو گی۔ سلوانی مسلمانوں کو اتنا زیادہ نقصان پہنچے گا''...... صفدر نے باتوں میں مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر عمران کی زبان چل پڑی تو پھر اسے بریک لگانا مشکل ہو جائے گا۔

''او کے۔ تم کہتے ہو تو میں اتھارٹی لیٹر منگواتا ہوں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ پھر اس نے جیب سے اپنا سیل فون نکالا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔

''ہارون اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے کال رسیو ہونے کے بعد ہارون کی آواز سنائی دی۔

''پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ پرنس آپ۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں''۔ دوسری طرف سے ہارون کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''میں اپنے منہ سے بول رہا ہوں۔ کیا آپ کسی اور ذریعے

سے بولتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''میرا مطلب ہے پرنس کہ آپ اس وقت کہاں موجود ہیں''۔ ہارون کی آواز سنائی دی۔

''ہم تو آپ کے شہر میں موجود ہیں ایک مدت سے۔ آپ کو خ ہی نہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پرنس۔ آپ اپنا ایڈریس بتائیں۔ میں ابھی پہنچ رہا ہوں'' دوسری طرف سے ہارون نے کہا تو عمران نے اسے ایڈریس دیا۔ پھر رسمی کلمات کے بعد دوسری طرف سے کال کاٹ دی گئی۔

''خاور۔ تم گیٹ پر جاؤ۔ یہ ہارون آئے تو اسے اندر بھیج د اور یہ بھی چیک کرنا کہ کوئی اس کے پیچھے تو نہیں آیا''...... عمرا نے خاور کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

''جی بہت بہتر عمران صاحب''...... خاور نے کہا اور پھر وہ ا کھڑا ہوا اور دروازے سے باہر چلا گیا۔

''تمہیں خدشہ ہے کہ کوئی اس کے تعاقب میں آ سکتا ہے'' جولیا نے عمران سے پوچھا۔

''یہ ہارون ایک اہم پوسٹ پر ہے اس لئے ممکن ہے کہ اس نگرانی کی جا رہی ہو''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں ہلایا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ہارو کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی سب کو سلام کیا اور پھر وہ ان سے مصافحہ کرنے لگا۔ جولیا سے مصا



کرنے سے اس نے گریز کیا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے اپنے آنے کی اطلاع بھی نہیں دی''...... ہارون نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کا شکوہ اپنی جگہ درست ہے لیکن ہم لوگ اپنے انداز میں کام کرتے ہیں اور کام میں کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتے۔ اس لئے ہم نے اپنے آنے کی اطلاع آپ کو نہیں دی''۔ عمران نے صاف بات کرتے ہوئے کہا۔

''جناب۔ ہم آپ کے کام میں مداخلت کرنا بھی نہیں چاہتے۔ بہرحال ہمارے لئے کوئی حکم ہے تو فرمائیں''...... ہارون نے کہا۔

''ہارون صاحب۔ ہم آپ کے چند اہم محکموں کے افراد کو چیک کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ہمیں اسپیشل لیٹر جاری کرا دیں کہ آپ کے محکمے ہم سے مکمل تعاون کریں۔ ہم جس سے جو چاہے سوال کریں ہمیں اپنے سوال کا جواب ملنا چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''کیا آپ مقامی میک اپ میں یہ کام کریں گے''...... ہارون نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ میرے یہ ساتھی مقامی میک اپ میں ہی رہیں گے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میں جناب صدر سے اسپیشل کارڈز جاری کرا دیتا ہوں۔ ان کارڈز کی بدولت آپ خصوصی اختیارات کے مالک ہوں گے۔ کوئی بھی اعلیٰ سے اعلیٰ افسر آپ سے تعاون کرنے کا پابند ہو

گا''...... ہارون نے کہا۔

''تھینک یو''...... عمران نے کہا تو ہارون اس سے اجازت لے کر چلا گیا۔ اس کی واپسی تقریباً ایک گھنٹے بعد ہوئی۔ اس نے پانچ کارڈ عمران کے حوالے کئے اور ایک مرتبہ پھر ان سے اجازت لے کر چلا گیا۔ عمران نے ان چاروں کو مختلف محکمے ذمے لگا دیئے اور پھر وہ خود کار میں بیٹھ کر سڑک پر آ گیا۔ اس نے اپنا میک اپ پہلے ہی ختم کر دیا تھا۔ اب وہ اپنی اصل شکل میں تھا۔ اسے سڑک پر کار دوڑاتے ہوئے تقریباً نصف گھنٹہ گزرا تھا کہ اس کی نظر ایک ہوٹل پر پڑی۔ اسے چائے کی طلب محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے اس ہوٹل میں چائے پینے کا ارادہ کیا اور کار ہوٹل کی پارکنگ میں لے آیا۔ پارکنگ میں داخل ہونے سے پہلے اس نے ہوٹل کے سائن بورڈ پر نظر ڈالی تھی۔ ہوٹل کا نام سن لائٹ تھا۔

''یس سر''...... جیسے ہی عمران ہوٹل کے ہال میں داخل ہو کر ایک ٹیبل پر بیٹھا فوراً ایک ویٹر اس کے قریب آ کر بولا۔

''چھری کے نیچے دم تو لو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''جی سر''...... ویٹر کو عمران کی بات سمجھ نہ آئی تو اس نے حیران ہو کر پوچھا۔

''اچھا اگر تم چھری کے نیچے دم نہیں لیتے تو پھر مجھے چھری کے نیچے دم لینے دو''...... عمران نے بدستور منہ بنا کر کہا۔

''سر۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ مجھے آپ کی بات سمجھ نہیں آ



رہی''...... ویٹر نے پریشان لہجے میں کہا۔

''اچھا ہی ہے کہ تمہیں میری بات سمجھ نہیں آ رہی۔ اگر تمہیں میری بات سمجھ آ جائے تو پھر نجانے کیا ہو''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ شاید آپ ابھی آرڈر نہیں دینا چاہتے۔ اوکے۔ میں کچھ دیر بعد حاضر ہو جاؤں گا''...... ویٹر نے اس مرتبہ جان چھڑانے والے انداز میں کہا اور پھر وہ دوسری ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں ابھی ایک جوڑا آ کر بیٹھا تھا۔ ویٹر کے جانے کے بعد عمران نے معصوم سی صورت بنا لی اور پھر وہ طوطے کی طرح آنکھیں مٹکا مٹکا کر اردگرد کا جائزہ لینے لگا۔ چونکہ یہ کھانے کا وقت نہیں تھا اس لئے ہال میں بہت کم لوگ موجود تھے۔ ہال کا جائزہ لینے کے بعد عمران دھیمی آواز میں سیٹی بجانے لگا اور اپنے موجودہ مشن کے بارے میں سوچنے لگا۔ سلوانیہ میں یہودی ایجنسیوں اور گروپس نے یلغار کی ہوئی تھی۔ یہودی یہاں بیس فیصد تھے۔ بیس فیصد کی اقلیت ہو کر وہ ساٹھ فیصد کی اکثریت کو ختم کرنے کے درپے تھے۔ تمام طاغوتی طاقتیں یہودیوں کی مدد کر رہی تھیں۔ خاص طور پر ایکریمیا اور یورپی ممالک اسرائیل کی بھرپور مدد کر رہے تھے۔ نائس لینڈ جو کہ سلوانیہ کا ہمسایہ ملک تھا وہ اسرائیل کی بڑھ چڑھ کر مدد کر رہا تھا اور یہ سب مسلم دشمنی کی بناء پر تھا۔ یہودی پورے سلوانیہ میں پھیل کر اپنی کارروائیاں کر رہے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی بیک وقت ان سب کے خلاف کام نہیں کر سکتے تھے۔ کرنل شالاک ایک ایسا

آدمی تھا جو تمام اسرائیلی ایجنٹوں کے بارے میں جانتا تھا۔ وہ کرنل شالاک سے معلومات حاصل کر کے سلوانی پولیس اور دیگر اداروں سے بیک وقت ان ایجنٹوں کے خلاف کارروائی کرا سکتا تھا۔ سلوانیہ میں موجود تمام یہودی ایجنٹوں کا خاتمہ ہوتا تو اسرائیل اپنی اس سازش میں ناکام ہو سکتا تھا ورنہ اس نے اپنی کارروائیاں جاری رکھنی تھیں۔ عمران کچھ دیر تک تو انہی سوچوں میں ڈوبا رہا پھر وہ چونکا اور اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ اس کی نظر ویٹر پر پڑی تو اس نے اشارے سے ویٹر کو اپنے قریب بلایا۔ یہ وہی ویٹر تھا جو پہلے اس سے آرڈر لینے آیا تھا۔

''یس سر''...... ویٹر نے اس کے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اب میں نے چھری کے نیچے دم لے لیا ہے۔ لہٰذا اب چائے لے آؤ''...... عمران نے احمقانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... ویٹر نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ مڑ گیا۔ دو منٹ بعد اسے چائے سرو کر دی گئی۔ ابھی اس نے چائے کے تین چار گھونٹ ہی لئے تھے کہ اسے یوں محسوس ہوا جیسے ٹیبل ہل رہی ہو۔

''کیا زلزلہ آ رہا ہے''...... عمران نے سوچا لیکن اسی لمحے ٹیبل نے گھومنا شروع کر دیا۔ گھومتے گھومتے ٹیبل اور ہال یکدم اوپر اٹھنے لگا۔ فوراً ہی عمران کے ذہن میں خیال ابھرا کہ ٹیبل اور ہال گردش



میں نہیں ہیں بلکہ اس کا دماغ گردش میں ہے۔ اس نے سنبھلنے کی کوشش تو کی لیکن اگلے ہی لمحے اس کا سر ٹیبل سے جا ٹکرایا اور اس کا دماغ اندھیروں میں گم ہو گیا۔

''سر۔ کیا ہو گیا آپ کو''...... ویٹر فوراً ہی اس کی طرف دوڑا۔ ہال میں بیٹھے ہوئے افراد نے بھی چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''مادام۔ ڈاکٹر صاحب کو بلائیں۔ سر کو نجانے کیا ہو گیا ہے''...... ویٹر نے تیز لہجے میں کاؤنٹر گرل سے کہا تو اس نے فوراً ہی انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور انٹرکام پر کسی سے بات کر کے رسیور رکھ دیا۔ نصف منٹ بعد ہی گیلری سے ایک ڈاکٹر نمودار ہوا اور تیز تیز چلتا ہوا عمران کی ٹیبل تک پہنچ گیا اور عمران کا معائنہ کرنے لگا۔

''انہیں ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ انہیں فوراً ہاسپٹل لے جانا ہو گا۔ انہیں اٹھاؤ اور ہوٹل کی ایمبولینس میں لے چلو''...... ڈاکٹر نے بلند آواز میں کہا تو دو ویٹرز آگے بڑھے اور انہوں نے عمران کو اٹھایا اور ہال سے باہر نکلتے چلے گئے۔

’’السلام علیکم‘‘...... جولیا نے وزارت داخلہ کے سیکرٹری کے آفس میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

’’وعلیکم السلام‘‘...... ہوم سیکرٹری نے سلام کا جواب دیا اور کھڑے ہو کر جولیا کا استقبال کیا۔

’’تشریف رکھیئے مادام‘‘......سیکرٹری داخلہ نے اپنے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

’’مس زویا‘‘...... جولیا نے اپنا فرضی نام بتاتے ہوئے کہا۔

’’جی فرمایئے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں‘‘۔ سیکرٹری داخلہ نے خوش اخلاقی سے کہا۔

’’پہلے تو آپ یہ کارڈ دیکھ لیجئے۔ اس کے بعد بات ہو گی‘‘۔ جولیا نے کہا اور پھر اس نے اپنے ہینڈ بیگ میں سے ہارون کا دیا ہوا کارڈ نکال کر سیکرٹری داخلہ کی طرف بڑھایا۔ اس نے کارڈ لے کر صرف ایک نظر دیکھا اور پھر کارڈ واپس کر دیا۔



’’اب تو آپ کے حکم کی تعمیل ہمارا فرض ہے۔ فرمایئے‘‘۔ سیکرٹری داخلہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’میں آپ کے سٹاف کے ساتھ ایک مختصر سی میٹنگ کرنا چاہتی ہوں‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’او کے۔ میں تمام سٹاف کو میٹنگ ہال میں پہنچنے کی ہدایت کرتا ہوں‘‘......سیکرٹری داخلہ نے کہا۔ پھر اس نے انٹرکام رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

’’تمام سٹاف کر ہدایت کر دیں کہ وہ فوراً میٹنگ ہال میں پہنچ جائیں‘‘......سیکرٹری داخلہ نے اپنے پی اے کو ہدایت کی اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

’’آیئے مس زویا۔ تمام سٹاف ممبران میٹنگ ہال میں پہنچ چکے ہوں گے‘‘...... سیکرٹری داخلہ نے جولیا سے کہا اور پھر وہ دونوں میٹنگ ہال میں پہنچ گئے۔ میٹنگ ہال میں آٹھ افراد بیٹھے ہوئے تھے جن میں دو لڑکیاں اور چھ مرد تھے۔ ان دونوں کو دیکھ کر وہ سب احتراماً کرسیوں سے کھڑے ہو گئے۔ سیکرٹری داخلہ نے جولیا کو اپنے ساتھ والی کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا اور جب جولیا کرسی پر بیٹھ چکی تو سیکرٹری داخلہ بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد باقی افراد بھی اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

’’یہ مس زویا ہیں۔ اسپیشل آفیسر فرام پریذیڈنٹ۔ آپ ایس او

پی کے اختیارات کے بارے میں جانتے ہی ہوں گے۔ لہٰذا ہم سب نے ان کے احکامات کی تعمیل کرنی ہے''...... سیکرٹری داخلہ نے کہا۔

''میں احکامات دینے نہیں آئی میں صرف چند باتیں کرنے آئی ہوں لیکن ان باتوں سے پہلے آپ کا مجھ سے تعارف ہو جائے تو بہتر ہے''...... جولیا نے کہا تو ان آٹھ افراد نے اپنا اپنا نام بتایا۔

''تھینک یو۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارا ملک ابھی وجود میں آیا ہے''...... جولیا نے کہنا شروع کیا اس کی نظریں ان آٹھوں پر تھیں لیکن وہ یہ محسوس نہیں ہونے دے رہی تھی کہ وہ گہری نظروں سے انہیں دیکھ رہی ہے۔ اس کا انداز بالکل عام سا تھا۔

''نئی مملکت کو بہت سے مسائل کا سامنا ہوتا ہے لیکن ہمارے ملک کو کچھ زیادہ ہی مسئلے درپیش ہیں۔ دراصل ہماری صفوں میں یہودی گھسے ہوئے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں۔ وہ ہمارے بن کر ہمارا گلا کاٹ رہے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو بالکل ختم کر دینا چاہتے ہیں تاکہ سلوانیہ کو یہودی اسٹیٹ بنا دیں۔ ہمارے یہ دشمن چونکہ ہمارے اپنے بنے ہوئے ہیں اس لئے ہم انہیں آسانی سے پہچان بھی نہیں سکتے۔ بس آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھیں۔ اپنے اردگرد گہری نظر رکھیں اور کسی کو مشکوک پائیں تو اس کے بارے میں ہمیں اطلاع دیں تاکہ ہم ملک و قوم کے دشمنوں کا قلع قمع کر



آپ سے یہی بات کہنی تھی''...... جولیا نے اتنا کہا اور پھر خاموش ہو گئی۔ جولیا کے خاموش ہونے پر سیکرٹری داخلہ نے بھی مختصر سا خطاب کیا اور پھر میٹنگ کا اختتام کر دیا گیا۔ جولیا سیکرٹری داخلہ کو اللہ حافظ کہتی ہوئی آفس بلڈنگ سے باہر آ گئی۔ اس نے کار ایک ایسی جگہ کھڑی کی جہاں سے وہ اس بلڈنگ کے مین گیٹ پر نظر رکھ سکتی تھی۔ اس آفس میں آنے کا اس کا مقصد پورا ہو چکا تھا۔ آفس کی ایک اہلکار شازمین کے چہرے کے تاثرات دوسرے تمام سٹاف ممبران سے مختلف تھے۔ گو کہ وہ نارمل ہی دکھائی دے رہی تھی لیکن جولیا نے اس کی آنکھیں اور چہرہ پڑھ لیا تھا۔ اب جولیا نے اس کے تعاقب کا فیصلہ کیا تھا۔ آفس ٹائمنگ ختم ہونے میں ایک گھنٹہ باقی تھا۔ اس وقت کو گزرنے کے لئے اس نے اخبار خرید لیا تھا۔ وہ اخبار بھی پڑھ رہی تھی اور اس کی نظریں ہوم آفیسر کے مین گیٹ پر تھیں۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد مین گیٹ سے کاریں باہر آنے لگیں۔ جولیا نے اخبار ایک طرف رکھ دیا۔ جلد ہی اسے شازمین نظر آ گئی۔ وہ ایک کار میں تھی اور کار گیٹ سے باہر آ کر جولیا کی مخالف سمت بڑھ گئی تھی۔ جولیا نہایت ہی احتیاط سے اس کا تعاقب کرنے لگی۔ اس تعاقب کا اختتام پرنس پلازہ پر ہوا۔ شازمین نے اپنی کار پرنس پلازہ کی پارکنگ میں کھڑی کی اور پھر وہ لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔ جب جولیا کی کار پارکنگ میں پہنچی تو شازمین غائب ہو چکی تھی۔ جولیا کار سے نیچے اتر کر گیٹ کے قریب کھڑے

سیکورٹی گارڈ کی طرف بڑھی۔ جب وہ سیکورٹی گارڈ کے قریب پہنچی تو سیکورٹی گارڈ نے اسے سلام کیا۔

''یہ شازمین آج مجھے چار پانچ سالوں کے بعد یہاں نظر آئی ہے۔ یہ کس فلیٹ میں رہتی ہے''...... جولیا نے سیکورٹی گارڈ سے پوچھا۔

''وہ مس جو ابھی آپ سے پہلے کار سے اتری ہیں''...... سیکورٹی گارڈ نے پوچھا۔

''ہاں ہاں۔ وہی۔ اس کا نام شازمین ہے۔ وہ میری کلاس فیلو ہے''...... جولیا نے کہا۔

''مس وہ سی گیارہ میں رہتی ہیں''...... سیکورٹی گارڈ نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تھینک یو''...... جولیا نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ لفٹ کی طرف بڑھی۔ سی گیارہ تک پہنچنے میں اسے زیادہ وقت نہیں لگا۔ اس نے دروازے پر دستک دی تو چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور شازمین کی صورت دکھائی دی۔ جولیا کو دروازے پر دیکھ کر وہ حیران ہو گئی۔

''اوہ مس زویا آپ۔ میرے فلیٹ پر''...... اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اندر آنے کے لئے نہیں کہو گی''...... جولیا نے بڑے پیارے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔



''سوری۔ آیئے''...... شازمین نے کہا اور اس نے جولیا کے لئے راستہ چھوڑا۔ جولیا فلیٹ میں داخل ہوئی اور شازمین اسے ساتھ لے کر ڈرائنگ روم میں آ گئی۔

''ماشاء اللہ۔ تم تو بہت باذوق لڑکی ہو۔ ڈرائنگ روم بہت خوبصورت انداز میں سجایا ہے''...... جولیا نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ ڈرائنگ روم کا جائزہ لے رہی تھی۔ اسے اندازہ ہو گیا کہ اس فلیٹ کے کمرے ساؤنڈ پروف ہیں۔

''شکریہ مس زویا۔ لیکن آپ یہ بتایئے کہ آپ نے یہاں تک آنے کی زحمت کیسے گوارہ کی اور آپ کو میرا ایڈریس کہاں سے معلوم ہوا''...... شازمین نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہارا ایڈریس تو مجھے آفس سے مل جاتا لیکن میں نے آفس سے نہیں لیا بلکہ تمہارا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک پہنچی ہوں''۔ جولیا نے کہا۔

''میرا تعاقب۔ لیکن آپ نے میرا تعاقب کیوں کیا ہے''۔ شازمین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے تمہارے آفس میں کہا تھا کہ ہمارے درمیان کچھ یہودی مسلمان بن کر رہ رہے ہیں۔ مسلمانوں سے تو ان کو شدید نفرت ہے اس لئے مسلمانوں کے روپ میں رہنا بھی انہیں گوارہ نہیں لیکن یہاں انہوں نے ایک گھناؤنا مقصد حاصل کرنا ہے۔ اس لئے وہ مسلمان بن کر رہ رہے ہیں''...... جولیا نے اس کی طرف غور

سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ان باتوں کا مجھ سے کیا تعلق ہے۔ آپ یہ باتیں مجھ سے کیوں کر رہی ہیں"...... شازمین نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا۔

"مجھے تم پر شک نہیں بلکہ یقین ہے کہ تم یہودی ہو اور عام یہودی بھی نہیں ہو بلکہ یہودی ایجنٹ ہو"...... جولیا نے بھی سخت لہجے میں کہا۔

"بکواس کرتی ہو تم"...... شازمین نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اچھل کر جولیا کے پیٹ پر لات مار دی۔ جولیا کو اس سے ایسی امید نہیں تھی۔ اس لئے جولیا پیٹ میں ٹھوکر کھا کر اچھلی اور صوفے پر جا گری۔ ابھی وہ گری ہی تھی کہ کمرے میں زور دار دھماکا ہوا اور کمرے میں بارود کی بو پھیل گئی۔ شازمین نے اپنی جیب سے ریوالور نکال کر جولیا پر فائر کر دیا تھا۔ جولیا چکنی مچھلی کی طرح صوفے سے کھسک کر نیچے گر گئی۔ شازمین نے اس پر ایک اور فائر کر دیا۔ اس مرتبہ جولیا فٹ بال کی طرح اوپر اچھلی اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے پاؤں کو اپنے ایک مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو اس کا جوتا اس کے پاؤں سے نکل کر شازمین کی طرف بڑھا۔ شازمین نے اس سے بچنے کی کوشش بھی کی لیکن جوتا اس قدر تیزی سے اس کی جانب آیا تھا کہ اسے بچنے کا موقع ہی نہ ملا۔ جوتا اس کے ناک سے آ ٹکرایا تو وہ یکدم بوکھلا گئی۔

جولیا کے پیر ایک لمحے سے بھی کم وقت کے لئے فرش پر لگے



اور وہ ایک مرتبہ پھر کسی کھلتے ہوئے اسپرنگ کی طرح اچھلی اور شازمین پر جا گری۔ گرتے ہی اس نے شازمین کا وہ ہاتھ پکڑ لیا جس میں ریوالور تھا۔ جولیا نے شازمین کے سر پر ایک ٹکر رسید کر دی۔ اس کا سر فرش سے ٹکرایا تو اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ جولیا اندازہ کر چکی تھی کہ شازمین فائٹر ہے اس لئے وہ شازمین کو سنبھلنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔ جیسے ہی شازمین کے منہ سے چیخ نکلی جولیا نے اس کی پسلیوں میں مکا رسید کر دیا۔ اس کے منہ سے ایک اور چیخ بلند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی اس نے کروٹ بدلی۔ کروٹ بدلنے کے ساتھ ہی اس کی ایک ٹانگ بھی حرکت میں آئی اور اس کے پاؤں کی ٹھوکر جولیا کے سر کے پچھلے حصے پر پڑی۔ شازمین کے کروٹ بدلنے کی وجہ سے جولیا فرش پر گر رہی تھی۔ سر پر ٹھوکر کھا کر وہ اور زیادہ تیزی سے فرش سے ٹکرائی۔ شازمین کی ٹھوکر اور سر فرش سے ٹکرانے کی وجہ سے جولیا کی آنکھوں کے سامنے ستارے جھلملانے لگے اور بے اختیار اس کے منہ سے کراہ بھی نکل گئی لیکن اس نے اپنے حواس کو بحال رکھا اور فرش پر گرتے ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے دو تین کروٹیں لیں اور پھر یکدم اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اسی لمحے شازمین بھی کھڑی ہو گئی اور جولیا کو خونخوار نظروں سے دیکھنے لگی۔

"ایڈیٹ۔ یہاں آ کر تم نے زندگی کی سب سے بڑی حماقت کی ہے۔ ایسی حماقت جو تمہیں موت کے اندھیرے کنویں میں

ڈھکیل دے گی“...... شازمین نے بھوکی شیرنی کی مانند غراتے ہوئے کہا۔

”میں تو خود موت کی پیامبر ہوں شازمین۔ میں جہاں جاتی ہوں موت وہاں قہقہے لگاتی ہے، رقص کرتی ہے، تباہی اور بربادی پھیلا دیتی ہے۔ تم آئینے میں اپنی آنکھیں دیکھو۔ موت تمہاری آنکھوں سے تمہارے وجود میں اتر رہی ہے۔ بس چند لمحے رہ گئے ہیں۔ موت تمہاری زندگی کی ڈور کاٹنے والی ہے۔ تم موت کی کشتی میں سوار ہونے والی ہو شازمین۔ میں تمہیں موت کی کشتی میں سوار کرانے آئی ہوں“...... جولیا نے بھی خونی لہجے میں کہا۔

”بکواس بند کرو“...... شازمین نے چیختے ہوئے کہا۔

جولیا اچانک ہی اچھلی اور ہوا میں اڑتی ہوئی شازمین کی طرف آئی۔ شازمین فوراً ہی فرش پر بیٹھ گئی۔ اس کا خیال تھا کہ اس کے اس طرح بیٹھنے سے جولیا پیچھے جا گرے گی لیکن چونکہ جولیا کو اس سے اس قسم کی حرکت کی توقع تھی اس لئے وہ تیار تھی۔ جیسے ہی شازمین فرش پر بیٹھی جولیا کے جسم کو ہوا میں ہی بریک لگ گئی اور پھر اس کے دونوں پاؤں شازمین کے سر پر لگے۔ اس کے حلق سے ایک چیخ بلند ہوئی۔ اس کے جسم کو شدید جھٹکا لگا اور اس کا سر فرش سے ٹکرایا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے بھی ستارے سے جھلملانے لگے۔ اس نے اپنے سر کو جھٹکا دے کر اپنے حواس بحال رکھنے کی کوشش کی لیکن جولیا اس دوران اس کی کمر پر سوار ہوئی اور اس نے



شازمین کی گردن میں اپنا بازو ڈال دیا۔ اس کی گردن میں بازو ڈالتے ہی جولیا نے اس کی گردن کو ایک جھٹکا دیا تو اس کے منہ سے عجیب و غریب سی آوازیں نکلنے لگیں۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو جولیا نے اس کی گردن کو ایک اور جھٹکا دیا۔ اس کے منہ سے ایک بار پھر مختلف آوازیں نکلیں اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ پیچھے کر کے جولیا کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن جولیا نے اس کے سر پر ایک ٹکر رسید کر دی۔ وہ اپنے منہ کو جھٹکنے لگی تو جولیا نے اس کی گردن چھوڑ دی اور ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اس کی کنپٹی پر مکا رسید کر دیا۔ شازمین کے دماغ میں ایک دھماکہ سا ہوا اور اس کا دماغ تاریک ہونے لگا۔ کنپٹی پر ہونے والے دوسرے دھماکے نے اس کے دماغ کو مکمل طور پر اندھیرے میں دھکیل دیا۔ جیسے ہی اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہوئے جولیا اسے چھوڑ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے اردگرد نظریں دوڑائیں اور پھر وہ کھڑکی کے پردے کی طرف بڑھی۔ اس نے پردہ پھاڑ کر اسے بل دیا اور پھر شازمین کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے۔ اس کے بعد اس نے شازمین کو اٹھا کر ایک صوفے پر ڈال دیا اور پردے سے ہی اس کی ٹانگیں صوفے کے پائے سے باندھ دیں۔ اس کے بعد اس نے شازمین کا جائزہ لیا۔ اب وہ آسانی سے حرکت نہیں کر سکتی تھی۔ اس کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد جولیا نے شازمین کے منہ پر زور دار تھپڑ مارا۔ کمرے میں چٹاخ کی آواز گونجی۔ جولیا کی چاروں انگلیوں کے

نشان شازمین کے سرخ و سفید رخسار پر ثبت ہو گئے۔ شازمین کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ جولیا نے الٹے ہاتھ کا ایک اور تھپڑ اس کے دوسرے رخسار پر رسید کر دیا۔ شازمین کے جسم کو ایک اور جھٹکا لگا اور اس کے دوسرے رخسار پر بھی جولیا کی انگلیوں کے نشان ابھر آئے۔ اس کے ساتھ ہی شازمین کے منہ سے ایک چیخ بھی نکلی اور پھر وہ ہوش میں آ گئی۔ ہوش میں آتے ہی اس نے لاشعوری طور اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھی ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھر آئی اور جولیا کو گھورنے لگی۔

''اب تمہاری طبیعت کیسی ہے''...... جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

''مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ تمہاری طبیعت کچھ بہتر ہے۔ مزید بہتر کرنے کے لئے میں تمہارا علاج کرتی ہوں''...... جولیا نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر وہ ڈرائنگ روم سے نکل کر دوسرے کمرے کی طرف بڑھی۔ کچن سے اس نے ایک چھری اور واش روم سے اس نے فلش صاف کرنے والے تیزاب کی بوتل اٹھائی اور واپس ڈرائنگ روم میں آ گئی۔ شازمین خود کو آزاد کرانے کی کوشش میں مصروف تھی۔

''میرے پاس چھری بھی ہے اور تیزاب بھی۔ تیزاب گو کہ ہلکا ہے لیکن یہ بھی تمہارا کچھ نہ کچھ علاج کر سکتا ہے۔ اب تم اپنی



چوائس بتاؤ کہ تمہارا علاج چھری سے کروں یا تیزاب سے''۔ جولیا نے کہا۔

''تم کیا کرو گی''...... شازمین نے پوچھا۔

''اگر تم چھری کا علاج پسند کرو گی تو پھر میں تمہارے پاؤں کی انگلیوں سے ابتدا کروں گی۔ پاؤں کی انگلیاں اور پھر ہاتھوں کی انگلیاں، کان، ناک اس کے بعد باری باری دونوں آنکھیں تمہارے جسم سے جدا کر دوں گی اور آخر میں تمہاری شہ رگ کاٹ دوں گی اور اگر تم تیزاب پسند کرو گی تو پھر میں پہلے تمہارے پاؤں پر، پھر ہاتھ پر، پھر ایک آنکھ میں اور آخر میں منہ پر تیزاب ڈالوں گی۔ اس کے بعد میں تمہیں چھوڑ دوں گی۔ تمہیں موت نہیں آئے گی لیکن تمہارا یہ خوبصورت، حسین روپ اتنا بھیانک ہو جائے گا کہ بہادر سے بہادر مرد بھی تمہیں دیکھ کر خوفزدہ ہو جائے گا۔ تمہاری زندگی تمہارے لئے عذاب بن جائے گی اور آخر کار تمہیں خودکشی کرنی پڑے گی''...... جولیا نے ایسے انداز میں شازمین سے کہا جیسے وہ اس کی زندگی کی بہترین منصوبہ بندی سے اسے آگاہ کر رہی ہو۔

''لیکن کیوں۔ تم یہ کیوں کرنا چاہتی ہو''...... اس مرتبہ شازمین نے بدحواس لہجے میں کہا۔

''تم یہودی سلوانیہ کے معصوم اور بے گناہ لوگوں کا قتل عام کیوں کر رہے ہو''...... جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں تو یہودی نہیں ہوں''۔ شازمین

نے کہا تو جولیا کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ آ گئی اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزاب کی بوتل اٹھا کر اس کا ڈھکن کھولا۔

''چونکہ تم نے اپنی پسند کا علاج نہیں بتایا اس لئے اب میں اپنی مرضی سے تمہارا علاج کروں گی اور میرے خیال میں تیزاب کا علاج تمہارے لئے بہتر ہے''...... جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے دو تین قطرے شازمین کے پاؤں کے انگوٹھے پر گرائے۔ گو کہ یہ ہلکا تیزاب تھا لیکن اس ہلکے تیزاب نے بھی شازمین کا گوشت جلا دیا اور اس کے حلق سے چیخیں نکل گئیں۔

''ابھی سے مت چیخو۔ ابھی تو ایک انگوٹھے پر دو تین قطرے گرے ہیں۔ تمہارا اس وقت چیخنا اچھا لگے گا جب تمہارے چہرے اور آنکھ میں یہ تیزاب گرے گا''...... جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے بعد اس نے شازمین کے پاؤں کی انگلی پر بھی دو تین قطرے ڈال دیئے۔ بندھی ہونے کے باوجود شازمین بری طرح تڑپنے لگی اور اس کے حلق سے مسلسل چیخیں نکلنے لگیں۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک۔ رک جاؤ۔ تم۔ تم۔ تت۔ تو عورت ہو کر اتنی ظالم ہو''...... شازمین نے چیختے ہوئے کہا۔

''میرے سوالوں کے جواب دو گی''...... جولیا نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہاں''...... شازمین نے کہا اور اثبات کے انداز میں سر کو حرکت دینے لگی۔



''او کے۔ میں تیزاب کی بوتل بند کر رہی ہوں۔ تیزاب کی بو سے میرا سر بھی چکرا رہا ہے''...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے بوتل پر ڈھکن لگا دیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ مجھے شدید تکلیف ہو رہی ہے۔ میرے پاؤں پر کوئی مرہم لگاؤ''...... شازمین نے کراہتے ہوئے کہا تو جولیا نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔

''میرے پاس تمہارے درد کی کوئی دوا نہیں ہے اور نہ ہی تم میری فرینڈ ہو کہ میں بھاگتی ہوئی جاؤں اور تمہارے لئے دوا لے آؤں۔ تمہیں اپنی قوت ارادی سے یہ درد برداشت کرنا ہو گا اور اگر تم نے مزید شور شرابہ کیا تو میں تمہاری مزید انگلیاں جلا دوں گی''...... جولیا نے کرخت لہجے میں کہا۔

''میں نے اپنی پوری زندگی میں تم جیسی سنگدل اور ظالم عورت نہیں دیکھی''...... شازمین نے کہا۔

''ابھی تم نے میری سنگدلی اور ظلم دیکھا ہی کہاں ہے۔ میں تو تمہارے ساتھ وہ سلوک کروں گی کہ تمہاری روح بھی چیخنے لگے۔ بہرحال اب تم میرے سوالوں کے صحیح صحیح جواب دو اور ایک بات ذہن میں رکھنا کہ مجھے سچ اور جھوٹ کا پتا لگ جاتا ہے لہٰذا میرے سامنے جھوٹ مت بولنا''...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

''بولو۔ مجھے جو کچھ معلوم ہو گا میں بتاؤں گی''...... شازمین نے کہا۔

’’تم یہودی ہو نا‘‘...... جولیا نے سوالات کا آغاز کرتے ہو(ئے) کہا۔

’’ہاں۔ میں یہودی ہی ہوں‘‘...... شازمین نے اثبات انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

’’اس دفتر میں کتنے عرصے سے کام کر رہی ہو‘‘...... جولیا اس سے پوچھا۔

’’تین سال سے۔ چار سال پہلے میں گریٹ لینڈ میں رہتی تھی ان دنوں سلوانیہ میں آزادی کی تحریک چل رہی تھی۔ کئی ا(ور) یہودیوں کی طرح مجھے بھی حکم ملا کہ میں سلوانیہ شفٹ ہو جاؤں تا(کہ) سلوانیہ الگ ہو جائے تو ہمارے قدم یہاں جم چکے ہوں۔ گریٹ لینڈ میں جن کاغذات کے ساتھ آئی تھی ان میں میرا مذہب اسلام درج کیا گیا تھا اس لئے میں یہاں مسلمان کی حیثیت سے رہنے لگی۔ میں نے شہریت کی درخواست دی تو مجھے شہریت مل گئی اور پھر مجھے اس دفتر میں ملازمت بھی مل گئی‘‘...... شازمین نے جولیا کے سوال کا تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تین سالوں سے تم یہودیوں کے لئے جاسوسی کر رہی ہو‘‘۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’ہاں۔ اپنے ملک اور قوم کے لئے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔ ہم سلوانیہ کو اپنا ملک بنانا چاہتے ہیں اور ایک دن ایسا آئے گا کہ اسرائیل کی طرح سلوانیہ بھی یہودی ملک ہو گا‘‘...... شازمین نے



منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’تمہارا یہ خواب، خواب ہی رہے گا‘‘...... جولیا نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا تو شازمین کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

’’تمہارے اس منصوبے کا انچارج یہاں کرنل شالاک ہے اور اس کی قیادت میں یہاں درجنوں گروپس اور سیکرٹ ایجنٹ معصوم بچوں، بوڑھوں، جوانوں اور عورتوں کو قتل کرنے میں مصروف ہیں۔ اب تک ہزاروں افراد کو قتل کیا جا چکا ہے اور کچھ گروپس ایسے ہیں جو سلوانی گھرانوں کو جلا وطنی پر مجبور کر رہے ہیں اور ان کے مکان اور دیگر جائیدادیں اپنے یہودیوں کے نام کرا رہے ہیں‘‘...... جولیا نے کہا تو ایک لمحے کے لئے شازمین کی آنکھوں میں حیرت دکھائی دی پھر وہ نارمل ہو گئی۔

’’ہاں۔ ایسا ہو رہا ہے اور ایسا اس وقت تک ہوتا رہے گا جب تک کہ سلوانیہ میں مسلم اکثریت، اقلیت میں نہیں بدل جاتی اور یہودی اقلیت، اکثریت میں نہیں بدل جاتی‘‘...... شازمین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’یہ بھی تمہارا خواب ہے۔ ایک ایسا خواب جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو گا‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’تم اس خوش فہمی میں رہنا۔ ویسے بھی مسلم قوم خوش فہم قوم ہے‘‘...... شازمین نے کہا۔

’’یہ بتاؤ کہ کرنل شالاک کہاں ملے گا‘‘...... جولیا نے کہا۔

"وہ بہت ہی خفیہ رہتا ہے۔ اس کے چند قریبی ساتھی ہیں جو اس کے بارے میں جانتے ہیں۔ باقی کوئی بھی نہیں جانتا۔ صرف فون پر اس سے رابطہ ہوتا ہے"...... شازمین نے کہا۔

"اوکے۔ اگر تم حسین و جمیل لڑکی سے چڑیل بننا چاہتی ہو تو میں تمہاری حسرت پوری کر دیتی ہوں"...... جولیا نے منہ بنا کر کہا اور پھر اس نے تیزاب کی بوتل اٹھا لی۔

"اب میں تمہارے پاؤں یا ہاتھ پر تیزاب نہیں گراؤں گی بلکہ تمہاری آنکھ میں گراؤں گی"...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا اور پھر بوتل کا ڈھکن کھولنے لگی تو شازمین خوفزدہ ہو گئی۔

"مم۔ مم۔ میں۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔ بالکل سچ کہہ رہی ہوں"...... شازمین نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس کے بولنے کے انداز سے جولیا نے اندازہ کر لیا کہ وہ سچ بول رہی ہے۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ تمہیں اس کا ایڈریس معلوم نہ ہو"...... جولیا نے کرخت لہجے میں کہا۔

"پورے سلوانیہ میں سینکڑوں یہودی ایجنٹ ہیں۔ ان میں سے کبھی بھی کوئی گرفتار ہو سکتا ہے اور اگر اس سے کرنل شالاک کے بارے میں تم لوگوں کو معلومات مل جائیں تو اس سے یہودی کاز کو سخت نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے کرنل شالاک یہاں خفیہ رہتا ہے"...... شازمین نے کہا۔

"اس کے قریبی ساتھی کون ہیں"...... جولیا نے شازمین سے



ایک اور سوال پوچھا۔

"وکی اس کا اسسٹنٹ ہے۔ چند آدمی جن کا تعلق بلیک ہول سے ہے وہ کرنل شالاک کے ساتھ رہتے ہیں"...... شازمین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسرائیل میں اس پراجیکٹ کا انچارج کون ہے"...... جولیا نے کہا۔

"لارڈ مکاؤ صاحب بلیک ہول کے انتظامی انچارج ہیں۔ لارڈ صاحب صدر مملکت کے مشیر خاص ہیں۔ وہی اس پراجیکٹ کے انچارج بھی ہیں"...... شازمین نے جواب دیا۔

"کوئی ایسا آدمی جو کرنل شالاک کے ایڈریس سے واقف ہو"۔ جولیا نے شازمین کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتی"...... شازمین نے انکار کی صورت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اس سوال کے جواب پر تمہاری زندگی کا دارومدار ہے"۔ جولیا نے سخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے شازمین کا گرا ہوا ریوالور اٹھا لیا۔ اس کے چہرے کے تاثرات سے شازمین کو اندازہ ہو گیا کہ اب کیا ہونے والا ہے اس لئے اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"یقین جانو مجھے نہیں معلوم"...... شازمین نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ جولیا کو بھی اندازہ ہو چکا تھا کہ شازمین کو کچھ نہیں معلوم۔ اس

کا یہاں آنا بے کار ہی گیا تھا۔

''شازمین۔ تمہیں کچھ نہیں معلوم اس لئے تم میرے لئے بے کار ثابت ہوئی ہو اور بے کار چیزوں کو ٹھکانے لگا دینا بہتر ہوتا ہے''...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے ریوالور کا رخ شازمین کی طرف کر دیا۔

''مم۔ مم۔ میں نے۔ تت۔ تت۔ تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ تم۔ تم مجھے کیوں مار رہی ہو''...... اپنی موت کو اپنے اتنے قریب دیکھ کر شازمین کر سرخ و سفید چہرہ زرد پڑ گیا اور اس نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

''اب تک ہزاروں سلوانی مسلمان قتل ہو چکے ہیں۔ ان کا کیا قصور تھا''...... جولیا نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔

''مم۔ میں۔ میں نے۔ تت۔ تو۔ انہیں۔ قق۔ قتل نہیں کیا''......شازمین نے بدستور ہکلاتے ہوئے کہا۔

''تم ان کے قتل میں براہِ راست ملوث ہو۔ تم جاسوسی کرتی ہو اور تمہارے ساتھی تمہاری جاسوسی پر قتل کرتے ہیں''...... جولیا نے اس بار نفرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک زور دار دھماکا ہوا اور شازمین کی چیخ بلند ہوئی۔ گولی اس کے دل میں جا لگی تھی۔ وہ بندھی ہونے کے باوجود تڑپنے لگی۔ جولیا نے ریوالور اس کے تڑپتے ہوئے جسم پر پھینکا اور پھر وہ دروازے کی طرف مڑی لیکن ابھی وہ دروازے سے باہر نہیں نکلی تھی کہ ٹھٹک کر



رک گئی۔ اس کی سماعت سے رنگ ٹون کی آواز ٹکرائی تھی۔ یہ آواز شازمین کی طرف سے آ رہی تھی۔ وہ تیزی سے شازمین کی طرف بڑھی۔ اس نے شازمین کی جیکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر سیل فون نکال لیا۔

''یس۔ شازمین اسپیکنگ''...... جولیا نے کال رسیو کرنے کے بعد سیل فون کان سے لگایا اور شازمین کی آواز میں بولنے کی کوشش کی۔ بولنے کے بعد وہ کھانسنے بھی لگی۔

''کرنل شالاک اسپیکنگ۔ کیا ہوا ہے تمہاری آواز کو''۔ دوسری طرف سے ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔

''باس۔ فلو اور کھانسی ہو گئی ہے''...... جولیا نے دوبارہ کھانستے ہوئے کہا۔

''ایڈیٹ۔ علاج کراؤ اپنا۔ کل تک یہ فلو اور کھانسی نہیں ہونی چاہئے''...... کرنل شالاک نے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

''اوکے باس''...... جولیا نے ایسے انداز میں کہا جیسے وہ خوفزدہ ہو گئی ہو۔

''رٹنی کا آدمی تمہارے پاس آ رہا ہے۔ اس کے پاس چار مکانات کے پیپرز ہیں۔ تم نے اپنے ذرائع سے یہ مکانات نئے ناموں سے رجسٹرڈ کرانے ہیں''...... دوسری طرف سے کرنل شالاک نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوکے باس''...... جولیا نے مختصراً کہا اور اس کے بعد وہ ایک

بار پھر کھانسنے لگی۔

''نانسنس۔ اگر آئندہ تم میرے سامنے کھانسی تو میں تمہیں گولی مروا دوں گا۔ اب فلیٹ میں ہی رہنا۔ بیس منٹ بعد رٹنی کا آدمی تم تک پہنچ جائے گا''...... کرنل شالاک کی غصیلی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہوگئی۔ جولیا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ اس کا یہاں آنا بے کار نہیں گیا تھا۔ اس نے شازمین کا سیل فون جیب میں رکھ لیا تھا۔ پھر اس نے شازمین کی طرف دیکھا جو ساکت ہو چکی تھی۔ جولیا نے ایک بار پھر ریوالور اٹھا لیا اور پھر وہ سٹور میں آ گئی۔ اس نے سٹور کی تلاشی لی تو اسے رسی کا ایک چھوٹا سا بنڈل مل گیا۔ وہ رسی اٹھا کر واپس ڈرائنگ روم میں آ گئی اور رٹنی کے آدمی کا انتظار کرنے لگی۔ کرنل شالاک کی کال کو بیس اکیس منٹ گزرے تھے کہ کال بیل بج اٹھی۔ جولیا نے ریوالور سنبھالا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھی۔ بیرونی دروازے پر پہنچ کر اس نے دروازہ کھولا اور خود سائیڈ پر ہوگئی۔ دروازہ کھلتے ہی ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا، جولیا نے ریوالور کا دستہ اس کے سر کے عقبی حصے پر مارا۔ اس کے منہ سے ''اوغ'' کی آواز نکلی اور وہ فرش پر گرتا چلا گیا۔ جولیا نے دروازہ بند کیا اور پھر اس آدمی کو ٹانگ سے پکڑ کر گھسیٹتی ہوئی ڈرائنگ روم میں لے آئی۔ اس نے اس آدمی کے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھے اور اس کے بعد اس آدمی کے منہ پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ پانچویں چھٹے تھپڑ



پر اس کے جسم کو ایک جھٹکا لگا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں کھل گئیں لیکن ان آنکھوں میں ابھی شعور کی چمک نہیں تھی۔ اس کا شعور بیدار ہونے میں چند سیکنڈ لگے۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم کون ہو۔ شازمین کہاں ہے''...... شعور بیدار ہوتے ہی اس آدمی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''وہ رہی شازمین''...... جولیا نے مردہ شازمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو اس آدمی نے سر گھما کر اس طرف دیکھا۔ شازمین کو مردہ حالت میں دیکھ کر وہ ایک بار پھر چونکا۔

''تت۔ تت۔ تم نے اسے مار ڈالا''...... اس آدمی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اسے اذیت ناک موت مارا ہے اور اگر تم نے میرے ساتھ تعاون نہ کیا تو میں تمہیں بھی اذیتیں دے دے کر مار ڈالوں گی''...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

''کیسا تعاون''...... اس آدمی نے پوچھا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... جولیا نے اس سے پہلا سوال کیا۔

''لاسٹر۔ میرا نام لاسٹر ہے''...... اس نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''رٹنی کا ایڈریس بتاؤ''...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

''رٹنی۔ کون رٹنی۔ میں تو کسی رٹنی کو نہیں جانتا''...... لاسٹر نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''تم شازمین کے پاس کیوں آئے ہو''...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

''شازمین میری دوست تھی۔ ہم روز ملتے تھے۔ تم نے میری دوست کو قتل کر دیا''...... لاسٹر نے کہا۔ جولیا اس کی بات سن کر اس کے قریب آئی اور پھر اس نے لاسٹر کی جیبوں کی تلاشی لی۔ اسے لاسٹر کی ایک جیب سے لفافہ مل گیا۔ جولیا نے لفافہ کھول کر دیکھا۔ اس میں مکانات کے پیپرز تھے۔

''یہ کاغذات کیسے ہیں''...... جولیا نے پیپرز دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میرے چند دوستوں نے مکانات خریدے ہیں۔ یہ ان کے اگریمنٹ پیپرز ہیں۔ اب ان مکانات کو نئے ناموں سے رجسٹرڈ کرانا ہے''...... لاسٹر نے کہا۔

''یعنی تم نے مزید چار سلوانی گھرانوں کو جلا وطنی پر مجبور کر دیا ہے اور ان کے مکانات ہتھیا لئے ہیں''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ یہ تو''...... لاسٹر نے کچھ کہنا چاہا لیکن جولیا نے اس کی بات پوری نہیں ہونے دی۔ اس نے ریوالور کا دستہ لاسٹر کے منہ پر مار دیا۔ جس سے لاسٹر کے تین چار دانت ہل گئے۔ اس کے منہ سے چیخ اور خون بیک وقت نکل پڑے۔ جولیا نے ریوالور ایک طرف پھینکا اور چھری اٹھا لی۔ پھر جولیا کا ہاتھ گھوما اور لاسٹر کا کان



لٹ کر دور جا گرا۔ لاسٹر کے منہ سے ایک اور چیخ بلند ہوئی۔ جولیا کا ہاتھ رکا نہیں۔ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور اس بار لاسٹر کی اک آدھی سے زیادہ کٹ گئی۔ لاسٹر کی چیخوں سے کمرہ گونج رہا تھا یکن جولیا کا ہاتھ اب بھی نہیں رکا۔ اس کا ہاتھ گھوما اور چھری لاسٹر ی آنکھ کے نیچے والی ہڈی کو کاٹتی ہوئی آنکھ تک پہنچ گئی۔

''رو۔ رو۔ رک۔ رک۔ جج۔ جاؤ۔ بب۔ بب۔ بتاتا ہوں''...... لاسٹر نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

''باتیں مت بتاؤ۔ رٹنی کا ایڈریس بتاؤ''...... جولیا نے کرخت لہجے میں کہا۔

''لا۔ لا۔ ئٹ۔ کک۔ کالونی۔ ڈی۔ فائیو''...... لاسٹر نے بدستور چیختے ہوئے کہا۔ جیسے ہی اس کی بات مکمل ہوئی۔ جولیا نے چھری اس کی گردن میں گھونپ دی۔ لاسٹر کی کربناک چیخ بلند ہوئی لیکن جولیا نے اس کی چیخ پر کوئی توجہ نہ دی۔ اس کی چیخ مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ کمرے سے باہر نکل چکی تھی۔

عمران کے تاریک ذہن میں روشنی کا ایک جگنو چمکا اور پھر کچھ ہی دیر میں اس کا ذہن مکمل طور پر روشن ہو گیا اور گزرے ہوئے واقعات کسی فلم کے سین کی طرح اس کی نظروں کے سامنے سے گزر گئے۔

''ہونہہ۔ مجھے چائے میں بے ہوشی کی دوائی ملا کر دی گئی تھی''...... عمران نے سوچا۔ اس کے بعد اس نے اردگرد کا جائزہ لیا۔ وہ ایک چھوٹے سائز کے کمرے میں ایک کرسی پر رسی سے بندھا ہوا تھا۔ کمرے میں صرف ایک ہی دروازہ تھا باقی سپاٹ دیواریں تھیں۔ اردگرد کا جائزہ لینے کے بعد عمران نے ناخنوں میں فٹ مخصوص کیمیکل لگے بلیڈوں سے رسی اس حد تک کاٹ لی کہ اب وہ جس وقت چاہتا جھٹکا دے کر اسے توڑ سکتا تھا۔ اب وہ ان لوگوں کا انتظار کرنے لگا جو اسے بے ہوش کر کے لائے تھے۔ اسے انتظار کرتے ہوئے تقریباً دس منٹ ہوئے ہوں گے کہ کمرے کا



اکلوتا دروازہ کھلا اور کمرے میں چار افراد داخل ہوئے۔ ان میں سے دو افراد کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ تیسرے کے ہاتھ میں خاردار کوڑا تھا جبکہ چوتھا خالی ہاتھ تھا اور اس کی گردن اکڑی ہوئی تھی جس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ ان کا باس ہے۔

''پالے۔ یہ تو ہوش میں ہے۔ یہ انجکشن کے بغیر ہی ہوش میں کیسے آ گیا''...... خالی ہاتھ والے نے ہنٹر والے سے کہا۔

''اسے دس گھنٹوں سے پہلے خودبخود ہوش میں نہیں آنا چاہئے تھا۔ معلوم نہیں یہ کیسے ہوش میں آ گیا ہے''...... ہنٹر والے نے جس کا نام پالے تھا، حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ جیسے بھی ہوش آیا، سو آ گیا۔ ہمیں انجکشن لگانے کی ضرورت نہیں پڑی''...... باس نے کہا۔

''یس باس''...... پالے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ باقی دو خاموش ہی کھڑے تھے۔

''ہاں مسٹر عمران۔ تم بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے''...... باس نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ میں تو عمران نہیں ہوں''...... عمران نے کہا تو باس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

''اچھا۔ تو تم عمران نہیں ہو تو پھر کون ہو''...... باس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں عمران کا ہمزاد ہوں''...... جواب میں عمران نے بھی طنزیہ

لہجے میں کہا۔

''عمران۔ اچھی طرح سن اور سمجھ لو کہ میرے سامنے تمہاری مسخریاں نہیں چلیں گی''...... باس نے کہا۔

''پہلے تو تم اپنا تعارف کراؤ۔ باقی باتیں بعد میں کریں گے''۔ عمران نے اس سے کہا۔

''میرا نام رافیل ہے۔ میں سن لائٹ ہوٹل کا مینجر ہوں''۔ باس نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

''میں تو تمہیں نہیں جانتا۔ پھر تم نے مجھے کیوں اغوا کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ تم پاکیشیا کے سیکرٹ ایجنٹ ہو۔ سیکرٹ فیلڈ میں تم کافی شہرت رکھتے ہو۔ کہا جاتا ہے کہ تم کافی تیز، عیار اور خطرناک انسان ہو۔ لیکن دیکھو میں نے تمہیں کتنی آسانی سے اپنے شکنجے میں کس لیا ہے''...... رافیل نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''واقعی۔ تم مجھ سے زیادہ تیز، عیار اور خطرناک انسان ہو''۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔ میں ابھی تمہاری ساری اکڑ ختم کر دوں گا''...... رافیل نے غصے سے کہا۔

''میں نے مذاق نہیں اڑایا۔ بلکہ میں تو تمہاری تعریف کر رہا ہوں۔ بہرحال جس طرح تم نے مجھے بے ہوش کیا ہے اس طرح تو



تمہارے ہوٹل کی بدنامی ہو گی۔ تمہارا بزنس متاثر ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ہمارے ہوٹل کی تعریف ہو گی۔ ہم نے ایمرجنسی کے لئے ایک ایمبولینس خریدی ہوئی ہے۔ جب تم بے ہوش ہوئے تو ہمارے ڈاکٹر نے تمہارا معائنہ کیا اور ہال میں ہی اعلان کیا کہ تمہیں ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ لہٰذا تمہیں فوراً ہاسپٹل پہنچایا جائے۔ ہوٹل کے عملے نے تمہیں ایمبولینس میں ڈالا اور ایمبولینس تمہیں لے کر ہاسپٹل کی طرف روانہ ہو گئی۔ اب ہوٹل کی تعریف تو ہو گی نا، جہاں گاہکوں کو ڈاکٹر اور ایمبولینس کی سہولت مہیا کی جاتی ہے''۔ رافیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم نے مجھے بے ہوش کیوں کیا اور یہاں باندھنے کا کیا مقصد ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہمارے باس کرنل شالاک نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہمارے پاکیشیائی دشمن سلوانیہ آئے ہوئے ہیں لہٰذا ہم اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھیں اور جیسے ہی ہمیں کسی پر شک ہو کہ یہ پاکیشیائی ہو سکتا ہے ہم اسے اغوا کر لیں۔ دشمنوں میں سے صرف تمہارا نام، تمہارا قدوقامت، تمہاری عادتوں کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ تمہاری تصویر بھی سب کو دکھا دی گئی تھی اور جب تم ہمارے ہوٹل میں آ کر بیٹھے اور تم نے ویٹر سے عجیب و غریب باتیں کیں تو ویٹر نے تمہیں غور سے دیکھا اور پھر اس نے مجھے

رپورٹ دی۔ اس کی رپورٹ پر میں نے بھی تمہیں سکرین پر دیکھ اور جب مجھے یقین ہو گیا کہ تم عمران ہی ہو تو میں نے تمہیں اس طرح اغوا کرنے کا پلان بنایا کہ ہوٹل کی بدنامی بھی نہ ہو اور تم بھی ہاتھ سے نہ نکل سکو''...... رافیل نے کہا۔

''یعنی سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی بچ جائے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لیکن تم بہت مطمئن اور خوش ہو حالانکہ تم یہ خاردار کوڑا دیکھ رہے ہو۔ یہ تو انسان کے جسم کو قیمہ بنا دیتا ہے اور یہ گن بردار بھی تمہارے سر پر موجود ہیں''...... رافیل نے اس مرتبہ حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''میرے مطمئن ہونے کی وجہ کچھ دیر بعد تمہیں خودبخود سمجھ آ جائے گی۔ لیکن تم یہ بتاؤ کہ کیا تم نے اپنے باس کرنل شالاک کو میرے بارے میں رپورٹ دے دی ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں پہلے تم سے تمہارے گروپ کی تفصیلات حاصل کروں گا۔ پھر تمہارا سینہ گولیوں سے چھلنی کر دوں گا۔ اس کے بعد تمہارے گروپ کے خلاف کارروائی کروں گا اور سارے گروپ کا خاتمہ کر کے باس کو رپورٹ بھی دوں گا اور تمہاری لاشوں کا تحفہ بھی''...... رافیل نے کہا۔

''واہ۔ کیا شاندار پروگرام ہے تمہارا''...... عمران نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔



''مسٹر عمران۔ کیا تم چاہتے ہو کہ تمہارا جسم قیمے میں تبدیل کر دیا جائے''...... رافیل نے سخت لہجے میں کہا۔

''ایسا بھلا کون چاہے گا''...... عمران نے نہایت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تو پھر اپنے ساتھیوں کی تفصیل بتا دو''...... رافیل نے بدستور سخت لہجے میں کہا۔

''تم تو مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دو گے''...... عمران نے کہا تو رافیل سوچنے لگا۔

''او کے۔ اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اپنے ہاتھ سے ہلاک نہیں کروں گا بلکہ تمہیں صحیح سلامت کرنل شالاک کے حوالے کر دوں گا۔ پھر تم جانو اور وہ جانے۔ اب تم دیر مت کرو اور اپنے ساتھیوں کے بارے میں بتا دو''...... رافیل نے عمران کو تسلی دینے والے انداز میں کہا۔

''رافیل۔ کیا کرنل شالاک بھی تم جیسا ہی احمق ہے''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''بکواس بند کرو۔ تم کسی رعایت کے مستحق نہیں ہو۔ ابھی تم تو کیا تمہاری روح بھی میرے ہر سوال کا جواب دے گی''...... رافیل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''پالے''...... عمران سے مخاطب ہونے کے بعد رافیل نے چیختے ہوئے اپنے ساتھی سے کہا۔

"یس باس"...... پالے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس پر اتنے ہنٹر برساؤ کہ اس کے جسم تو کیا اس کی روح کا بھی قیمہ بن جائے"...... رافیل نے بدستور چیختے ہوئے کہا تو پالے نے ہنٹر گھمانا شروع کر دیا۔ ہنٹر کی شائیں شائیں کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔ پالے، عمران کو خونخوار نظروں سے دیکھتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔ پھر اس کا ہنٹر بلند ہوا لیکن اس سے پہلے کہ ہنٹر عمران کو لگتا۔ عمران کی دونوں ٹانگیں حرکت میں آ کر پالے کے سینے پر پڑیں تو وہ اڑتا ہوا دونوں مشین گن برداروں پر جا گرا۔ وہ تینوں ہی فرش پر گر گئے۔ جبکہ عمران کسی عقاب کی طرح فضا میں بلند ہوا۔ وہ ہوا میں اڑتا ہوا رافیل کے قریب سے گزرا تو اس کے پاؤں کی ٹھوکر رافیل کے سر پر لگی اور وہ چیخ مار کر پیچھے ہٹ گیا جبکہ عمران اس کے تین ساتھیوں کے قریب جا گرا۔ پھر ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں کمرے میں ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ تین انسانی چیخیں بھی بلند ہوئیں اور رافیل کے تینوں ساتھی فرش پر تڑپتے ہوئے دکھائی دیئے۔

رافیل فرش پر گرا ہوا تھا۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں عمران نے نہ صرف اپنی رسی توڑ لی تھی بلکہ اس کے تین ساتھیوں کا بھی خاتمہ کر دیا تھا اور یہ منظر اس کے لئے ناقابل یقین تھا۔ وہ فرش پر پڑا حیرت سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اس منظر نے اسے اتنا ساکت کر دیا تھا کہ وہ اٹھنا ہی بھول گیا تھا۔ عمران اس کے قریب پہنچا اور



اس نے رافیل کی پسلیوں میں ایک ٹھوکر رسید کی تو اس کی چیخ بلند ہوئی اور وہ یکدم کھڑا ہو گیا۔ جیسے ہی وہ کھڑا ہوا عمران نے مشین گن کا دستہ اس کے سر کی پچھلی جانب مار دیا۔ اس کی ایک اور چیخ بلند ہوئی اور وہ فرش پر گر گیا اور اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ اس کے بے ہوش ہوتے ہی عمران نے ایک بار پھر کمرے میں نظریں دوڑائیں۔ پھر کرسی کے پیچھے اسے رسی مل گئی۔ عمران نے رافیل کو اٹھا کر کرسی پر ڈالا اور پھر رسی سے اسے باندھ دیا۔ اس کے بعد عمران نے اس کے منہ پر تھپڑ مارے۔ تیسرے تھپڑ پر اس کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہو گئے تو عمران پیچھے ہٹ گیا۔ پھر اس نے مشین گن ایک طرف پھینک دی اور خاردار کوڑا اٹھا لیا۔ تھوڑی ہی دیر میں رافیل ہوش میں آ گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم خود بخود ہوش میں بھی آ جاتے ہو اور رسیاں بھی توڑ لیتے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... رافیل نے ہوش میں آنے کے بعد حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب تم یہ بتاؤ کہ تم میرے سوالوں کے جواب دو گے یا میں تمہارے جسم کا قیمہ بنا دوں"...... عمران نے اس کی حیرت کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"کاش۔ میں پوچھ گچھ کے چکر میں نہ پڑتا اور تمہیں فوراً ہلاک کر دیتا"...... رافیل نے کہا۔

"اب افسوس کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ تم میرے سوالوں کے

صحیح صحیح جواب دو۔ ورنہ یہ ہنٹر تمہارے جسم پر برسنا شروع ہو جائے گا اور یہ بات تم ہی بتا رہے تھے کہ یہ ہنٹر گوشت کا قیمہ بنا دیتا ہے''...... عمران نے ہنٹر والے ہاتھ کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

''تم کیا پوچھنا چاہتے ہو''...... رافیل نے کہا۔

''کرنل شالاک کے بارے میں بتاؤ۔ وہ کہاں چھپا ہوا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''کرنل شالاک بھیڑیا ہے۔ سفاک اور سنگدل درندہ۔ تمہیں یہ معلوم ہی ہو گا کہ بھیڑیا کسی سے نہیں چھپتا بلکہ بھیڑ بکریاں اس سے چھپتیں ہیں۔ تم اس سے چھپے ہوئے ہو۔ وہ تو تمہیں بھوکے بھیڑیئے کی طرح ڈھونڈ رہا ہے''...... رافیل نے طنزیہ لہجے میں کہا اور جیسے ہی اس کی بات مکمل ہوئی اس کے حلق سے دلدوز چیخ نکل گئی۔ کیونکہ عمران نے خاردار ہنٹر اس پر برسا دیا تھا۔ اس کے کپڑے پھٹ گئے اور اس کے جسم سے خون رسنے لگا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے بیک وقت کئی زہریلے کانٹے اس کے جسم میں چبھو دیئے گئے ہوں۔

''بولو۔ کہاں ہے کرنل شالاک۔ جلدی بولو''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے ہنٹر گھما کر رافیل پر برسایا۔ تین چار بار ہنٹر رافیل کو لگا تو اس کے جسم سے چھوٹی چھوٹی بوٹیاں نکل آئیں۔ اس کے کپڑے خون سے تر ہو گئے تھے اور وہ لگاتار چیخ رہا تھا۔

''بولو رافیل بولو۔ ورنہ تمہارا جسم قیمے میں تبدیل ہو جائے



گا''...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم۔ وہ ہمیں فون پر احکامات دیتا ہے اور ہم اسے فون پر رپورٹ دیتے ہیں۔ چند لوگ ہیں جو اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ بس وہی جانتے ہیں۔ باقی کوئی بھی نہیں جانتا کہ کرنل شالاک کہاں رہتا ہے''۔ رافیل نے چیختے ہوئے کہا۔

''کون کون سے گروپ ہیں جو سلوانیوں کو قتل کر رہے ہیں اور کون کون سے گروپ ہیں جو سلوانی مسلمانوں کو جلاوطن ہونے پر مجبور کر رہے ہیں''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ایک اور ہنٹر اسے مارا۔

''پورے سلوانیہ میں درجنوں گروپس کے سینکڑوں افراد ہیں۔ ہم سب ایک دوسرے کو نہیں جانتے۔ سب کرنل شالاک کو رپورٹ دیتے ہیں اور اس سے ہدایات لیتے ہیں''...... رافیل نے بدستور چیختے ہوئے کہا۔

''تم کسی نہ کسی کو تو جانتے ہو گے۔ بتاؤ اس کے بارے میں۔ جلدی بتاؤ''...... عمران نے اسے ہنٹر مارتے ہوئے کہا۔ ہنٹر نے اس کے جسم کو شدید زخمی کر دیا تھا۔ جسم کے کئی حصوں سے گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کٹ کر فرش پر آ گرے تھے۔ اس کے اردگرد فرش پر خون پھیل گیا تھا اور اس کے حواس معطل ہوتے جا رہے تھے۔

"رٹنی۔ وہ۔ وہ۔ سلوانیوں کو جلا وطن کرتا ہے"...... رافیل نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کہاں رہتا ہے یہ رٹنی۔ بتاؤ جلدی"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ رافیل کا چہرہ تیزی سے زرد ہو رہا تھا کیونکہ اس کے جسم سے تیزی سے خون بہہ رہا تھا اور اب خون کی کمی سے اس کی موت کسی بھی لمحے واقع ہونے والی تھی۔

"لائٹ کالونی۔ ڈی فائیو"...... اس کی ڈوبتی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر اس نے زوردار ہچکی لی اور اس کی روح نے اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ دیا۔

"عمران نے ہنٹر وہیں فرش پر پھینکا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ کھول کر دیکھا یہ ایک چھوٹی سی گیلری تھی۔ جس کی دونوں جانب دو دو کمرے تھے اور سامنے سیڑھیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ کمرے زیر زمین تھے ۔ وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھا اور پھر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ وہ آخری سیڑھی پر پہنچا تو اسے دیوار میں ایک بٹن نظر آیا۔ اس نے اس بٹن کو پریس کیا تو اگلے ہی لمحے دیوار میں ایک خلا پیدا ہو گیا۔ عمران خلا سے گزر کر دوسری طرف آ گیا۔ دوسری طرف سٹور تھا۔ سٹور میں بہت سا فالتو سامان پڑا ہوا تھا۔ سامنے ایک دروازہ تھا۔ عمران نے دروازے سے جھانک کر دیکھا۔ یہ ایک چھوٹا سا مکان تھا۔ سامنے صحن تھا اور بیرونی دروازہ نظر آ رہا تھا۔ اس وقت کوئی



بھی وہاں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ باہر کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد عمران سٹور سے باہر نکل کر دروازے کی طرف بڑھا۔ پھر دروازہ کھول کر وہ باہر آ گیا۔ باہر ایک گلی تھی اور گلی کے اختتام پر سڑک دکھائی دے رہی تھی۔ وہ سڑک پر آ گیا تو اس کی نظر سن لائٹ ہوٹل کے سائن بورڈ پر پڑی۔ یعنی جس تہہ خانے میں عمران قید تھا وہ سن لائٹ ہوٹل کے نیچے تھا۔ عمران ہوٹل سے دور ہوتا گیا۔ اس کی کار ہوٹل میں موجود تھی اب وہ ہوٹل میں نہیں جانا چاہتا تھا۔ کچھ دور آ کر عمران نے اپنی جیبوں کی تلاشی لی تو اسے اطمینان محسوس ہوا۔ اس کی جیب میں کرنسی اور اس کا سیل فون موجود تھا۔ اس نے سیل فون نکالا اور صفدر کے نمبرز پریس کئے۔ جلد ہی دوسری طرف بیل جانے لگی۔

"جی عمران صاحب۔ صفدر بول رہا ہوں"...... کال رسیو ہونے کے بعد صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ہائیں۔ کیا اب دفتر بھی بولنے لگ گئے ہیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی عمران صاحب۔ کیا حکم ہے"...... دوسری طرف سے صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھئی۔ میں نے کیا حکم دینا ہے۔ میں تو عرض کر سکتا ہوں کہ اگر تمہارے پاس وقت ہے تو تم میرے پاس آ جاؤ۔ تم سن لائٹ ہوٹل کی شمالی سڑک پر آ جاؤ تو میں پچاس ساٹھ قدم آگے تمہیں نظر آ

جاؤں گا''...... عمران نے اس مرتبہ عاجزانہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ میں سن لائٹ ہوٹل کے قریب ہی ہوں۔ میں دو تین منٹ میں آپ کے پاس پہنچ رہا ہوں''...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی تو اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔ پھر واقعی تیسرے منٹ پر صفدر کی کار اس کے قریب آ کر رک گئی اور عمران فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

''اگر تم نے لائٹ کالونی دیکھی ہوئی ہے تو اس کی طرف چلو''...... عمران نے صفدر سے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں نے اس شہر کا نقشہ بغور دیکھا ہے اور وہ میرے ذہن میں محفوظ ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کار آگے بڑھا دی۔

''کاش تم نکاح کا خطبہ بھی بغور دیکھ لیتے تو وہ تمہارے ذہن میں محفوظ ہو جاتا اور جولیا اور میرا بھی بھلا ہو جاتا''...... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ شادی کے لئے سنجیدہ ہو جائیں مجھے بھی نکاح کا خطبہ یاد ہو جائے گا''۔ صفدر نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ نہ نو من تیل ہو گا نہ رادھا ناچے گی''...... عمران نے کہا تو صفدر نے قہقہہ لگایا۔

''یعنی ہمارا شک سو فیصد درست ہے کہ آپ جولیا سے شادی کرنا ہی نہیں چاہتے''...... صفدر نے کہا۔



''اب اس بات کو رہنے دو اور بتاؤ کہ تم نے کوئی مشکوک آدمی ٹریس کیا''...... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں جس آفس میں گیا ہوں۔ مجھے تو وہاں کوئی مشکوک آدمی نہیں دکھائی دیا''...... صفدر نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تمہاری آنکھوں کا علاج کرنا پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''آپ نے یقیناً کوئی آدمی ٹریس کر لیا ہے جو لائٹ کالونی میں رہتا ہے''...... صفدر نے عمران کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اسے اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات بتا دیئے۔

''عمران صاحب۔ اب ہمارا مشن یہی ہے کہ ہم نے کرنل شالاک کو ٹریس کرنا ہے جیسے ہی وہ ملے گا تمام اسرائیلی دہشت گردوں کے بارے میں معلومات مل جائیں گی اور ان کا قلع قمع کر دیا جائے گا''...... صفدر نے کہا۔

''اللہ تمہاری زبان مبارک کرے''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''ہارون اسپیکنگ''...... دوسری طرف کال رسیو ہونے کے بعد ہارون کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) اسپیکنگ''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ جی حکم فرمایئے''...... اس مرتبہ

ہارون کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہوٹل سن لائٹ یہودی ایجنٹوں کا ایک مرکز ہے۔ اس کے تمام عملے کو گرفتار کر لیں اور ہوٹل سیل کرا دیں"...... عمران نے کہا۔

"اوکے عمران صاحب۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے ہارون نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے الوداعی کلمات کہہ کر کال کاٹ دی۔

"عمران صاحب۔ ہم لائٹ کالونی پہنچ چکے ہیں۔ اب کہاں جانا ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"ڈی لائن کی کوٹھی نمبر پانچ میں"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک منٹ بعد وہ اپنی مطلوبہ کوٹھی کے قریب پہنچ چکے تھے۔

"میں دیکھتا ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ کار سے نیچے اتر کر گیٹ کے قریب پہنچا اور اس نے ڈور بیل بجائی۔ چند لمحے گزر گئے لیکن گیٹ پر کوئی نہ آیا تو عمران نے گیٹ پر دباؤ ڈالا۔ جیسے ہی اس نے گیٹ پر دباؤ ڈالا گیٹ کھل گیا۔ گیٹ کھلتے ہی اندر دور تک نظر آنے لگا۔ عمران نے دیکھا۔ کوئی بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ عمران نے گیٹ مکمل طور پر کھول دیا اور اس نے صفدر کو اشارہ کیا اور خود اندر داخل ہو گیا۔ وہ بہت ہی محتاط تھا اور اس کی تیز نظریں چاروں طرف گردش کر رہی تھیں۔ صفدر نے کار ایک طرف کھڑی کی اور گیٹ بند کر کے عمران کے قریب آ گیا۔



"یہاں کی خاموشی تو بتا رہی ہے کہ یہاں کوئی بھی نہیں ہے"۔ صفدر نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"لگ تو ایسے ہی رہا ہے۔ بہرحال آؤ دیکھتے ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھنے لگے۔ دونوں ہی محتاط تھے۔ ان کے قدموں کی آواز بھی نہیں ابھر رہی تھی۔ چلتے چلتے وہ کمروں کے قریب پہنچ گئے۔ یہاں بھی گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔ انہوں نے ایک کمرے کے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ انہوں نے اندر جھانکا۔ اندر کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے اور کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ کمرے میں انہیں کوئی بھی خاص چیز نہ ملی۔ وہ کمرے سے باہر نکلے اور پھر عمران نے ساتھ والے کمرے کے دروازے پر دباؤ ڈالا۔ اس کا دروازہ بھی کھل گیا۔ عمران نے پہلے اس میں بھی جھانکا اور پھر وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے۔ کمرے میں ایک الماری رکھی ہوئی تھی۔ عمران نے الماری کی تلاشی لی لیکن اس میں ان کے کام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ کمرے کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد عمران اور صفدر دروازے کی طرف بڑھے۔ جیسے ہی عمران نے دروازہ کھولنا چاہا وہ یکدم اچھل پڑا۔ کیونکہ دروازہ باہر سے بند ہو چکا تھا۔ اسی لمحے عمران اور صفدر کو کمرہ گھومتا ہوا محسوس ہوا۔ اس کے ساتھ ہی کمرے میں ایک نسوانی قہقہہ بھی گونجا۔ پہلے صفدر لہراتا ہوا فرش پر گرا اور اس کے بعد عمران بھی فرش پر گر گیا اور اس کا دماغ تاریک ہو گیا۔

تینوں سیاہ فام افراد بے ہوش تھے۔ انہیں موٹی موٹی زنجیروں سے جکڑا گیا تھا۔ دو سیاہ فام تو طویل القامت اور بھینسے جیسی جسامت رکھتے تھے۔ ان دو میں سے ایک افریقی نژاد اور دوسرا ایکریمی نژاد دکھائی دے رہا تھا جبکہ تیسرا سیاہ فام نارمل جسامت کا تھا لیکن اس کی قومیت کا اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔

مادام ٹائیگر نے ان تینوں کا جائزہ لیا اور پھر اس نے طویل سانس لیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ اس کے ساتھ وکی اور چھ دیگر آدمی کھڑے تھے۔ وکی خالی ہاتھ تھا جبکہ ایک آدمی کے ہاتھ میں خاردار ہنٹر تھا جبکہ باقی پانچ کے پاس مشین گنیں تھیں۔

''انہیں انجکشن لگاؤ تا کہ یہ ہوش میں آئیں''...... مادام ٹائیگر نے وکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ وکی اس کی بات کا جواب دیتا۔ مادام ٹائیگر کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ مادام ٹائیگر نے وکی کو ہاتھ کے اشارے سے رکنے کا کہا اور پھر اس



نے جیب سے سیل فون سیٹ نکال کر سکرین پر نظر دوڑائی۔

''باس کی کال ہے''...... مادام ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے کال رسیو کا بٹن پریس کیا۔

''یس باس۔ مادام ٹائیگر اسپیکنگ''...... اس نے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مادام ٹائیگر۔ ہماری ایک اہم ساتھی شاز مین قتل ہو گئی ہے۔ اس کے فلیٹ پر لاسٹر بھی قتل ہو گیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ کام عمران یا اس کے ساتھیوں نے کیا ہے۔ ان دونوں کو تشدد کے بعد ہلاک کیا گیا ہے اور تشدد کرنے والوں نے ان سے رٹنی کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہوں گی۔ رٹنی بھی ہمارا ایک اہم آدمی ہے اور وہ لائٹ کالونی میں رہتا ہے۔ تم بھی چونکہ اس وقت لائٹ کالونی میں ہو لہٰذا فوراً ڈی فائیو پہنچو۔ شاز مین اور لاسٹر کو قتل کرنے والے لازماً یہاں پہنچیں گے۔ تم نے ان کا بھی خاتمہ کرنا ہے''۔ دوسری طرف سے کرنل شالاک نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''او کے باس۔ میں ابھی ڈی فائیو پہنچتی ہوں''...... مادام ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''فوراً پہنچو۔ فوراً۔ ایک سیکنڈ کی بھی تاخیر نہیں ہونی چاہئے''۔ کرنل شالاک کی تیز آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہوگئی۔ مادام ٹائیگر نے سیل فون جیب میں رکھا۔

''چلو وکی۔ ہمیں فوراً ڈی فائیو پہنچنا ہے۔ وہاں ہمارے دشمن

آنے والے ہیں اور ہم نے ان پر بھی قابو پانا ہے''...... مادام ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھی۔

''تم تینوں نے یہاں رکنا ہے اور باقی تین ہمارے ساتھ آئیں''...... وکی نے ان چھ افراد سے کہا اور پھر وہ بھی مادام ٹائیگر کے پیچھے چلنے لگا۔

''تم کبھی ڈی فائیو گئے ہو''...... مادام ٹائیگر نے چلتے چلتے اس سے پوچھا۔

''یس مادام۔ میں ڈی فائیو کئی بار گیا ہوں۔ رٹنی نے ایک کمرے کو کنٹرول روم بنایا ہوا ہے۔ اس نے کوٹھی میں کیمرے لگائے ہوئے ہیں۔ جن سے وہ اپنے کنٹرول روم میں بیٹھ کر ساری کوٹھی کا جائزہ لے سکتا ہے۔ کچھ کمروں میں اس نے گیس پھیلانے اور فائرنگ کرنے کا کمپیوٹرائزڈ انتظام بھی کیا ہوا ہے''...... وکی نے کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھائی۔

''باقی جگہوں پر سائنسی مشینری نصب نہیں کی گئی''...... مادام ٹائیگر نے وکی سے پوچھا۔

''جو کوٹھیاں باس نے اپنے رہنے کے لئے منتخب کی ہوئی ہیں۔ ان میں بہت سے انتظامات کئے گئے ہیں لیکن رٹنی کی رہائش گاہ پر یہ انتظامات اس لئے کئے گئے ہیں کہ رٹنی یہاں کافی عرصے سے موجود ہے اور پھر اسے خود سائنس سے دلچسپی ہے''...... وکی نے کہا تو مادام ٹائیگر نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔ پھر اسی لمحے وکی



نے کار ایک کوٹھی کے گیٹ پر روک دی۔ مادام ٹائیگر نے گیٹ کی رف دیکھا۔ گیٹ پر ڈی فائیو لکھا ہوا تھا۔ جیسے ہی کار رکی پچھلی یٹ سے ایک آدمی نیچے اترا اور اس نے مخصوص انداز میں گیٹ پر ستک دی تو فوراً ہی ذیلی کھڑکی کھل گئی اور ایک آدمی کی شکل دکھائی ی۔ اس آدمی نے وکی کو دیکھا تو گیٹ کھول دیا۔ وکی نے کار آگے بڑھائی۔

''کار یہیں روک لو''...... مادام ٹائیگر نے گیٹ کے قریب ہی کار روکنے کو کہا تو وکی نے کار روک لی۔

''رٹنی کو بلاؤ''...... مادام ٹائیگر نے کار سے نیچے اترنے کے بعد گیٹ کے قریب کھڑے ہوئے آدمی سے کہا۔

''اوکے مادام''...... اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ آگے بڑھا لیکن ابھی اس نے ایک قدم ہی بڑھایا تھا کہ رٹنی وہاں خود آ گیا۔ اس نے قریب آ کر مادام ٹائیگر کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

''تم رٹنی ہو''...... مادام ٹائیگر نے پوچھا۔

''یس مادام''...... اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جلدی سے اپنے ساتھیوں کو کسی خفیہ کمرے میں چھپا دو۔ اپنی اور میری کار غائب کر دو۔ ہم نے آنے والوں کو یہ تاثر دینا ہے کہ یہاں کوئی نہیں رہتا''...... مادام ٹائیگر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے مادام۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... رٹنی نے

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ رٹنی نے مادام ٹائیگر کی ہدایت کے مطابق اپنے آدمیوں کو احکامات دیئے۔

''ہم تمہارے کنٹرول روم میں بیٹھیں گے''...... مادام ٹائیگر نے رٹنی سے کہا۔

''یس مادام۔ تشریف لایئے''...... رٹنی نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر انہیں ساتھ لے کر ایک کمرے میں آ گیا۔ اس کمرے میں ایک بڑی ٹیبل موجود تھی۔ ٹیبل پر ایک کمپیوٹر اور دیگر سامان رکھا ہوا تھا۔ ٹیبل کے سامنے دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔

''تشریف رکھیئے مادام''...... رٹنی نے کہا تو مادام ٹائیگر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

''تم بھی بیٹھو۔ کنٹرول تو تم نے کرنا ہے''...... مادام ٹائیگر نے رٹنی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو مادام''...... رٹنی نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تمہارا آدمی لاسٹر اور شازمین کیسے قتل ہوئے۔ کیا تمہیں تفصیل معلوم ہے''...... مادام ٹائیگر نے پوچھا۔

''یس مادام۔ ہم جب کسی سلوانی فیملی کو جلا وطنی پر مجبور کرتے ہیں تو اس فیملی کا مکان اور دیگر جائیداد کے پیپرز پر دستخط کرا لیتے ہیں۔ ہم نے کل چار گھرانوں پر آپریشن کیا اور حسب معمول آج میں نے لاسٹر کو مادام شازمین کی طرف بھیجا۔ ان پیپرز سے وہ



ئیداد نئے ناموں سے رجسٹرڈ کراتی تھی کیونکہ وہ ایک اہم عہدے ئیں اور ان کے کئی ذرائع تھے۔ جب لاسٹر، مادام شازمین کی ف گیا تو مجھے ایک کام یاد آ گیا۔ میں نے لاسٹر کو کال کی لیکن نے کال اٹنڈ نہ کی جس پر میں نے اپنے ایک آدمی کو مادام ازمین کے گھر بھیجا۔ وہ آدمی مادام شازمین کے پلازہ میں ہی یک فلیٹ میں رہتا ہے۔ اس نے مجھے فون پر بتایا کہ مادام کے لیٹ میں مادام اور لاسٹر کی لاشیں موجود ہیں۔ میں نے فوراً ہی اس کو رپورٹ کی اور باس نے مجھے حکم دیا کہ آپ تشریف لا رہی ہیں اور آپ کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے''...... رٹنی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر اسی لمحے وہ چونک پڑے۔ کیونکہ گیٹ پر ایک کار آ کر رکی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ لڑکی کار سے نیچے اتری اور اس نے ڈور بیل کا بٹن پریس کیا اور انتظار کرنے لگی لیکن جب کچھ دیر تک کوئی بھی گیٹ پر نہ گیا تو لڑکی نے گیٹ پر دباؤ ڈالا تو گیٹ کھل گیا۔ لڑکی نے محتاط نظروں سے اندر کا جائزہ لیا۔ جب اسے اندر کوئی دکھائی نہ دیا تو وہ احتیاط سے چلتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی۔ پھر گیٹ مکمل کھولا اور واپس کار میں جا کر بیٹھ گئی۔ پھر اس کی کار کوٹھی میں داخل ہو گئی۔ اس نے کار گیٹ کے قریب ہی روک دی۔ پھر وہ کار سے نیچے اتری۔ اس نے گیٹ اندر سے بند کیا اور ایک بار پھر ادھر ادھر کا جائزہ لینے لگی۔ اس کی آنکھوں میں حیرت اور تجس

صاف دکھائی دے رہا تھا۔ شاید وہ کوٹھی کے خالی ہونے پر حیران ہو رہی تھی۔ پھر وہ محتاط انداز میں چلتی ہوئی کمروں کی طرف بڑھنے لگی۔

"رٹنی۔ یہ لڑکی کہاں بے ہوش ہو سکتی ہے"...... مادام ٹائیگر نے پوچھا۔

"مادام۔ چار کمرے ایسے ہیں جہاں گیس پھیلانے کا انتظام ہے۔ ہمارے پاس جو گیس ہے اس کی نہ ہی کوئی رنگت ہے اور نہ ہی بو۔ اس لئے اس لڑکی کو محسوس بھی نہ ہو گا اور گیس اس پر اثر کر جائے گی"...... رٹنی نے کہا۔

"ہونہہ"...... مادام ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور دوبارہ کمپیوٹر سکرین کی طرف متوجہ ہو گئی۔ وہ لڑکی اب کمروں کے قریب پہنچ چکی تھی۔ کمروں کے قریب پہنچ کر وہ اور بھی زیادہ محتاط ہو گئی تھی۔ پھر ایک کمرے کے دروازے پر رک کر اس نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔

"مادام۔ اس کمرے میں گیس نہیں پھیلائی جا سکتی"...... رٹنی نے کہا تو مادام ٹائیگر خاموش بیٹھی رہی۔ اس لڑکی نے اس کمرے کا جائزہ لیا اور پھر وہ دوسرے کمرے میں داخل ہو گئی۔

"مادام۔ میں اس کمرے کے دروازے کو لاک کرنے اور کمرے میں گیس پھیلانے لگا ہوں"...... رٹنی نے کہا تو مادام ٹائیگر نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔ رٹنی نے "کی بورڈ" کے دو



بٹن پریس کر دیئے۔ لڑکی دروازے کی طرف مڑی اور اس نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن دروازہ لاک ہو چکا تھا۔

"اس کمرے میں میری آواز جا سکتی ہے"...... مادام ٹائیگر نے رٹنی سے پوچھا۔

"یس مادام"...... رٹنی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور اس نے مزید ایک بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے انہوں نے لڑکی کو لہراتے دیکھا۔ اسے لہراتے دیکھ کر مادام ٹائیگر نے ایک بھرپور قہقہہ لگایا۔ جب اس کا قہقہہ تھما تو وہ لڑکی بے ہوش ہو کر فرش پر گر چکی تھی۔

"وکی اور رٹنی۔ اس لڑکی اور اس کی کار کو غائب کر دو۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھی اس کے پیچھے آئیں۔ ہم نے ان کا بھی اسی طرح شکار کرنا ہے جس طرح اس کا کیا ہے"...... مادام ٹائیگر نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

"اوکے مادام"...... وکی اور رٹنی نے بیک وقت کہا اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر چلے گئے۔ کمرے سے باہر نکلتے ہی وہ سکرین پر نظر آنے لگے۔ مادام ٹائیگر نے انہیں دیکھتے ہوئے جیب سے سیل فون نکالا اور کرنل شالاک کے نمبرز پریس کرنے لگی۔

"یس کرنل شالاک اسپیکنگ"...... کال رسیو ہونے پر دوسری طرف سے کرنل شالاک کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"باس۔ میں مادام ٹائیگر بول رہی ہوں"...... مادام ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... دوسری طرف سے کرنل شالاک نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ ڈی فائیو میں ایک یورپین لڑکی آئی ہے۔ میں نے اسے بے ہوش کر دیا ہے۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی آ سکتے ہیں اس لئے میں نے مزید کچھ دیر یہاں رکنے کا سوچا ہے۔ اگر اس کے مزید ساتھی آ گئے تو ان پر بھی اسی طرح قابو پانے کے بعد ان سے معلومات حاصل کروں گی اور پھر ان سب کا خاتمہ کر دوں گی''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''گڈ مادام ٹائیگر۔ تمہاری کارکردگی بہت اچھی جا رہی ہے۔ ان بلیک ٹائیگرز کا کیا ہوا''...... کرنل شالاک نے پوچھا۔

''باس۔ وہ تینوں میری قید میں ہیں اور بے ہوش ہیں۔ میں ان کا خاتمہ کرنے ہی لگی تھی کہ آپ کی کال آ گئی تھی اور مجھے فی الفور یہاں ڈی فائیو آنا پڑا''...... مادام ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ تم اپنی کارروائی جاری رکھو''...... کرنل شالاک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد وکی اور رٹنی بھی واپس آ گئے۔ رٹنی اس لڑکی کو ایک مخصوص کمرے میں جبکہ اس کی کار کو دوسری کوٹھی میں چھوڑ آیا تھا۔ اب انہیں اس لڑکی کے ساتھیوں کا انتظار تھا جن کے آنے کی امید تھی بھی اور نہیں بھی۔ تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ وہ چونک پڑے۔ سکرین پر گیٹ کا بیرونی



منظر دکھائی دے رہا تھا اور گیٹ کے قریب ایک کار آ کر رکی تھی۔ کار میں دو آدمی بیٹھے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ مادام ٹائیگر نے ان دونوں کو غور سے دیکھا تو وہ اچھل پڑی۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ تو علی عمران ہے۔ پاکیشیا کا مشہور سیکرٹ ایجنٹ''...... مادام ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مادام۔ اپنے آدمیوں کو بھیجنے کی بجائے یہ خود یہاں آ گیا ہے''...... وکی نے کہا۔

''یہ خود یہاں نہیں آیا۔ اس کی موت اسے یہاں لائی ہے۔ اب تم دیکھنا یہ میرے ہاتھوں سے بچ نہیں سکے گا میری تو کب سے خواہش تھی کہ اس کا اور میرا آمنا سامنا ہو''...... مادام ٹائیگر نے جوشیلے لہجے میں کہا۔ لڑکی کی طرح عمران اور اس کا ساتھی بھی مختلف مرحلوں سے گزرتے ہوئے اس کمرے تک پہنچ گئے جس کمرے میں اس لڑکی کو بے ہوش کیا گیا تھا۔ جیسے ہی وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے، رٹنی نے دروازہ لاک کر دیا۔ پھر اس نے گیس بھی پھیلا دی اور اس کے ساتھ ہی اس نے اسپیکر بھی آن کر دیا۔ اس کمرے میں گیس کے پھیلتے ہی عمران اور اس کا ساتھی لہرانے لگے تو مادام ٹائیگر نے ایک طویل قہقہہ لگایا۔ وہ دونوں لہراتے ہوئے باری باری فرش پر گرے اور بے ہوش ہو گئے۔

''ہاہاہا۔ گیا عمران گیا۔ مادام ٹائیگر نے دنیا کے خطرناک ایجنٹ کو زیر کر لیا۔ ہاہاہا''...... مادام ٹائیگر نے خوشی سے قہقہہ لگاتے

ہوئے کہا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے دنیا بھر کی دولت مل گئی ہو۔

''رٹنی۔ تمہارے پاس وین ہے''...... قہقہے لگانے کے بعد مادام ٹائیگر نے رٹنی سے پوچھا۔

''یس مادام۔ ساتھ والی کوٹھی بھی ہماری ہی ہے اور اس میں ہماری ضرورت کی ہر چیز موجود ہے''...... رٹنی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''وکی۔ تم اس لڑکی کو اور ان دونوں کو لے جاؤ۔ انہیں سیاہ فام آدمیوں کے ساتھ ہی کرسیوں پر باندھ دو۔ مجھے ابھی ان کے مزید ساتھیوں کا انتظار ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے مزید ساتھی بھی آئیں''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے مادام۔ میں ان تینوں کو لے جاتا ہوں''...... وکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم انہیں وین میں لے جاؤ گے اور اپنے تعاقب کا خاص خیال رکھو گے''...... مادام ٹائیگر نے وکی کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''یس مادام''...... وکی نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اور یہ بھی سن لو۔ یہ علی عمران انتہائی خطرناک انسان ہے۔ انہیں میرے آنے تک ہوش میں نہیں آنا چاہئے''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''مادام۔ اب یہ خودبخود ہوش میں نہیں آ سکتے۔ ہم انہیں انٹی



گیس انجکشن لگائیں گے تو یہ ہوش میں آئیں گے۔ پندرہ گھنٹوں تک ہم نے انہیں انجکشن نہ لگائے تو پھر یہ بے ہوشی کی حالت میں ہی مر جائیں گے''...... اس مرتبہ رٹنی نے کہا۔

''رٹنی ٹھیک کہہ رہا ہے۔ لیکن وکی تم نے ہر دم چوکس رہنا ہے۔ کیونکہ عمران تمہاری سوچ سے بھی بڑھ کر خطرناک ہے''...... مادام ٹائیگر نے وکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مادام۔ میں نے بھی عمران کی شہرت سنی ہوئی ہے لیکن آپ فکر نہ کریں۔ اب یہ ہمارے پنجے میں پھنس چکا ہے۔ اب یہ ہم سے بچ نہیں سکتا''...... وکی نے کہا۔

''اوکے۔ اب تم جاؤ''...... مادام ٹائیگر نے منہ بنا کر کہا تو رٹنی اور وکی کمرے سے بار نکلتے چلے گئے۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد رٹنی واپس آیا تو وکی اس کے ساتھ نہیں تھا۔

''تم میرے لئے وہسکی لے آؤ۔ میں ابھی کچھ دیر عمران کے ساتھیوں کا انتظار کروں گی''...... مادام ٹائیگر نے رٹنی سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے مادام''...... رٹنی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔ وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی۔ ٹرے میں وہسکی کی ایک بڑی بوتل اور ایک گلاس رکھا ہوا تھا۔ اس نے ٹرے مادام ٹائیگر کے سامنے رکھ دی اور خود مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

''تم بھی بیٹھ جاؤ اور کمپیوٹر سنبھالو''...... مادام ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے وہسکی کی بوتل اٹھا لی۔ اس نے گلاس کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہ کیا۔ اس نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور بوتل کو منہ لگا لیا۔ تین چار گھونٹ بھرنے کے بعد اس نے بوتل ٹیبل پر رکھی اور کمپیوٹر سکرین کو غور سے دیکھنے لگی۔ وہ کچھ دیر تک سکرین کو دیکھتی رہی۔ پھر اس نے وہسکی کی بوتل اٹھائی۔ اب وہ ایک ایک گھونٹ پینے لگی۔ تقریباً چالیس منٹ میں وہسکی کی بوتل خالی ہو گئی۔ اس نے بوتل ٹیبل پر ہی رکھ دی۔

''ان کے مزید ساتھی نہیں آئے۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ تمہارے بارے میں نہیں جانتے۔ ہم بھی ان کے بارے میں نہیں جانتے کہ وہ کہاں ہیں۔ ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے مجھے عمران کی زبان کھلوانی پڑے گی''...... مادام ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنی کرسی سے کھڑی ہو گئی۔ اسے کرسی سے اٹھتے دیکھ کر رٹنی بھی احتراماً کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ مادام ٹائیگر اس پر توجہ دیئے بغیر کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔



عمران کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے اردگرد کا جائزہ لیا۔ اس کی دائیں طرف ٹائیگر، جوزف اور جوانا زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے جبکہ بائیں جانب جولیا اور صفدر موجود تھے۔ وہ بھی زنجیروں سے بندھے ہوئے تھے۔ عمران خود بھی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ عمران تو مخصوص ذہنی ورزشوں کی وجہ سے خود بخود ہوش میں آ گیا تھا لیکن اس کے باقی ساتھی ابھی تک بے ہوش تھے۔ اپنے ساتھیوں کا جائزہ لینے کے بعد کمرے کا ابھی وہ جائزہ لے ہی رہا تھا کہ اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ دروازہ کھلنے کے بعد ایک لڑکی جس نے بلیو کلر کی جینز اور ریڈ کلر کی شرٹ پہنی ہوئی تھی، کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ انتہائی حسین تھی۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور کالی تھیں۔ ان آنکھوں میں چمک تھی۔ چہرہ سرخ و سفید تھا۔ اس نے بالوں کو براؤن کلر کیا ہوا تھا۔ اس کے بال اس کے شانوں پر پھیلے ہوئے تھے اور اس کے حسن میں اضافہ کر رہے

تھے۔ اس کے پیچھے پانچ افراد تھے۔ جو سب کے سب مؤدب دکھائی دے رہے تھے۔

''اوہ۔ تو تم ہوش میں ہو''...... لڑکی نے عمران کو ہوش میں دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

''تمہیں دیکھ کر کون ہوش میں رہ سکتا ہے مادام''...... عمران نے عاشقانہ لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا''...... لڑکی نے پوچھا۔

''تم اتنی حسین، خوبصورت اور سمارٹ ہو کہ دل والے نوجوان تمہیں دیکھ کر ہوش میں رہ ہی نہیں سکتے''...... عمران نے کہا تو لڑکی کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''عمران۔ میں نے تو سنا ہے کہ تم پر حسن اور خوبصورتی اثر ہی نہیں کرتی۔ تم انتہائی پتھر دل ہو''...... لڑکی نے کہا۔

''دل کو پسند بھی تو کوئی کوئی آتا ہے۔ تم پہلی لڑکی ہو جس کی خوبصورتی نے مجھے متاثر کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''افسوس کہ جو لڑکی تمہیں پسند آئی ہے تم اس کے ہاتھوں مرنے والے ہو''...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہارے ہاتھوں مرنا میرے لئے خوشی کی بات ہے لیکن میرے مرنے سے پہلے مجھے اپنا نام بتا دینا''...... عمران نے بدستور عاشقانہ لہجے میں کہا۔

''دنیا مجھے مادام ٹائیگر کہتی ہے۔ میری سفاکی اور سنگدلی کی



مثالیں دی جاتی ہیں۔ میں اپنے دشمنوں کو اتنی اذیتیں دیتی ہوں کہ وہ میری منتیں کرتے ہیں کہ میں انہیں گولی مار دوں لیکن میرا کوئی دشمن صرف چند لمحے تڑپ کر مر جائے مجھے اچھا نہیں لگتا یا یوں کہہ دو کہ مجھے تسکین ہی نہیں ہوتی۔ یہ تو انجام ہوتا ہے میرے چھوٹے چھوٹے دشمنوں کا لیکن تم تو میرے سب سے بڑے دشمن ہو۔ تمہارا حشر تو ایسا ہونا چاہئے کہ لوگ سن کر کانپ اٹھیں''...... لڑکی نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''مادام ٹائیگر۔ تم اسرائیلی پی ایم کی بھتیجی ہو''...... عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تمہاری معلومات قابل داد ہیں۔ تم یہ جانتے ہو کہ میں پی ایم کی بھتیجی ہوں تو یہ بھی جانتے ہو گے کہ میں کتنی سفاک فطرت ہوں۔ بھوکے درندوں کی درندگی بھی میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی لیکن اگر تم میرے چند سوالوں کے جواب دے دو تو پھر میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں تم پر تشدد نہیں کروں گی۔ بس تمہارے ماتھے میں گولی مار دوں گی''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''گولی پھر بھی مارو گی۔ زندہ چھوڑنے اور عمر بھر ساتھ نبھانے کا وعدہ نہیں کر سکتیں''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''تم میرے ملک اور میری قوم کے دشمن ہو۔ ملک و قوم کے دشمنوں کو زندہ نہیں چھوڑا جاتا۔ انہیں اتنی عبرت ناک موت مارا جاتا ہے کہ دوسرے دشمن دہل جائیں اور انہیں آنکھ اٹھانے کی

جرأت ہی نہ ہو''...... مادام ٹائیگر نے اس مرتبہ غراتے ہوئے کہا۔

''غصے میں تو تم اور بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی ہو''......عمران نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ تم یہ بتاؤ کہ یہ سیاہ فام بھی تمہارے ساتھی ہیں''۔ مادام ٹائیگر نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

''میرا ان سے کیا تعلق۔ میں تو تم سے تعلق جوڑنا چاہتا ہوں''۔ عمران نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ دو تمہارے ساتھی ہیں۔ تم اس بات سے انکار نہیں کرسکتے۔ وکی ان سب کو ہوش میں لے آؤ''...... مادام ٹائیگر نے پہلے عمران سے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا۔ وہ اپنے ساتھی کی طرف گھومی اور اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس مادام''...... اس کے ساتھی جس کا نام وکی لیا گیا تھا، نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ پھر اس نے جیب سے ایک سرنج اور ایک انجکشن نکالا اور انجکشن تیار کرنے لگا۔

''تم کرنل شالاک کی ماتحت ہو یا وہ تمہارا ماتحت ہے''۔ عمران نے مادام ٹائیگر سے پوچھا۔

''کرنل شالاک ہمارے ملک کی بہت بڑی شخصیت ہیں۔ وہ کسی کے ماتحت نہیں ہیں۔ میں ان کی ماتحت ہوں''...... مادام ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے وکی کی طرف دیکھا جو اس کے ساتھیوں کو انجکشن لگا رہا تھا۔ تقریباً ایک



نٹ میں اس نے سب کو انجکشن لگا دیئے۔ انجکشن لگنے کے نصف نٹ بعد ان کے جسموں میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے اور پھر وہ ری باری ہوش میں آتے چلے گئے۔

''تم عمران کے ساتھی ہو''...... جب وہ سب مکمل ہوش میں آ ئے تو مادام ٹائیگر نے ٹائیگر، جوزف اور جوانا کی طرف دیکھتے وئے کہا۔

''عمران کون ہے''...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران۔ تمہارے ساتھ ہی موجود ہے۔ یہ دنیا کا خطرناک زین ایجنٹ سمجھا جاتا ہے لیکن اب بھیگے چوہے کی مانند میرے بامنے بے بس پڑا ہوا ہے۔ اس کی زندگی کی گاڑی موت کے ٹیشن پر پہنچنے والی ہے۔ بہرحال تم یہ بتاؤ کہ اگر تم عمران کے باتھی نہیں ہو تو پھر کون ہو''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''میرا نام ٹائیگر ہے۔ میرے ساتھی ڈیوڈ اور پھر کراؤن ہے۔ ہارے گروپ کا نام بلیک ٹائیگرز ہے''...... ٹائیگر نے اپنا اور اپنے باتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''تم ہمارے خلاف کارروائیاں کیوں کر رہے ہو''...... مادام ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا۔

''ہم تو یہودیوں کے خلاف کارروائیاں کر رہے ہیں۔ کیا تم یہودن ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ میں یہودی ہوں''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''ہم محب وطن سلوانی ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ آئے دن سلوانی قتل ہو رہے ہیں تو ہم نے انوسٹی گیشن کی۔ ہمیں معلوم ہوا کہ یہ قتل و غارت اسرائیلی کر رہے ہیں اس لئے جواباً ہم نے یہودیوں کے خلاف کارروائیاں شروع کر دیں۔ اب ہم اس وقت تک یہ کارروائیاں کرتے رہیں گے جب تک کہ سلوانیہ میں موجود سارے یہودی مارے نہیں جاتے یا سلوانیہ سے فرار نہیں ہو جاتے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''تم تو زنجیروں سے بندھے ہوئے ہو اور یہ موت کے ہرکارے تمہارے سروں پر کھڑے ہیں۔ یہ کچھ دیر بعد تمہیں گولیاں مار کر موت کے حوالے کر دیں گے اور تم باتیں ایسے کر رہے ہو جیسے دوستوں کے درمیان میں بیٹھے ہوئے ہو''...... مادام ٹائیگر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ کس کی موت آئی ہے''......ٹائیگر نے بھی طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تمہاری کوئی سرکاری حیثیت تو نہیں ہے اور نہ ہی سلوانی حکام تمہارے بارے میں جانتے ہیں۔ پھر تم یہ کارروائیاں کیوں کر رہے ہو''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''میں نے کہا تو ہے کہ ہم محب وطن سلوانی ہیں جو سلوانیہ کا دشمن ہو گا ہم اسے نیست و نابود کر دیں گے۔ یہی ہمارا مقصد ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔



''لیکن سلوانیہ تمہارا آبائی وطن تو نہیں ہے۔ تمہارا ایک ساتھی ریقی ہے اور دوسرا ایکریمی''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''ہم اپنے آبائی وطنوں کو بھول چکے ہیں۔ اب ہمارا وطن سلوانیہ ہے۔ ہمارا جینا مرنا سلوانیہ کے لئے ہے۔ اس کے دشمن ہمارے ن اور اس کے دوست ہمارے دوست ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اب سلوانیہ کی وہ حیثیت نہیں ہے جو کچھ عرصہ پہلے تھی۔ اب مسلم ریاست ہے۔ تم تو مسلمان نہیں ہو''...... مادام ٹائیگر نے ک نئے رخ پر بات کرتے ہوئے کہا۔

''وطن، مذہب نہیں دیکھا کرتا۔ کیا سلوانی حکام نے یہ کہا ہے کہ سلوانیہ میں اب صرف مسلمان رہیں۔ سلوانیہ میں ساری قومیں ہ رہی ہیں اور ان سب کو سلوانیہ سے محبت ہے۔ صرف تمہاری قوم ی ہے جو اپنے وطن کی جڑیں کاٹ رہی ہے اور اسے مٹانے کے رپے ہے۔ ایسی گھٹیا اور ذلیل حرکتیں صرف تمہاری قوم ہی کر سکتی ہے''...... ٹائیگر نے اس مرتبہ نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

''شٹ اپ۔ تم حد سے تجاوز کر رہے ہو۔ اب تمہارا انجام اس ران سے بھی زیادہ بھیانک ہو گا''...... مادام ٹائیگر نے چیختے دئے کہا۔

''کول، کول مائی ڈیئر۔ اتنا مت چیخو۔ تمہاری سریلی آواز خراب د جائے گی''......عمران نے کہا۔ عمران کی بات سن کر مادام ٹائیگر ر جولیا، دونوں نے ہی اسے غصے سے دیکھا۔

''ٹائیگر۔ تمہارے اور کتنے ساتھی ہیں''...... مادام ٹائیگر نے اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

''بلیک ٹائیگر تین افراد پر مشتمل گروپ ہے اور یہ تین افراد سلوانیہ میں موجود سارے یہودیوں پر بھاری ہیں''...... ٹائیگر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''شٹ اپ۔ اب تمہیں مزید بکواس کرنے کا موقع نہیں دیا جائے گا۔ اگر تمہارے مزید ساتھی ہوئے تو میں انہیں بھی چن چن کر ہلاک کر دوں گی۔ روبر۔ چھلنی کر دو ان تینوں سیاہ فاموں کو''۔ مادام ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں پہلے ٹائیگر سے کہا اور پھر اس نے اپنے ایک ساتھی کو حکم دیا۔

روبر اور دیگر مسلح آدمی اپنی اپنی مشین گنیں سیدھی کرنے لگے کہ اسی لمحے کڑ کڑ کی آوازیں گونجیں۔ مادام ٹائیگر اور اس کے ساتھی یہ آوازیں سن کر حیران ہو رہے تھے کہ یہ آوازیں کیسی ہیں کہ اسی لمحے جوزف اور جوانا اچھلے اور مسلح آدمیوں پر جا گرے۔ کڑ کڑ کی آوازیں زنجیریں ٹوٹنے کی تھیں۔ عمران نے ان دونوں کو اشارے سے کہہ دیا کہ وہ زنجیریں توڑ کر ان پر قابو پا لیں کیونکہ اب مزید تاخیر ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتی تھی۔ عمران کی اجازت ملنے پر ان دونوں نے زنجیریں توڑ ڈالیں اور مادام ٹائیگر کے ساتھیوں پر جا پڑے۔ اگلے ہی لمحے کمرے میں تڑ تڑ کی آوازوں کے ساتھ ہی انسانی چیخیں بھی بلند ہوئیں۔ جوزف اور جوانا نے مسلح



آدمیوں سے مشین گنیں چھین کر فائرنگ کر دی تھی۔ زمین پر گرے ہوئے افراد کی چیخیں بلند ہوئیں۔ وکی اور مادام ٹائیگر جو کہ ساکت کھڑے تھے یکدم ہوش میں آ گئے۔ پھر ان دونوں نے ہی دروازے کی طرف چھلانگیں لگائیں۔ جوزف اور جوانا نے انہیں فرار ہوتے دیکھا تو انہوں نے مشین گن کا رخ ان کی طرف کیا لیکن مادام ٹائیگر کو تو گویا پر لگ چکے تھے۔ وہ مشین گنیں سیدھی کرنے سے پہلے دروازے تک پہنچ گئی۔ اس نے دروازہ کھولا اور اسی لمحے جوزف اور جوانا نے ان پر فائرنگ بھی کر دی۔ وکی اس کے پیچھے تھا۔ تمام گولیاں وکی کو لگیں اور وہ چیختے ہوئے دروازے کے قریب ہی گر گیا جبکہ مادام ٹائیگر کمرے سے باہر چھلانگ لگا چکی تھی۔ جوزف اور جوانا اس کے پیچھے باہر آئے تو وہ غائب ہو چکی تھی۔

''میں اس عمارت کا جائزہ لیتا ہوں۔ تم ساتھیوں کو دیکھو''۔ جوانا نے جوزف سے کہا تو جوزف واپس کمرے میں آ گیا۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں وہ سب زنجیروں سے آزاد ہو چکے تھے۔ جوانا بھی واپس آ گیا۔

''یہاں اور کوئی بھی نہیں ہے''...... جوانا نے کہا تو عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔

''اچھا۔ تو مادام ٹائیگر تمہاری ڈیئر ہے اور اس کی آواز بہت ہی رسیلی ہے''...... جولیا نے اچانک ہی عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

''ارے ڈیئر کا مطلب تو ہرن ہوتا ہے۔ میں نے اسے ہرنی کہا ہے اور تم نے دیکھا بھی ہے کہ وہ ہرنی کی طرح چھلانگیں لگاتی ہوئی آناً فاناً غائب ہو گئی ہے''...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''مجھے کیا۔ تم کسی لڑکی کو ڈیئر کہو یا سویٹ۔ میری بلا سے''۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صفدر کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی جبکہ ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے چہرے سپاٹ رہے۔

''صفدر۔ تم فوراً رٹنی کی طرف جاؤ۔ امید ہے وہ ابھی غافل ہو گا۔ اسے اٹھا کر لے آؤ۔ فی الحال تو وہی نظروں میں ہے۔ کہیں وہ بھی نظروں سے اوجھل نہ ہو جائے''...... عمران نے کہا۔

''اوکے عمران صاحب۔ میں ابھی جاتا ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''جولیا تمہارے ساتھ جائے گی لیکن تم دونوں ایسے ہی نہیں جاؤ گے کیونکہ رٹنی نے وہاں کیمرے فٹ کئے ہوئے ہیں۔ جولیا، مادام ٹائیگر کا میک اپ کرے اور تم وکی کا میک اپ کر لو۔ کاریں یہاں موجود ہیں۔ ایک کار لے جاؤ''...... عمران نے صفدر سے کہا۔

''عمران صاحب۔ میک اپ کیسے کریں گے۔ میک اپ باکس تو نہیں ہے ہمارے پاس''...... صفدر نے کہا۔

''اس الماری کی تلاشی لو۔ امید ہے کہ اس میں میک اپ باکس ہو گا''...... عمران نے کہا تو صفدر کمرے میں موجود الماری کی طرف



بڑھا۔

''عمران۔ مادام ٹائیگر رٹنی کو خبردار کر سکتی ہے''...... جولیا نے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''وہ جس حالت میں فرار ہوئی ہے اسے اس بات کا خیال ہی نہیں آئے گا کیونکہ اس کے ذہن پر کرنل شالاک کا خوف سوار ہو گا۔ اس کا ذہن کرنل شالاک کو مطمئن کرنے کے لئے کوئی کہانی سوچ رہا ہو گا اس لئے میرا خیال ہے کہ تم دونوں بغیر کسی رکاوٹ کے رٹنی تک پہنچ جاؤ گے''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا۔ عمران کے تجزیئے سو فیصد درست ثابت ہوتے تھے۔

''عمران صاحب۔ میک اپ باکس موجود ہے''...... صفدر کی مسرت سے معمور آواز سنائی دی تو عمران اور جولیا نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ میک اپ باکس اٹھائے ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔

''جلدی سے میک اپ کر لو۔ زیادہ محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہے''...... عمران نے کہا تو صفدر اور جولیا نے ایک ساتھ ہی میک اپ کرنے شروع کر دیئے۔ جلد ہی وہ میک اپ سے فارغ ہو چکے تھے۔

''اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو اور بلیک ٹائیگرز، اب تمہارے الگ رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم میرے ساتھ آؤ''...... عمران نے پہلے صفدر اور جولیا سے اور پھر ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں سے کہا۔ اس کے بعد وہ باہر آ گیا۔ وہاں تین کاریں موجود تھیں۔ ایک کار

میں صفدر اور جولیا بیٹھ گئے۔ دوسری میں عمران اور تیسری میں جوزف، جوانا اور ٹائیگر بیٹھ گئے اور پھر کاریں سڑک پر آ گئیں۔ مرڈان کالونی کے قریب پہنچ کر عمران نے کار چھوڑ دی کیونکہ کاریں کرنل شالاک کے آدمیوں کی تھیں اس لئے وہ ان کاروں کو اپنی رہائش گاہ میں نہیں لے جانا چاہتا تھا۔ کاریں چھوڑ کر وہ پیدل آگے بڑھنے لگے پھر عمران، ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے ہمراہ اپنی رہائشی کوٹھی میں آ گیا۔ تنویر اور خاور وہاں موجود تھے۔

''عمران صاحب۔ آپ تو بہت دیر سے غائب تھے۔ صفدر اور مس جولیا ابھی تک واپس نہیں آئے''...... خاور نے کہا تو عمران نے مختصراً انہیں اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات بتا دیئے۔

''تم بتاؤ۔ تمہیں کوئی مشکوک آدمی ملے''...... اپنے واقعات سنانے کے بعد عمران نے خاور سے کہا۔

''جی ہاں عمران صاحب۔ ایک مشکوک آدمی میں نے ٹریس کیا ہے اور دو تنویر نے۔ ہم انہیں اٹھا کر بھی لے آئے تھے اور ہم نے ان سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن وہ کرنل شالاک کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے لہٰذا تنویر نے غصے میں انہیں گولیاں مار دیں''...... خاور نے کہا۔

''تنویر نے اچھا ہی کیا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں نے ان کی لاشوں کو بھی ایک پارک میں پھینک دیا ہے''...... تنویر نے کہا۔



''یہ اور بھی زیادہ اچھا کیا ہے تم نے''...... عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ تم میری تعریف کر رہے ہو یا میرا مذاق اڑا رہے ہو''۔ تنویر نے مشکوک لہجے میں کہا۔

''اب تم میرے خلوص پر بھی شک کرو تو میں کیا کر سکتا ہوں''۔ عمران نے بے بسی کے سے انداز میں کہا۔

''عمران صاحب۔ بڑا عجیب مشن ہے۔ ہم بھاگتے پھر رہے ہیں لیکن نتیجہ ابھی تک سامنے نہیں آیا''...... خاور نے کہا۔

''نتیجہ بھی سامنے آ جائے گا۔ اس قسم کے مشنز ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ہم کسی فائل کے حصول یا کسی لیبارٹری کو تباہ کرنے نہیں آئے۔ ان مشنز میں سامنے صرف ایک ٹارگٹ ہوتا ہے۔ ہم اپنی تمام تر توانائیاں اسی ایک ٹارگٹ پر فوکس کرتے ہیں اور آگے بڑھتے ہیں۔ یہاں تو کئی گروپس ہیں اور ان سب کے خلاف ہم نے کام کرنا ہے لہٰذا ہم ادھر ادھر بھاگتے پھر رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''یہاں بھی ہمیں کرنل شالاک کو فوکس کرنا چاہئے''...... تنویر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

''ہاں۔ ہمارا ٹارگٹ تو وہی ہے۔ لیکن ہم نے ادھر ادھر بھی کارروائیاں کی ہیں اور ہماری ان کارروائیوں کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ یہودیوں کی سرگرمیاں کم ہو گئی ہیں۔ انشاء اللہ ہم بہت جلد ان

کارروائیوں کو جڑ سے کاٹ دیں گے''...... عمران نے کہا۔ وہ اسی قسم کی باتیں کر رہے تھے کہ صفدر اور جولیا بھی آ گئے۔ صفدر کے کاندھے پر رٹنی تھا۔ صفدر نے اسے فرش پر پھینک دیا۔

''صفدر۔ جس کار پر تم گئے ہو وہ کار کہاں ہے''...... عمران نے صفدر سے پوچھا۔

''عمران صاحب۔ کار تو باہر موجود ہے''...... صفدر نے جواب دیا۔

''اسے کوٹھی سے کچھ دور چھوڑ آؤ''...... عمران نے کہا تو صفدر کچھ کہے بغیر کمرے سے باہر چلا گیا۔

''خاور۔ تم اس رٹنی کے ہاتھ اور پاؤں باندھ دو''...... عمران نے کہا تو خاور نے ٹیبل کی دراز سے رسی کا ایک چھوٹا سا بنڈل نکالا اور رٹنی کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے۔

''جوزف اور جوانا گیٹ پر موجود ہیں۔ تم جوزف کو بلا لاؤ''۔ عمران نے خاور سے کہا تو وہ بھی کمرے سے باہر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو جوزف اس کے ہمراہ تھا۔

''جولیا۔ رٹنی کو کس طرح بے ہوش کیا ہے''...... عمران نے اس مرتبہ جولیا سے پوچھا۔

''سر پر چوٹ لگا کر''...... جولیا نے جواب دیا۔

''جوزف۔ اسے ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے جوزف سے کہا تو وہ رٹنی کے قریب آیا اور اگلے ہی لمحے کمرے میں چٹاخ کی



آواز گونجی۔ یہ اتنا زور دار تھپڑ تھا کہ رٹنی کا پورا جسم ہل کر رہ گیا۔ اس کا ایک گال پھٹ گیا اور خون رسنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی چیخ بھی بلند ہوئی اور اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک پیدا ہونے میں چند لمحے لگے۔

''اوہ۔ اوہ۔ مادام۔ یہ۔ یہ کیا ہے۔ علی عمران اور۔ اور اس کے ساتھی۔ اور۔ اور آپ۔ آپ''...... رٹنی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ تمہاری مادام نہیں ہے بلکہ یہ وہ لڑکی ہے جسے تم نے اپنی کوٹھی میں بے ہوش کیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ مم۔ میں دھوکا کھا گیا''...... رٹنی نے پریشان اور خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''کہاں رہتی ہے یہ تمہاری مادام ٹائیگر''...... عمران نے پوچھا۔

''مادام، باس کرنل شالاک کے ساتھ رہتی ہیں''...... رٹنی نے جواب دیا۔

''اور یہ کرنل شالاک کہاں رہتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں نہیں جانتا کیونکہ باس اپنی رہائش کو خفیہ رکھتا ہے۔ پہلے اس کا بزنس آفس تھا۔ اس کے بارے میں ہم سب جانتے تھے لیکن پھر باس نے وہ آفس ختم کر دیا۔ اس کے بعد سے ہمارا رابطہ باس سے صرف فون پر ہوتا ہے''...... رٹنی نے کہا۔

''جو گروپس سلوانیوں کو جلا وطنی پر مجبور کرتے ہیں اور ان کی

جائیداد کے پیپرز پر ان سے دستخط کراتے ہیں تم انہیں ڈیل کرتے ہو۔ یہاں دارالحکومت میں اور دوسرے شہروں میں جو گروپس یہ کام کر رہے ہیں۔تم ہمیں ان کی تفصیل بتاؤ''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں تو ایسے کسی آدمی اور گروپ کو نہیں جانتا''...... رٹنی نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

''جوزف''...... رٹنی کا انکار سن کر عمران نے جوزف کو آواز دی تو وہ یکدم مستعد ہو گیا۔

''یس باس''...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہ کتنی دیر میں زبان کھولے گا''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''بس۔ چند لمحے لگیں گے باس''...... جوزف نے کہا۔ پھر اس نے وحشیانہ نظروں سے رٹنی کی طرف دیکھا۔ یہ جوزف کی نظروں کا اثر تھا کہ رٹنی یکدم ہی خوفزدہ ہو گیا۔ جوزف نے الٹا ہاتھ اس کے ناک پر رسید کر دیا۔ اس کا ناک پچک گیا اور اس کی چیخ بلند ہوئی۔ جیسے ہی اس نے چیخنے کے لئے منہ کھولا، جوزف نے اس کے جبڑے پر مکہ مار دیا۔ جس سے اس کے کئی دانت باہر آ گئے اور اس کے منہ سے خون بھی جاری ہو گیا اور اس کی چیخوں میں اضافہ ہو گیا۔

''باس۔ اب میں اس کی آنکھ نکالنے لگا ہوں''...... جوزف نے



خونخوار لہجے میں کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ نہیں۔ رک۔ رک جاؤ۔ بب۔ بب۔ بتا تا ہوں۔ بتا تا ہوں''...... رٹنی نے چیختے ہوئے کہا۔

''جلدی بتاؤ اور یہ چیخنا چلانا بند کرو''...... جوزف نے غراتے ہوئے کہا تو رٹنی کی چیخوں کو بریک لگ گئے۔ پھر عمران اس سے سوال پوچھتا گیا اور وہ جواب دیتا گیا۔ یہودیوں کے جو گروپس سلوانیوں کو جلا وطنی پر مجبور کر رہے تھے رٹنی ان میں سے بہت سے گروپس سے واقف تھا۔

''اوکے۔ اسے بھی آف کر کے اس کے کپڑوں پر بلیک ٹائیگرز کا سٹیکر لگاؤ اور اسے یہودیوں کی آبادی میں پھینک آؤ''...... عمران کے سوالات مکمل ہو گئے تو عمران نے جوزف سے کہا۔ جیسے ہی عمران کی بات مکمل ہوئی جوزف نے رٹنی کی گردن کو جھٹکا دیا تو اس کی دلدوز چیخ بلند ہوئی۔ اس کی گردن ٹوٹ چکی تھی اور وہ بندھا ہونے کے باوجود تڑپ رہا تھا جبکہ عمران ٹیلی فون کی طرف بڑھا۔ وہ رٹنی سے ملنے والی معلومات ہارون کو دینا چاہتا تھا تاکہ وہ سرکاری سطح پر ان افراد کے خلاف کارروائی کرا سکے۔

"تم بہت پریشان ہو۔ کیا بات ہے"...... کرنل شالاک نے مادام ٹائیگر کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ میں نے بلیک ٹائیگرز، عمران اور اس کے دو ساتھیوں پر قابو پا لیا تھا اور انہیں پوائنٹ ون میں زنجیروں سے جکڑ دیا تھا"...... مادام ٹائیگر نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اور اب تم نے ان کا خاتمہ کر دیا ہو گا لیکن یہ تو خوشی کی بات ہے اور تم پریشان ہو رہی ہو"...... کرنل شالاک نے کہا۔

"باس۔ پوائنٹ ون پر سلوانی آرمی نے ریڈ کر دیا تھا۔ ہمارے سارے ساتھی وکی سمیت مارے گئے ہیں۔ میں بمشکل جان بچا کر آئی ہوں"...... مادام ٹائیگر نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تمہارا کسی نے تعاقب تو نہیں کیا"...... کرنل شالاک نے تیز لہجے میں کہا۔



"میں پریشان تھی باس اس لئے اس بات کا خیال نہیں رکھ سکی"...... مادام ٹائیگر نے اس مرتبہ شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آؤ میرے ساتھ۔ ہمیں فوراً خفیہ راستے سے نکلنا ہو گا۔ آؤ"...... کرنل شالاک نے بدستور تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ مادام ٹائیگر کو لئے ایک خفیہ راستے سے زیرو پوائنٹ سے باہر نکل آیا۔ باہر سڑک پر ایک پارکنگ ایریا تھا۔ کرنل شالاک اس پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہاں اس کی ایک کار موجود تھی۔ وہ اس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا جبکہ مادام ٹائیگر اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ کرنل شالاک کار کو پارکنگ سے باہر لے آیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ کی ڈرائیو کے بعد کار ایک بڑے سے گیٹ پر جا کر رک گئی۔

"اس کوٹھی کے بارے میں میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور یہ کوٹھی میں نے ٹاپ ایمرجنسی کے لئے رکھی ہوئی ہے"...... کرنل شالاک نے معنی خیز انداز میں کہا اور پھر وہ کار سے نیچے اتر کر گیٹ کی طرف بڑھا۔ اس کی بات سن کر مادام ٹائیگر کے چہرے پر بھی عجیب سی مسکراہٹ آ گئی تھی۔

گیٹ کو نمبرز والا تالا لگا ہوا تھا۔ کرنل شالاک نے وہ تالا کھولنے کے بعد گیٹ کھولا اور پھر واپس کار میں آ کر بیٹھا اور کار کوٹھی میں داخل ہو گئی۔ اس نے کار گیٹ کے قریب ہی روک دی۔ پھر وہ کار سے نیچے اترا۔

"آؤ مادام ٹائیگر۔ تم بھی آ جاؤ"...... کرنل شالاک نے کہا تو

مادام ٹائیگر بھی کار سے نیچے اتر آئی۔ کرنل شالاک نے گیٹ بند کیا اور پھر واپس مڑا۔

''آؤ''...... اس نے مادام ٹائیگر سے کہا اور پھر وہ آگے بڑھنے لگا۔

''مادام ٹائیگر۔ یہاں سکون ہی سکون ہے کیونکہ یہاں کوئی ہوتا ہی نہیں ہے''...... کرنل شالاک نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس کی مسکراہٹ میں بھی درندوں کی سی غراہٹ تھی۔ مادام ٹائیگر کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ تھی۔ کرنل شالاک، مادام ٹائیگر کو کسی کمرے میں لے جانے کی بجائے بلڈنگ کی عقبی سمت میں آ گیا۔

''مادام ٹائیگر۔ اس گٹر کو دیکھ رہی ہو۔ اگر اس گٹر میں کسی زندہ انسان کو پھینک دیا جائے تو اس کے اندر موجود زہریلی گیس سے وہ چند منٹوں میں ہی ہلاک ہو جائے گا اور اس کی لاش پانی میں تیرتی ہوئی دور کہیں جا کر برآمد ہو گی اور کسی کو پتا نہیں چل سکے گا کہ یہ لاش کہاں سے آئی ہے اور اگر کسی کو گولی مار کر اس میں پھینک دیا جائے تو بھی لاش کا یہی انجام ہونا ہے''...... کرنل شالاک نے زہریلے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ یقیناً ایسا ہی ہوتا ہو گا''...... مادام ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''مادام ٹائیگر۔ تم شیرنی نہیں بھیڑ ہو۔ اگر روکی کے ساتھ ساتھ تم بھی ماری جاتی تو مجھے خوشی ہوتی اور میں صدر مملکت سے سفارش کر



ے تمہاری خدمات کے صلے میں تمہارے لئے اسرائیل کے سب ے بڑے ایوارڈ کا اعلان کراتا لیکن افسوس کہ تم بزدل نکلیں اور ں بزدل لوگوں کے دل میں گولی مارتا ہوں۔ تمہیں بھی دل میں ولی ماروں گا اور پھر تمہاری لاش کو اس گٹر میں پھینک دوں گا لیکن م حیران ہو رہی ہو گی اور تمہارے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو رہا ہو ا کہ میں نے تمہیں زیرو پوائنٹ پر ہی گولی کیوں نہیں مار دی۔ ئی۔ مجھ میں تھوڑی بہت عقل ہے۔ تم پی ایم کی بھتیجی ہو اور یروپوائنٹ پر کئی افراد موجود ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی میری کایت کر دیتا تو پھر میرے لئے کئی مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ اب میں واپس جا کر کہہ دوں گا کہ میں نے تمہیں بلیک ٹائیگر یا مران وغیرہ کے تعاقب میں بھیجا ہے اور صدر صاحب کو رپورٹ کر وں گا کہ تم دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹ علی عمران کے ہاتھوں اری گئی ہو۔ صدر صاحب، عمران سے ویسے بھی کافی متاثر ہیں لہٰذا ہاری موت کے بعد میرے لئے کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہو گا''۔ کرنل شالاک نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور وہ جیسے جیسے بول رہا تھا ادام ٹائیگر کا چہرہ ویسے ویسے دھواں ہوتا جا رہا تھا۔ پھر جیسے ہی کرنل شالاک کی بات ختم ہوئی کرنل شالاک کے ہاتھ میں ریوالور ھی نظر آنے لگا۔

''بب۔ بب۔ باس''...... مادام ٹائیگر نے ہکلاتے ہوئے کچھ کہنا چاہا لیکن کرنل شالاک نے اسے بولنے کا موقع نہ دیا۔ اس

نے ٹریگر دبا دیا تو ٹھک کی آواز نکلی کیونکہ ریوالور پر سائیلنسر لگا ہوا تھا لیکن ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی مادام ٹائیگر کی چیخ بلند ہوئی اور وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگی۔ کرنل شالاک اپنے نشانے کے بارے میں جانتا تھا۔ اس نے مادام ٹائیگر کے دل پر گولی ماری تھی اسی لئے ایک ہی گولی کافی ثابت ہوئی۔ مادام ٹائیگر گولی کھا کر زمین پر گری اور تڑپنے لگی تو کرنل شالاک گٹر کے ڈھکن کی طرف بڑھا۔ اس نے ریوالور ڈھکن کے قریب ہی رکھا اور پھر اس نے ڈھکن کے ہک میں ہاتھ ڈال کر زور لگایا تو ڈھکن اوپر اٹھ گیا۔ اس نے ڈھکن ایک طرف رکھا اور پھر جیسے ہی وہ مڑا وہ اپنی جگہ سے کئی فٹ اوپر اچھلا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ مادام ٹائیگر اس کے سامنے کھڑی تھی اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ اس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا ایک ریوالور نظر آ رہا تھا۔

''تت۔ تت۔ تم۔ تم۔ زندہ ہو''...... کرنل شالاک نے حیرت کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''باس۔ چونکہ میں تمہاری کمینی فطرت سے واقف ہوں۔ یہ بھی جانتی ہوں کہ تم زیادہ تر دل میں گولی مارتے ہو اس لئے میں نے اپنے لباس کے نیچے فائر پروف جیکٹ پہن لی تھی''...... مادام ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تم تو خاصی ذہین بھی ہو مادام ٹائیگر۔ میں تو تمہیں خواہ



مخواہ ضائع کر بیٹھا تھا۔ اوکے۔ اب تم میرا رائٹ ہینڈ بن کر رہو گی اور میں تم سے شادی بھی کرنا چاہوں گا۔ اب اس ریوالور کو جیب میں رکھ لو''...... کرنل شالاک نے اس مرتبہ بہت ہی میٹھے لہجے میں کہا۔

''کسی کو دوسرے وار کا موقع دینا سب سے بڑی حماقت ہوتی ہے باس اور میں احمق نہیں ہوں''...... مادام ٹائیگر نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر تم نے مجھے مار دیا تو صدر مملکت کو کیا جواب دو گی''۔ کرنل شالاک نے کہا۔

''باس۔ استاد، استاد ہی ہوتا ہے۔ تم نے مجھے سبق دے دیا ہے۔ میں تمہارے دیئے ہوئے سبق کے مطابق صدر صاحب کو یہی رپورٹ دوں گی کہ تم علی عمران کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے اس کے ہاتھوں مارے گئے ہو اور بقول تمہارے صدر صاحب اس علی عمران سے بہت ہی متاثر ہیں''...... مادام ٹائیگر نے بدستور طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ نہیں''...... اچانک ہی کرنل شالاک نے مادام ٹائیگر کے عقب میں دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔ یہ بہت پرانا حربہ تھا لیکن لاشعوری طور پر یہ حربہ عموماً کامیاب رہتا تھا اس لئے کرنل شالاک کو امید تھی کہ اب بھی یہی حربہ کامیاب رہے گا۔ اس نے چیختے ہی مادام ٹائیگر پر چھلانگ لگا دی لیکن مادام ٹائیگر شاید اس کے اس

حربے کے لئے ذہنی طور پر تیار تھی اس لئے اس نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔ جیسے ہی کرنل شالاک نے اس پر چھلانگ لگائی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ اس کے ریوالور پر بھی سائیلنسر فٹ تھا۔ اس لئے ٹھک ٹھک کی دو آوازیں پیدا ہوئیں اور دو گولیاں کرنل شالاک کے سینے میں جا لگیں۔ ایک گولی اس کی پسلیوں کو توڑتی ہوئی اس کے دل میں جا لگی۔ کرنل شالاک کی چیخ بلند ہوئی اور وہ مادام ٹائیگر کے قدموں میں آ گرا۔ مادام ٹائیگر کے قدموں میں گرتے ہی کرنل شالاک نے اس کے پیر پکڑ کر جھٹکا دیا تو وہ کرنل شالاک کے اوپر گر پڑی اور پھر اس نے تیزی سے کرنل شالاک کے سر پر ریوالور کا دستہ مار دیا۔ اس نے بوکھلا کر وار کیا تھا ورنہ اس کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ کرنل شالاک نے تڑپنا شروع کر دیا تھا۔ دل میں لگنے والی گولی بھلا اسے کیسے زندہ رہنے دیتی۔

مادام ٹائیگر فوراً ہی اس کے اوپر سے اٹھ گئی۔ کرنل شالاک چند لمحوں تک تڑپتا رہا پھر اس نے آخری ہچکی لی اور ساکت ہو گیا۔ جیسے ہی کرنل شالاک ساکت ہوا مادام ٹائیگر نے اسے پاؤں سے پکڑا اور گھسیٹتی ہوئی گٹر کے قریب لے آئی۔ پھر اس نے کرنل شالاک کو گٹر میں ڈال دیا۔ کرنل شالاک اسے قتل کر کے گٹر میں ڈالنے آیا تھا اور اب وہ خود مردہ ہو کر گٹر میں پہنچ گیا تھا۔ مادام ٹائیگر نے گٹر کا ڈھکن واپس گٹر پر رکھا اور اس کے بعد اس نے اپنے لباس کا جائزہ لیا۔ اس کے لباس پر کرنل شالاک کا خون لگ چکا تھا۔ وہ



اس کوٹھی کے کمروں میں آئی اور کمروں کی تلاشی لینے لگی۔ ایک کمرے میں اسے کپڑے بھی مل گئے۔ اس نے اسی کمرے کے باتھ روم میں غسل لیا۔ دوسرے کپڑے پہنے اور پھر وہ زیرو پوائنٹ پہنچ گئی۔ کرنل شالاک کے کمرے میں پہنچ کر وہ کرنل شالاک کی کرسی پر بیٹھ گئی اور آئندہ کے بارے میں سوچنے لگی۔ اسے سوچتے ہوئے چند سیکنڈ ہی گزرے تھے کہ انٹرکام کی گھنٹی بجنے لگی۔

''یس''...... اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''مادام۔ باس کو رپورٹ دینی ہے''...... دوسری طرف سے کرنل شالاک کی پی اے کی آواز سنائی دی۔

''کیا رپورٹ دینی ہے''...... مادام ٹائیگر نے پوچھا۔

''مادام۔ رٹنی کو اس کی رہائش گاہ سے اغوا کر لیا گیا تھا اور اب اس کی لاش فٹ پاتھ سے ملی ہے''...... پی اے نے بتایا۔

''اوہ۔ کافی دیر پہلے باس بھی تو رٹنی کی طرف گئے تھے۔ رٹنی نے کوئی اہم بات بتا کر انہیں بلایا تھا اور باس ابھی تک واپس نہیں آئے''...... مادام ٹائیگر نے اپنے لہجے میں پریشانی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''مادام۔ اب کیا کیا جائے''...... دوسری طرف سے کرنل شالاک کی پی اے نے بھی پریشان لہجے میں کہا۔

''حالات ہمارے خلاف جا رہے ہیں۔ پوائنٹ ون بھی تباہ ہو

گیا ہے۔ وکی وہاں مارا گیا ہے۔ اب مجھے صدر صاحب کو رپورٹ کر کے ان سے ہدایات لینی ہوں گی۔ تم لارڈ مکاؤ صاحب سے میری بات کراؤ''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے مادام''...... دوسری طرف سے پی اے نے کہا تو مادام ٹائیگر نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ تقریباً نصف منٹ بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی تو مادام ٹائیگر نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''یس مادام ٹائیگر اسپیکنگ''...... اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

''مادام۔ لارڈ مکاؤ صاحب سے بات کیجئے''...... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی اور پھر ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

''لارڈ مکاؤ سپیکنگ''...... اگلے ہی لمحے رسیور پر لارڈ مکاؤ کی آواز سنائی دی۔

''سر۔ مادام ٹائیگر بول رہی ہوں''...... مادام ٹائیگر نے اس مرتبہ نرم لہجے میں کہا۔

''یس مادام۔ فرمایئے۔ آپ نے کیسے یاد کیا ہے''...... دوسری طرف سے لارڈ مکاؤ نے شائستہ لہجے میں کہا۔

''سر۔ یہاں حالات ہمارے خلاف ہوتے جا رہے ہیں۔ مادام شازمین کو ان کے فلیٹ پر قتل کر دیا گیا۔ میں نے پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو قابو کر کے اپنے ٹھکانے پر پہنچا دیا



تھا۔ باس کا حکم تھا کہ ان سے معلومات حاصل کی جائیں جبکہ میں چاہتی تھی کہ انہیں فوراً ہلاک کر دیا جائے لیکن باس کے حکم کے مطابق ان سے پوچھ گچھ کرنے کی کوشش کی گئی لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں نے اچانک ہی حالات بدل دیئے۔ وکی سمیت ہمارے پانچ افراد مارے گئے۔ دوسری طرف سن لائٹ ہوٹل پر بھی شلوانی پولیس نے کارروائی کی۔ وہاں بھی ہمارے کئی افراد مارے گئے اور ہوٹل سیل کر دیا گیا۔ رٹنی ہمارا ایک اہم آدمی تھا۔ اس نے جانے کس ایمرجنسی کی بنا پر باس کو اپنے ٹھکانے پر بلایا لیکن اب رپورٹ ملی ہے کہ رٹنی کی لاش ایک فٹ پاتھ سے ملی ہے اور باس اس وقت سے لاپتہ ہیں''...... مادام ٹائیگر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اگر کرنل شالاک مارا گیا ہے تو یہ میرے لئے خوشی کی بات ہے۔ وہ انتہائی بدتمیز آدمی ہے۔ میرے ساتھ بھی سیدھے منہ بات نہیں کرتا تھا حالانکہ کرنل ڈیوڈ تک میری عزت کرتا ہے۔ بہرحال جو حالات آپ نے بتائے ہیں وہ بہت مخدوش ہیں۔ میں صدر مملکت سے بات کر کے ان سے ہدایات لیتا ہوں''...... دوسری طرف سے لارڈ مکاؤ کی آواز سنائی دی۔

''سر۔ حالات تو باس کے چند اقدامات اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے خراب ہوئے ہیں۔ اگر باس عمران اور اس کے ساتھیوں سے پوچھ گچھ کے چکر میں نہ پڑتے تو اس وقت تک عمران اور اس کے

ساتھی ہلاک ہو چکے ہوتے''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''میں صدر مملکت سے بات کرتا ہوں۔ پھر آپ کو فون کرتا ہوں۔ آپ نے میرے فون کا انتظار کرنا ہے''...... دوسری طرف سے لارڈ مکاؤ نے کہا۔

''اوکے سر۔ میں آپ کے فون کا انتظار کر رہی ہوں''...... مادام ٹائیگر نے کہا تو کال منقطع ہوگئی۔ اس نے رسیور کریڈل پر رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔ وہ جانتی تھی کہ لارڈ مکاؤ، کرنل شالاک کو پسند نہیں کرتا اس لئے اس نے پہلے لارڈ مکاؤ کو ہی فون کیا تھا۔ وہ لارڈ مکاؤ کی کال کا انتظار کرنے لگی۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد فون کی گھنٹی بجی تو اس نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''یس۔ مادام ٹائیگر اسپیکنگ''...... اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''لارڈ مکاؤ صاحب سے بات کیجئے''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے مین کہا گیا۔

''لارڈ مکاؤ اسپیکنگ''...... چند سیکنڈ بعد رسیور سے لارڈ مکاؤ کی آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ مادام ٹائیگر بول رہی ہوں''...... مادام ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مادام۔ کرنل شالاک کے بارے میں کچھ معلوم ہوا''...... لارڈ مکاؤ نے پوچھا۔



''نو سر۔ ابھی تک تو ان کی اطلاع آئی ہے اور نہ وہ خود آئے ہیں''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''میری صدر مملکت سے بات ہوئی ہے۔ موجودہ حالات پر انہوں نے کافی تشویش کا اظہار کیا ہے لیکن میں نے انہیں یقین دلایا ہے کہ آپ حالات سنبھال لیں گی۔ پھر صدر مملکت نے پی ایم صاحب سے بھی مشورہ کیا ہے اور یہ فیصلہ کیا ہے کہ کرنل شالاک کی غیر موجودگی میں آپ کو بلیک ہول کا چیف بنا دیا جائے لیکن آپ عارضی چیف ہوں گی۔ اگر کرنل شالاک صاحب واپس آ گئے تو پھر چیف وہی ہوں گے''...... دوسری طرف سے لارڈ مکاؤ نے کہا۔

''تھینک یو سر۔ آپ نے مجھ پر جس اعتماد کا اظہار کیا ہے اس اعتماد میں اضافہ ہی ہوگا''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''میں نے آپ کے چیف بننے کے آرڈر جاری کر دیئے ہیں اور میری خواہش ہے کہ آپ مستقل چیف رہیں۔ آپ تمام انتظامات سنبھال لیں اور اپنی کارروائیاں تیز کر دیں۔ مجھے پل پل کی رپورٹ دیتی رہیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کا جس قدر جلد ممکن ہو سکے خاتمہ کر دیں۔ اگر کسی پر شک بھی ہو جائے کہ یہ عمران یا اس کا ساتھی ہو سکتا ہے تو پوچھ گچھ کے چکر میں پڑے بغیر فی الفور اسے ہلاک کر دیا جائے''...... لارڈ مکاؤ نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ ایسا ہی ہوگا۔ آپ کے حکم کی حرف بہ حرف تعمیل ہو

گی''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''آپ نے اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھی کسی کی نظروں میں نہ آئیں۔ آپ ایک دشمن ملک میں موجود ہیں۔ وہاں آپ کو اپنے ہاتھ پاؤں بچا کر کام کرنا ہو گا''...... لارڈ مکاؤ نے کہا۔

''سر۔ سلوانیہ، ایکریمیا، روسیاہ، شوگران وغیرہ سے زیادہ باوسائل ملک تو نہیں ہے۔ ان ممالک کی سیکرٹ ایجنسیاں تو فعال، تیز اور اعلیٰ کارکردگی کی حامل ہیں۔ بعض سیکرٹ ایجنسیاں تو ایسی ہیں کہ دنیا بھر میں ان کی دہشت ہے۔ میں نے ان ملکوں میں ناممکن مشنز کو آسانی سے مکمل کیا ہے تو سلوانیہ میں مشن مکمل کرنا کیا مشکل ہو سکتا ہے''...... مادام ٹائیگر نے اس مرتبہ مغرور لہجے میں کہا۔

''آپ کو بلیک ہول کا چیف اس لئے بنایا گیا ہے کہ آپ پی ایم صاحب کی بھتیجی ہیں بلکہ صدر مملکت اور میں آپ کے کارناموں اور کارکردگی سے ذاتی طور پر آگاہ ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ کے ذریعے ہم سلوانیہ میں اپنے مقاصد حاصل کر لیں گے''۔ دوسری طرف سے لارڈ مکاؤ نے کہا۔

''سر۔ میں صدر صاحب اور آپ کی ممنون ہوں اور آپ کو یہ بھی یقین دلاتی ہوں کہ وہ دن بہت جلد آئے گا جب سلوانیہ یہودی اسٹیٹ بن جائے گا''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔



''بالکل ایسا ہو گا۔ لیکن آپ کو یہ بھی ذہن میں رکھنا ہو گا کہ بڑے مقاصد کے حصول میں بڑی رکاوٹیں بھی پیش آتی ہیں۔ اس مقصد کی راہ میں عمران سب سے بڑی رکاوٹ بن سکتا ہے''۔ لارڈ مکاؤ نے کہا۔

''سر۔ عمران تو میرے سامنے بے بس ہو گیا تھا اور کاش وہ منظر آپ اپنی آنکھوں سے دیکھتے کہ عمران نے اپنی زندگی بچانے کے لئے گڑگڑانا شروع کر دیا تھا لیکن میری بدقسمتی کہ باس کرنل شالاک نے اس موقع پر مداخلت کی اور پھر شاید عمران اور اس کے ساتھیوں کو کوئی موقع مل گیا ہو گا کیونکہ پوچھ گچھ وکی کر رہا تھا۔ میں تو واپس آ گئی تھی''...... مادام ٹائیگر نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب آپ دوبارہ محنت کریں۔ اگر آپ نے علی عمران کا خاتمہ کر دیا تو جب سلوانیہ یہودی ملک بنے گا تو آپ اس کی پہلی وزیراعظم ہوں گی۔ یوں تاریخ میں آپ کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جائے گا''...... دوسری طرف سے لارڈ مکاؤ نے کہا تو مادام ٹائیگر کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

''سر۔ عمران کا خاتمہ ضرور ہو گا۔ آپ بے فکر رہیں''...... اس نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... دوسری طرف سے لارڈ مکاؤ نے کہا اور پھر کال منقطع ہو گئی۔ مادام ٹائیگر نے فون کا رسیور رکھا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک نمبر پریس کر دیا۔

''یس مادام''...... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''صدر صاحب نے مجھے بلیک ہول کی چیف مقرر کر دیا ہے۔ تم واٹمور سے کہو کہ وہ تمام ریکارڈ لے کر میرے آفس میں آ جائے اور میں جیکب کو اپنا اسسٹنٹ مقرر کرتی ہوں۔ اسے بھی کہہ دو کہ وہ بھی میرے آفس میں آ جائے۔ میرے چیف ہونے اور جیکب کے اسسٹنٹ مقرر ہونے کی اطلاع سب کو کر دو''...... مادام ٹائیگر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ چیف بنتے ہی اس کا انداز بھی بدل گیا تھا۔

''اوکے مادام۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو مادام ٹائیگر نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

''یس۔ کم ان''...... مادام ٹائیگر نے بارعب لہجے میں کہا تو واٹمور کمرے میں داخل ہوا۔ واٹمور بلیک ہول کا ریکارڈ انچارج تھا۔ اس نے مادام ٹائیگر کے قریب آ کر اسے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

''مادام۔ آپ کو بلیک ہول کا چیف بننے پر مبارک ہو''۔ واٹمور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تھینک یو۔ تم مجھے تنظیم کا تمام ریکارڈ دکھاؤ''...... مادام ٹائیگر نے خشک لہجے میں کہا تو واٹمور نے چند فائلیں اس کے سامنے رکھ دیں۔ اس نے پہلی فائل اٹھائی اور اسے دیکھنے لگی۔ اسے فائل



ڑھتے ہوئے دو منٹ ہی گزرے تھے کہ دروازے پر ایک بار پھر ستک ہوئی۔

''یس۔ کم ان''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔ اسے معلوم تھا کہ اب جیکب آیا ہے۔ جیکب پہلے اس کے ساتھ ہی ہوتا تھا پھر ایک ماہ پہلے کرنل شالاک نے اسے بلیک ہول میں شامل کر لیا تھا اور اب ہ سلوانیہ میں تھا اور چونکہ وہ بہترین سیکرٹ ایجنٹ تھا اس لئے کرنل شالاک نے اسے اپنے ساتھ رکھا تھا۔ مادام ٹائیگر کی توقع کے عین مطابق جیکب کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے بھی مؤدبانہ انداز میں مادام ٹائیگر کو سلام کیا۔

''تمہیں اطلاع مل چکی ہے کہ میں نے تمہیں بلیک ہول کا سیکنڈ چیف مقرر کیا ہے''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''یس مادام۔ یہ آپ کی مہربانی ہے''...... جیکب نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم بلیک ہول کا تمام انتظام اپنے ہاتھ میں لے لو۔ میں ان فائلوں کو دیکھ لوں۔ اس کے بعد تم سے میٹنگ کرتی ہوں''۔ مادام ٹائیگر نے تحکمانہ لہجے میں جیکب سے کہا۔

''اوکے مادام''...... جیکب نے سر کو خم دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا جبکہ مادام ٹائیگر دوبارہ فائل پڑھنے لگی۔ واٹمور صرف تین فائلیں لایا تھا۔ اسے تینوں فائلیں پڑھنے میں صرف دس منٹ لگے تھے۔ فائلیں پڑھنے کے بعد مادام ٹائیگر نے

فائلیں والٹمور کو واپس کر دیں۔

''مادام۔ یہ ریکارڈ کمپیوٹر پر بھی موجود ہے۔ میں آپ کو پاس ورڈ بتا دیتا ہوں۔ آپ جب چاہیں کمپیوٹر پر یہ ریکارڈ دیکھ سکتی ہیں''...... والٹمور نے کہا اور پھر اس نے ایک پاس ورڈ بھی بتا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اب جا سکتے ہو''...... مادام ٹائیگر نے کہا تو والٹمور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے انٹرکام کی گھنٹی بجنے لگی۔ مادام ٹائیگر نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... مادام ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

''مادام۔ شوٹر نے ایک بیڈ نیوز دی ہے''...... دوسری طرف سے اس کی پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''بیڈ نیوز۔ کیا بیڈ نیوز ہے''...... مادام ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مادام۔ گروپ جی فور اور جی فائیو کے تمام افراد کو پولیس نے گرفتار کر لیا ہے''...... پی اے کی آواز سنائی دی تو مادام ٹائیگر یکدم چونکی۔

''اوہ۔ اوہ۔ رٹنی ہلاک ہو گیا ہے۔ وہ جی گروپس کے بارے میں جانتا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ رٹنی نے جی گروپس کے بارے میں ان لوگوں کو معلومات دے دی تھیں''...... مادام ٹائیگر نے کہا لیکن دوسری طرف سے اسے اس کی پی اے نے کوئی جواب نہ دیا۔



''جیکب کو فوراً میرے کمرے میں بھیجو''...... مادام ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر ایک منٹ سے بھی پہلے جیکب اس کے سامنے پہنچ گیا۔

''تم نے تمام انتظامات سنبھال لئے ہیں''...... مادام ٹائیگر نے تحکمانہ لہجے میں جیکب سے پوچھا۔

''یس مادام''...... اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تمام جی گروپس کو حکم دے دو کہ وہ فوری طور پر انڈر گرانڈ ہو جائیں''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے مادام۔ میں آپ کا یہ حکم ابھی سب تک پہنچا دیتا ہوں''...... جیکب نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کے بعد وہ مڑا اور کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اسی لمحے انٹرکام کی گھنٹی بجنے لگی۔

''یس''...... مادام ٹائیگر نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''مادام۔ دارالحکومت کے قریبی بڑے شہر سے بیڈ نیوز آئی ہے۔ وہاں بلیک ہول کے دو جی گروپس کام کر رہے تھے۔ دونوں گروپس کے افراد کو پولیس نے گرفتار کر لیا ہے''...... پی اے نے کہا۔

''اوکے''...... مادام ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا لیکن ابھی نصف منٹ بھی نہیں گزرا تھا کہ انٹرکام کی بیل ایک بار پھر بج اٹھی۔

''اب کیا ہے''...... مادام ٹائیگر نے رسیور کان سے لگا کر

نہایت ہی کرخت لہجے میں کہا۔

''مادام۔ ناساٹی سے بیڈ نیوز آئی ہے''...... دوسری طرف سے اس کی پی اے کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

''یہی بیڈ نیوز آئی ہے کہ وہاں کے جی گروپس کے آدمی بھی گرفتار ہو گئے ہیں''...... مادام ٹائیگر نے تلخ لہجے میں کہا۔

''یس۔ یس مادام۔ یہی بیڈ نیوز ہے''...... دوسری طرف سے پی اے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اب پورے سلوانیہ سے یہ خبریں آئیں گی۔ تم واٹمور سے کہو وہ رپورٹ تیار کرتا رہے''...... مادام ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''حالات خراب ہو رہے ہیں۔ لارڈ مکاؤ کو ان حالات سے آگاہ کرنا پڑے گا۔ اگر اسے کسی اور ذریعے سے معلوم ہو گیا تو اس کا مجھ پر سے اعتماد اٹھ سکتا ہے''...... مادام ٹائیگر نے خود کلامی کرتے ہوئے کہا پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا۔

''لارڈ مکاؤ صاحب سے میری بات کراؤ''...... مادام ٹائیگر نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند سیکنڈ بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''مادام ٹائیگر اسپیکنگ''...... اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے بارعب لہجے میں کہا۔

''مادام۔ لارڈ مکاؤ صاحب سے بات کیجئے''...... دوسری طرف



مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''لارڈ مکاؤ اسپیکنگ''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے لارڈ ؤ کی آواز سنائی دی۔

''سر۔ مجھے اطلاعات مل چکی ہیں۔ کرنل شالاک صاحب کو انی سیاہ فاموں کے ایک گروپ، جس کا نام بلیک ٹائیگرز ہے ے اغوا کیا ہے۔ انہوں نے کرنل صاحب سے اہم معلومات حاصل ر لی ہیں اور اب بلیک ٹائیگرز نے سلوانی پولیس کے ساتھ مل کر ک ہول کے خلاف کارروائیاں شروع کر دی ہیں۔ بلیک ہول کے گروپس کے بہت سے آدمی گرفتار کر لئے گئے ہیں''...... مادام ئیگر نے کہا۔

''اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ تو بہت ہی بری اطلاعات ہیں مادام۔ آپ کیا کر رہی ہیں۔ اگر معاملات آپ کے ہاتھ سے نکل رہے ہیں تو یں کسی اور کو بھیج دیتا ہوں''...... لارڈ مکاؤ کی آواز سنائی دی۔

''سر۔ مجھے بلیک ہول کی کمان سنبھالے وقت ہی کتنا ہوا ہے صرف چند منٹس اور یہ چند منٹس بھی مجھے فائلیں دیکھنے میں گزر گئے ہیں۔ حالات کرنل صاحب کی وجہ سے خراب ہوئے ہیں۔ اب بھی انہوں نے معلومات فراہم کی ہیں تو جی گروپس کے خلاف کارروائیاں ہو رہی ہیں۔ اب ان معاملات کو سنبھالنے کے لئے مجھے وقت تو لگے گا''...... مادام ٹائیگر نے اس مرتبہ ہلکے سے غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''آپ نے فوری طور پر کیا کیا ہے''...... لارڈ مکاؤ نے اس مرتبہ نرم لہجے میں کہا۔ مادام ٹائیگر کی بات بالکل درست تھی۔ اسے چیف بنے ابھی کچھ منٹ ہی ہوئے تھے۔

''میں نے جی گروپس کے افراد کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ فوری طور پر انڈر گراؤنڈ ہو جائیں۔ میں پہلے عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کروں گی۔ پھر بلیک ٹائیگرز گروپ کا۔ اس کے بعد ہم دوبارہ اپنی کارروائیاں شروع کریں گے''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''کون ہیں یہ بلیک ٹائیگرز۔ کیا یہ سلوانی حکومت کا کوئی گروپ ہے''...... لارڈ مکاؤ نے پوچھا۔

''نو سر۔ یہ کوئی سرکاری گروپ نہیں ہے۔ سلوانیہ میں رہنے والے سیاہ فام افراد میں سے چند کے دل میں حب الوطنی کا جذبہ بیدار ہو گیا ہے اور انہوں نے ان افراد کے خلاف کام کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو سلوانیہ کے حالات خراب کر رہے ہیں''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے اب تک کیا کارروائیاں ہوئی ہیں''...... لارڈ مکاؤ نے پوچھا۔

''سر۔ حیرت کی بات ہے ان کی طرف سے ابھی تک کوئی کارروائی سامنے نہیں آئی اور آئندہ میں انہیں کسی کارروائی کا موقع نہیں دوں گی۔ میں نے انہیں فوکس کیا ہوا ہے۔ بہت جلد ان کی روحیں ان کے جسموں کا ساتھ چھوڑ دیں گی۔ اور سر۔ کیا میں عمران



ڈیڈ باڈی اسرائیل بھجوا دوں۔ یہ اسرائیلی قوم کے لئے میری سے ایک گفٹ ہو گا''...... مادام ٹائیگر نے بااعتماد لہجے میں

''ہاں۔ عمران کی ڈیڈ باڈی تم اسرائیل بھجوا دینا۔ ہم اسے عبرت نشان بنا دیں گے''...... لارڈ مکاؤ نے کہا۔

''اوکے۔ اب آپ کچھ ہی دیر میں خوشخبری سنیں گے''۔ مادام گر نے کہا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک''...... لارڈ مکاؤ کی آواز سنائی دی اور کال منقطع ہو گئی۔ مادام ٹائیگر نے بھی رسیور کریڈل پر رکھا اور اس نے سیل فون جیب سے نکالا اور نمبرز پریس کرنے لگی۔

''جیکب۔ میرے کمرے میں آؤ''...... کال ملتے ہی مادام ئیگر نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر کال کاٹ دی۔ تھوڑی دیر بعد یکب اس کے کمرے میں آ گیا۔

''تم نے جی گروپس کو انڈر گراؤنڈ ہونے کے احکامات دے دیئے تھے''...... مادام ٹائیگر نے پوچھا۔

''یس مادام۔ لیکن مادام پورے سلوانیہ میں بیک وقت جی گروپس کے خلاف کارروائی ہوئی ہے اور زیادہ تر افراد گرفتار ہو چکے ہیں البتہ ابھی تک کئی گروپس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ جس کا مطلب ہے کہ حکومت کو ان گروپس کے بارے میں معلومات نہیں مل سکیں''...... جیکب نے کہا۔

''ہاں۔ یہ سب رٹنی کی وجہ سے ہوا ہے۔ رٹنی نے یہ معلومات فراہم کی ہیں۔ اسی نے کرنل شالاک کو بھی بلوایا تھا اور اب مجھے یقین ہو چلا ہے کہ کرنل شالاک بھی رٹنی کی طرح مارا گیا ہے''۔ مادام ٹائیگر نے کہا۔

''آپ کا اندیشہ درست ثابت ہوتا ہے مادام۔ اگر کرنل صاحب زندہ اور صحیح سلامت ہوتے تو اب تک واپس آ چکے ہوتے۔ وہ اتنی دیر تک اپنے ہیڈکوارٹر سے دور نہیں رہ سکتے''...... جیکب نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جیکب۔ ہمیں کرنل شالاک کی کارکرگی سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ اب بلیک ہول ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ اب ہم نے کارکردگی کا مظاہرہ کرنا ہے تاکہ ہم اپنے ملک و قوم کے کام آ سکیں۔ ہماری قوم جو خواب دیکھ رہی ہے ہم اس خواب کو تعبیر دے سکیں۔ صدر صاحب اور پی ایم صاحب نے ہم پر جو اعتماد کیا ہے ہم اس اعتماد پر بھی پورا اتر سکیں''...... مادام ٹائیگر نے اس مرتبہ نرم لہجے میں کہا۔

''مادام۔ آپ بالکل درست فرما رہی ہیں۔ میں نے اپنے آدمیوں کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں اور بلیک ٹائیگرز کو ٹریس کریں۔ جیسے ہی وہ ٹریس ہوتے ہیں ہم ان پر بجلی بن کر گریں گے اور انہیں نیست و نابود کر دیں گے''...... جیکب نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔



''عمران اور اس کے ساتھیوں کا ٹریس ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ عمران ایک ایسی ہڈی ہے کہ اگر حلق میں پھنس جائے تو نہ نگلی جا سکتی ہے اور نہ اگلی جا سکتی ہے''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''مادام۔ ایک بات کا دھیان ہمیں ابھی تک نہیں آیا''۔ جیکب نے سوچتے ہوئے کہا۔

''کس بات کا''...... مادام ٹائیگر نے اس سے پوچھا۔

''مادام۔ عمران اور اس کے ساتھی یہاں سلوانیہ کی مدد کرنے آئے ہیں۔ سلوانی حکام تو جانتے ہوں گے کہ وہ کہاں رہ رہے ہیں۔ اگر ہم ان میں سے کسی کو اغوا کر لیں تو اس سے ہمیں عمران کا ایڈریس معلوم ہو سکتا ہے''...... جیکب نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم نے بڑے پتے کی بات کی ہے اور تمہاری بات پر میرے ذہن میں ایک نام آ رہا ہے اور کسی کو معلوم ہو نہ ہو سلوانی انٹیلی جنس بیورو کے ڈپٹی ڈائریکٹر ہارون کو ضرور معلوم ہو گا۔ عمران سے ملنے پاکیشیا بھی وہی گیا تھا''...... مادام ٹائیگر نے سوچتے ہوئے کہا۔

''مادام۔ میں اس ہارون کو یہاں لے آتا ہوں''...... جیکب نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مگر یہ کام رات کی تاریکی میں بہتر رہے گا اور یہ کام میں خود کروں گی۔ البتہ تم میرے ساتھ چلو گے۔ تم معلوم کرو کہ یہ ہارون کہاں رہتا ہے اور پھر اس کی رہائش گاہ کا جائزہ بھی لے آؤ۔

مجھے یقین ہو رہا ہے کہ آج کی رات عمران اور اس کے ساتھیوں کی آخری رات ہے۔ کل کا سورج دیکھنا انہیں نصیب نہیں ہو گا"۔ مادام ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے مادام۔ میں ابھی جاتا ہوں"...... جیکب نے کہا اور مادام ٹائیگر کے سر ہلانے پر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور پھر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ مادام ٹائیگر کو تنظیم کے بہت سے معاملات دیکھنے تھے اس لئے وہ بھی مصروف ہو گئی۔



رات نصف سے زیادہ گزر چکی تھی اور دارالحکومت کی سڑکیں ویران اور سنسان تھیں۔ سردی اپنے پورے عروج پر تھی۔ وقفے وقفے سے برف باری کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ مادام ٹائیگر اور جیکب سیاہ رنگ کی ایک کار میں بیٹھے تھے اور کار مناسب رفتار سے آگے بڑھ رہی تھی۔ جیکب، ہارون کے بارے میں معلومات حاصل کر آیا تھا۔ ہارون سرکاری رہائش گاہ استعمال نہیں کرتا تھا۔ اس کا درمیانے درجے کا ایک ذاتی گھر تھا جو مسلم کالونی میں تھا۔ اس گھر میں وہ اپنے دو بچوں اور بیوی کے ساتھ رہتا تھا جبکہ حکومت نے اسے دو سیکورٹی گارڈ بھی مہیا کئے ہوئے تھے۔ کار مناسب رفتار سے چلتی ہوئی ہارون کے گھر کے گیٹ پر پہنچ گئی۔ مادام ٹائیگر کار سے نیچے اتری اور اس نے گیٹ پر دستک دی۔ چند لمحوں بعد گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھل گئی اور ایک مسلح سیکورٹی گارڈ دکھائی دیا۔

"جی کون ہیں آپ"...... سیکورٹی گارڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

''میں عاتکہ ہوں مسز ہارون کی بہن''...... مادام ٹائیگر نے سردی سے کانپتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ لیکن آپ اس وقت''...... سیکورٹی گارڈ نے اس مرتبہ نرم لہجے میں کہا۔

''ہم سرشام ہی پہنچ جاتے لیکن راستے میں ہماری گاڑی خراب ہوگئی اور ہمارا کافی وقت ضائع ہوگیا''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''میں گیٹ کھولتا ہوں''...... سیکورٹی گارڈ نے کہا اور پھر اس نے گیٹ کھول دیا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جیکب تھا۔ جیسے ہی گیٹ کھلا جیکب کار اندر لے آیا۔ گیٹ کے قریب ہی ایک چھوٹا سا کیبن تھا۔ کیبن کے دروازے پر دوسرا سیکورٹی گارڈ کھڑا ہوا تھا۔ پہلے سیکوری گارڈ نے اسے بتا دیا تھا کہ یہ مسز ہارون کی بہن اور بہنوئی ہیں۔

''سر اور میڈم تو سو چکے ہیں اور ہم انہیں اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتے''...... ایک سیکورٹی گارڈ نے کہا۔

''اس گھر کے سارے کمرے ہمارے دیکھے ہوئے ہیں۔ ہم کئی بار یہاں آئے ہیں۔ باجی کو اور ان کے شوہر کو اٹھانے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ صبح وہ ہمیں خود ہی دیکھ لیں گے''...... مادام ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے آگے قدم بڑھایا۔ دونوں سیکورٹی گارڈ اس کی بات سے مطمئن ہو گئے۔ مادام ٹائیگر قدم بڑھاتے ہی یکدم رکی۔ پھر وہ اور جیکب ایک ساتھ حرکت میں آئے۔ ان کا ایک



یک ہاتھ سیکورٹی گارڈز کے منہ پر گیا اور دوسرے ہاتھوں میں موجود ریوالورز سے ٹھک ٹھک کی آوازیں ابھریں اور سیکورٹی گارڈز کے دلوں میں سوراخ ہو گئے۔ ان کی چیخیں مادام ٹائیگر اور جیکب کی ہتھیلیوں میں دب کر رہ گئیں۔ پھر ان دونوں نے سیکورٹی گارڈز کو نیچے پھینک دیا۔ وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگے جب وہ ساکت ہو گئے تو مادام ٹائیگر اور جیکب کمروں کی طرف بڑھے۔ انہوں نے کمروں کی تلاشی لی تو انہیں ایک ہی کمرے میں ہارون، مسز ہارون، ان کا دس سالہ بیٹا اور پانچ سالہ بیٹی مل گئے۔ فرش پر قالین بچھا ہوا تھا اور وہ چاروں گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔ کمرے کا درجہ حرارت قدرے گرم تھا۔ غالباً کمرے میں ہیٹر چلایا گیا تھا اور سونے سے پہلے بند کر دیا گیا تھا۔ کمرے کا جائزہ لینے کے بعد جیکب نے جیب سے رسی کا ایک چھوٹا سا بنڈل اور ٹیپ نکال لی۔ اس نے ٹیپ بچوں کے منہ پر چڑھائی اور پھر ان کے ہاتھ رسی سے باندھ دیئے۔ جب وہ بچوں کو باندھ چکا تو مادام ٹائیگر، مسز ہارون کے قریب پہنچ گئی۔ جیکب اس کے منہ پر بھی ٹیپ چڑھانے لگا تو اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے چیخنا چاہا لیکن جیکب نے جلدی سے ٹیپ اس کے منہ پر چپکا دی۔ اس نے ہاتھ پاؤں مارنے چاہے لیکن مادام ٹائیگر نے اسے قابو کر لیا۔ جیکب نے اس کے بھی ہاتھ باندھ دیئے۔ اس کے بعد وہ دونوں ہارون کی طرف متوجہ ہوئے جو ابھی تک بے خبر سویا ہوا تھا۔ مادام ٹائیگر نے ریوالور جیب سے نکالا

اور مسز ہارون کی کنپٹی پر رکھ دیا۔ خوف سے اس کی آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو گئیں جبکہ جیکب نے ایک تھپڑ ہارون کے منہ پر رسید کر دیا۔ اس کی آنکھ کھل گئی اور وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔

''تمہاری بیوی گن پوائنٹ پر ہے۔ اگر تم نے شور مچایا یا ہماری حکم عدولی کی تو ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں تمہاری بیوی کی کھوپڑی کے پرخچے اڑ جائیں گے''...... مادام ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا تو ہارون ہونٹ کاٹنے لگا۔

''ہم نے تمہارے ہاتھ پشت پر باندھنے ہیں۔ اپنے ہاتھ پشت پر کرو''...... جیکب نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا تو ہارون تذبذب میں پڑ گیا۔

''سوچو نہیں مسٹر ہارون۔ سوچ میں پڑو گے تو اپنی بیوی اور بچوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے''...... مادام ٹائیگر نے ایک بار پھر غراتے ہوئے کہا۔ ہارون نے ان دونوں کو غور سے دیکھا اور پھر اس نے چپ چاپ اپنے ہاتھ پشت پر کر دیئے۔ جیکب اس کے ہاتھ باندھنے لگا۔

''گڈ۔ تم کافی سمجھدار لگتے ہو۔ اگر تم نے سمجھداری سے کام لیا تو اپنی فیملی کو بچا لو گے ورنہ تمہاری فیملی وہ ہو جائے گی۔ کیا کہتے ہو تم۔ ہاں شہید۔ شہید ہو جائے گی''...... مادام ٹائیگر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''گیٹ پر تو سیکورٹی گارڈز تھے۔ تم اندر کیسے آ گئے''...... ہارون



نے ان سے پوچھا۔

''وہ احمق بھلا ہمیں کیسے روک سکتے تھے اور ویسے بھی لاشیں کسی کا راستہ نہیں روک سکتیں''...... جیکب نے کہا۔

''تم نے انہیں مار ڈالا''...... ہارون نے غصے اور افسوس کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔

''ہم انسانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ دیتے ہیں۔ اس بات کا ثبوت تمہیں ابھی مل جائے گا اگر تم نے میرے سوالوں کے جواب نہ دیئے تو''...... مادام ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

''کیا چاہتے ہو تم''...... ہارون نے پوچھا۔

''بلیک ٹائیگرز اور علی عمران کے بارے میں ہمیں بتاؤ''۔ مادام ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا۔

''مجھ سمیت حکومت کا کوئی بھی اہلکار بلیک ٹائیگرز کے بارے میں نہیں جانتا۔ صرف اتنا سنا ہے کہ وہ محبِ وطن سلوانی ہیں اور سلوانیہ کے دشمنوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں''...... ہارون نے کہا تو مادام ٹائیگر نے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

''علی عمران کے بارے میں بتاؤ''...... مادام ٹائیگر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''علی عمران پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ سیکرٹ فیلڈ میں وہ کافی معروف ہیں''...... ہارون نے کہا۔ جیسے ہی اس کی بات مکمل ہوئی جیکب نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔

"ایڈیٹ۔ تم احمق ہو یا ہمیں سمجھ رہے ہو۔ یہ بتاؤ کہ عمران اس وقت کہاں ہے"...... جیکب نے اس کے منہ پر تھپڑ مارنے کے بعد غراتے ہوئے کہا۔

"تم عمران کو میرے حوالے کر کے گئے تھے جو مجھ سے پوچھ رہے ہو"...... ہارون نے منہ بنا کر کہا۔

"مادام۔ یہ اس طرح نہیں مانے گا۔ ہمیں اپنا اصل روپ دکھانا ہی پڑے گا"...... جیکب نے اس مرتبہ مادام ٹائیگر سے کہا۔

"اوکے۔ ہم اسے اپنا اصل روپ دکھا دیتے ہیں"...... مادام ٹائیگر نے اپنے کندھے اچکا کر کہا اور پھر اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک خنجر نکال لیا۔ خنجر نکالنے کے بعد مادام ٹائیگر نے خونی نظروں سے ہارون کی طرف دیکھا۔

"ہارون۔ ہمیں انتہائی اقدام پر مجبور مت کرو۔ ہمارے سوالوں کے جواب دے دو۔ تم مجھے جانتے نہیں ہو۔ میں وہ خونخوار درندہ ہوں جس کی درندگی دیکھ کر چیتے اور بھیڑیئے بھی لرز اٹھتے ہیں"...... مادام ٹائیگر نے درندوں کی طرح غراتے ہوئے کہا لیکن ہارون کے چہرے پر کوئی تاثر نہ ابھرا۔

"ہارون۔ تمہیں اپنی بیوی سے محبت ہے"...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد مادام ٹائیگر نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"یہ تو ایک فطری سی بات ہے"...... ہارون نے جواب دیا۔ اس نے مادام ٹائیگر کے لہجے کو محسوس نہیں کیا۔



"مجھے نہیں معلوم کہ تمہیں اپنی بیوی سے کتنی محبت ہے۔ یہ میں ابھی معلوم کرتی ہوں"...... مادام ٹائیگر نے خونخوار انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ مسز ہارون کی طرف بڑھی۔ اس کی آنکھوں میں خونی چمک پیدا ہو چکی تھی۔ چہرے پر کرختگی تھی اور ہاتھوں میں چمکتا ہوا خنجر۔ مسز ہارون کی آنکھیں خوف سے پھٹنے لگیں۔

"جیکب۔ میرا خیال ہے کہ ہارون کو اپنی مسز کی چیخوں کی آوازیں سنائی دینی چاہئیں۔ اس لئے تم مسز ہارون کے منہ سے ٹیپ ہٹا دو"...... مادام ٹائیگر نے مسز ہارون کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا تو اس نے مادام ٹائیگر کے حکم کی تعمیل کر دی۔

"مسز ہارون۔ یہ خنجر تمہاری گردن پر چلے گا تو کیسا رہے گا"۔ مادام ٹائیگر نے خنجر بیگم ہارون کی آنکھوں کے لہراتے ہوئے کہا تو اس کے جسم میں کپکپاہٹ سی پیدا ہوگئی۔

"نن۔ نن۔ نن۔ تت۔ تم۔ تم ایسا کیوں کر رہی ہو"...... بیگم ہارون نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"میں ایسا نہیں چاہتی۔ تمہارا شوہر ایسا چاہتا ہے۔ تم اپنے شوہر سے کہو نا کہ وہ تمہیں بچالے"...... مادام ٹائیگر نے طنزیہ لہجے میں کہا تو بیگم ہارون نے اپنے شوہر کی طرف دیکھا۔

"یہ جو کچھ پوچھنا چاہتے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم اور اگر معلوم ہوتا بھی تو میں انہیں ہرگز نہ بتاتا۔ تم سمجھ رہی ہو کہ میں نے انہیں

بتا دیا تو یہ ہمیں چھوڑ دیں گے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اب تک سینکڑوں سلوانی خاندانوں کو بیدردی سے قتل کر دیا ہے اور سینکڑوں کو جلا وطنی پر مجبور کیا ہے۔ یہ یہودی ایجنٹ ہیں بیگم۔ ان میں انسانیت نام کی کوئی چیز نہیں۔ یہ سفاک درندے ہیں اور جن لوگوں کا یہ ایڈریس پوچھ رہے ہیں وہ سلوانیہ کے محسن ہیں اور سلوانیہ کی بقاء کے لئے اپنی جانوں کی پرواہ کئے بغیر آئے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں پر میری ایک فیملی تو کیا اگر سو فیملیز بھی ہوں تو میں قربان کر دوں گا۔ یہ یہودی ایجنٹ سلوانیہ کو یہودی ملک بنانا چاہتے ہیں۔ عمران اور ان کے ساتھی یہودیوں کے اس خواب کو ملیا میٹ کرنے کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اب تم بتاؤ اگر عمران کے بارے میں تمہیں معلومات ہوتیں تو کیا تم ان ایجنٹوں کو بتا دیتیں“...... ہارون نے نہایت جذباتی لہجے میں کہا تو بیگم ہارون کا چہرہ پرسکون ہوتا چلا گیا۔

”بے غیرت لڑکی۔ اب تو بیشک مجھے قتل کر دے۔ مجھے ملال نہیں ہو گا“...... بیگم ہارون نے کہا۔

مادام ٹائیگر کو کچھ غصہ تو ہارون کی باتیں سن کر آیا تھا۔ اب بیگم ہارون کی بات سن کر تو وہ غصے سے پاگل ہو گئی۔ اس کے چہرے پر وحشت برسنے لگی۔ آنکھیں سرخ ہو گئیں اور اس کا سانس تیز تیز چلنے لگا۔ اس وقت وہ خوبصورت لڑکی کی بجائے خون آشام چڑیل نظر آ رہی تھی۔ اس نے انتہائی غصے میں بیگم ہارون کی پسلیوں میں



کر رسید کر دی۔ بیگم ہارون کے حلق سے چیخ بلند ہو گئی۔ مادام یگر ایک بار پھر بیگم ہارون کے قریب بیٹھ گئی اور اس نے بیگم رون کو اوندھا کر دیا۔ اس کے بعد وہ بیگم ہارون کی پشت پر سوار گئی۔ پھر اس نے بیگم ہارون کا سر پکڑا اور تیز دھار خنجر اس کی ردن پر چلا دیا۔ بیگم ہارون کی گردن سے خون فوارے کی طرح بل پڑا۔ مادام ٹائیگر کے ہاتھ اور کپڑے خون آلود ہو گئے۔ خون کے چھینٹے اس کے چہرے پر بھی پڑے اور اس کا چہرہ انتہائی بھیانک ہو گیا۔ وہ بیگم ہارون کی گردن پر مسلسل خنجر چلانے لگی۔ یہاں تک کہ اس کا سر تن سے جدا ہو گیا۔ ہارون اس بھیانک منظر کو کھلی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکا تھا۔ اس نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں اور اس کی زبان سے مقدس آیات کا ورد جاری ہو گیا تھا۔

بیگم ہارون کا سر کاٹنے کے بعد مادام ٹائیگر نے سر ایک طرف پھینک دیا اور پھر اس خون آشام ڈائن کی طرح کھڑی ہو گئی جو کسی انسان کا خون پی کر کھڑی ہوتی ہے۔

”تم نے اپنی بیگم کا انجام دیکھ لیا ہے ہارون۔ اب تم اپنے بچوں کا بھی انجام دیکھو“...... مادام ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا تو ہارون نے اپنی بند آنکھیں کھولیں۔ ان آنکھوں میں غم کے تاثرات بھی تھے اور نمی بھی۔

”جو اللہ کو منظور ہوتا ہے۔ وہی ہوتا ہے“...... ہارون نے اپنے لہجے کو مضبوط بناتے ہوئے کہا۔

''اب بھی وقت ہے ہارون۔ اپنے بچوں کو اس انجام سے بچا لو''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''میں جانتا ہوں۔ تم نے پھر بھی ہمیں قتل کر دینا ہے''۔ ہارون نے کہا۔

''میں وعدہ کرتی ہوں۔ اگر تم نے عمران کا ایڈریس بتا دیا تو میں تمہیں اور تمہارے بچوں کو چھوڑ دوں گی''...... مادام ٹائیگر نے کہا۔

''اگر آج تم چھوڑ بھی دو گی تو کل تمہارا کوئی اور ساتھی ہمیں مار ڈالے گا۔ صرف ہمیں ہی نہیں بلکہ لاکھوں سلوانی مسلمانوں کو اس لئے بہتر یہی ہے کہ اگر ہماری قربانی سے دیگر لاکھوں سلوانی بچتے ہیں تو ہم قربانی دے دیں۔ عمران اور اس کے ساتھی اب تمہاری شہ رگ کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ ملک بھر سے تمہارے درجنوں گروپس کے سینکڑوں ایجنٹ انہوں نے گرفتار کرا دیئے ہیں اور چند دنوں میں ہم تمہاری غلیظ حرکتوں سے اقوام عالم کو آگاہ کریں گے اور پھر اقوام عالم تم پر تھوتھو کرے گی''...... ہارون نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہم نے کب اقوام عالم کی پرواہ ہے۔ ہم اقوام عالم کو اپنی ٹھوکروں میں رکھتے ہیں''...... مادام ٹائیگر نے اقوام عالم کو غلیظ گالی دیتے ہوئے کہا۔ پھر وہ جیکب کی طرف مڑی۔

''جیکب''...... اس نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔



''یس مادام''...... جیکب نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس کے بچوں کے منہ سے بھی ٹیپ ہٹا دو۔ بچوں کی سریلی چیخیں اس کے کانوں میں رس گھولیں گی اور یہ ان چیخوں کو سن کر خوش ہو گا''...... مادام ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

''اوکے مادام''...... جیکب نے کہا اور پھر اس نے بچوں کے منہ سے ٹیپ نوچ لی۔ بچے اب تک گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔ ٹیپ کے نوچے جانے پر ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ کمرے کے بھیانک ماحول نے انہیں انتہائی خوفزدہ کر دیا۔ ان کی امی کا کٹا سر ایک طرف پڑا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی تھیں اور ان آنکھوں میں دنیا بھر کی مظلومیت دکھائی دے رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہ آنکھیں یاسیت سے اپنے بچوں کو دیکھ رہی ہوں۔ بغیر سر کے جسم دوسری جگہ پڑا ہوا تھا۔ کمرے میں سبز قالین بچھا ہوا تھا لیکن لاش کے اردگرد قالین سرخ ہو چکا تھا۔ مادام ٹائیگر کے چہرے پر وحشت، آنکھوں میں درندگی اور ہاتھ میں خنجر تھا۔ خنجر خون سے تر تھا۔ یہ ماحول بچوں کے لئے اتنا بھیانک تھا کہ ان کے حلق ہی خشک ہو گئے۔ انہوں نے چیخنا چاہا مگر وہ چیخ نہ سکے۔ ان کے منہ کھل اور بند ہو رہے تھے لیکن ان کے منہ سے کوئی آواز نہیں نکل رہی تھی۔

''ہاں تو مسٹر ہارون۔ اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔ اپنے بچوں کو بھی ذبح ہوتے ہوئے دیکھو گے یا عمران کا ایڈریس بتاؤ گے''۔

مادام ٹائیگر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم لوگ تو شیطان سے بھی بدتر ہو۔ تمہیں دیکھ کر تو شیطان بھی اپنا منہ چھپا لیتا ہو گا اور مادام ٹائیگر۔ اگر اس وقت تم اپنا چہرہ دیکھ لو تو تم خود ڈر جاؤ۔ تم انسان نہیں ہو“...... ہارون نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے انسان ہونے کا دعویٰ کبھی کیا ہی نہیں۔ میں تو مادام ٹائیگر ہوں اور ٹائیگر کا کام معصوم اور کمزور جانوروں کو چیرنا پھاڑنا ہے اور تمہاری اس بات سے ثابت ہو رہا ہے کہ تمہیں اپنے بچوں سے کوئی محبت اور ہمدردی نہیں ہے۔ اوکے۔ تمہیں ہمدردی نہیں ہے تو میں جو کہ ایک خون آشام درندہ ہوں۔ مجھے ان سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے“...... مادام ٹائیگر نے بدستور غراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے لڑکے کی طرف خونی نظروں سے دیکھا۔ چند لمحوں تک اسے گھورتے رہنے کے بعد وہ اس کی طرف بڑھی۔ مادام ٹائیگر لڑکے کی طرف بڑھی تو ہارون نے خود کو رسی سے آزاد کرانے کے لئے زور لگایا لیکن رسی بہت ہی مضبوط تھی اور ماہرانہ انداز میں باندھی گئی تھی۔ اسے کھولنا یا توڑنا ہارون کی بس کی بات نہیں تھی۔ لڑکے کے قریب پہنچ کر وہ اس کے سینے پر سوار ہو گئی۔ بچہ تو پہلے ہی اس ماحول سے انتہائی خوفزدہ ہو چکا تھا۔ اب مادام ٹائیگر خون آشام درندے کی طرح اس کے سینے پر سوار ہوئی تو وہ خوف سے بے ہوش ہو گیا۔ اس کے سینے پر سوار ہونے کے بعد مادام ٹائیگر



نے ہارون کی طرف دیکھا جو ابھی تک خود کو رسی سے آزاد کرانے
کوشش کر رہا تھا۔ مادام ٹائیگر اس وقت اس بھوکی شیرنی کی مانند
ائی دے رہی تھی جسے کئی دن کی بھوک کے بعد کوئی معصوم سی
یڑ ملی ہو۔ مادام ٹائیگر کے منہ سے کسی درندے کی مانند غراہٹیں
ل رہی تھیں اور پھر اس نے دس سال کے معصوم اور بے گناہ بچے
ی گردن پر خنجر چلا دیا۔ ہارون اس منظر کو برداشت نہ کر سکا۔ اس
نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو
گئے۔

اس ماحول کی وجہ سے بچے کا خون پہلے ہی خشک ہو گیا تھا اس لئے اس کی گردن سے خون بھی کم نکلا۔ مادام ٹائیگر نے بچے کا سر بھی تن سے جدا کر دیا اور پھر وہ سر اس نے مسز ہارون کے سر کی جانب اچھال دیا۔ مسز ہارون کی آنکھیں پہلے کھلی تھیں لیکن مردہ ماں بھی یہ منظر برداشت نہیں کر سکی تھی۔ اس لئے اب اس کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں جبکہ پانچ سالہ بچی سے بھی یہ منظر برداشت نہیں ہوا تھا۔ اپنے بڑے بھائی کو ذبح ہوتے دیکھ کر ہی اس کی روح نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔

جیکب، مادام ٹائیگر کے بارے میں جانتا تھا کہ وہ کس قدر سنگدل اور سفاک ہے لیکن وہ بچوں کو بھی اس درندگی کے ساتھ ذبح کر سکتی ہے یہ وہ بھی نہیں سوچ سکتا تھا۔ وہ بھی مادام ٹائیگر کے اس روپ پر حیران تھا اور پھر اس کی نظر ہارون کی پانچ سالہ بیٹی پر

پڑی جو خوف سے ہی جاں بحق ہو چکی تھی۔

"مادام۔ بچی مر گئی ہے"...... جیکب نے آہستگی سے کہا۔ اس کی بات سن کر مادام ٹائیگر نے خونی نظروں سے پہلے اس کی طرف اور پھر بچی کی طرف دیکھا۔ اس کی آواز ہارون نے بھی سن لی تھی۔ اس نے بے اختیار آنکھیں کھول دیں اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے دھندلائی ہوئی تھیں۔ اس نے پلکیں جھپکا جھپکا کر آنکھیں صاف کیں اور اپنی معصوم سی بیٹی کی طرف دیکھنے لگا۔

نہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اسے بھی میرے خنجر سے ہی مرنا چاہئے تھا۔ یہ مر گئی ہے۔ کوئی بات نہیں۔ میرا خنجر بھی اس کی گردن اس کے تن سے جدا کر دے گا"...... مادام ٹائیگر نے کہا۔ اس کی آواز سے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے درجنوں درندے مل کر غرا رہے ہوں۔ پھر وہ بچے کے مردہ جسم سے اٹھ کر مردہ بچی کے قریب آ کر اس کے بھی سینے پر سوار ہو گئی۔ ایسا منظر تو شاید چشم فلک نے اس سے قبل نہیں دیکھا ہو گا۔ ہارون نے غم و بے بسی سے آنکھیں بند کر لیں جبکہ مادام ٹائیگر نے اپنا خنجر مردہ بچی کی گردن پر چلا دیا اور اس کی گردن بھی تن سے جدا کر دی۔

"مادام۔ شاید ہارون نے بھی زندگی سے رشتہ توڑ دیا ہے"۔ جیکب نے کہا تو مادام ٹائیگر بچی کے سینے سے اتری۔

"نہیں۔ عمران کا ایڈریس بتائے بغیر اسے نہیں مرنا چاہئے"۔ مادام ٹائیگر نے خونخوار لہجے میں کہا تو جیکب آگے بڑھا اور اس نے



ہارون کی نبض دیکھی۔

"مادام۔ یہ زندہ ہے۔ بس شدت غم کی وجہ سے یہ بے ہوش ہو گیا ہے"...... جیکب نے ہارون کی نبض دیکھتے ہوئے کہا۔

جب سلوانیہ یہودی اسٹیٹ بن جائے گا تو میں یہاں کی وزیراعظم بنوں گی اور جب میں سلوانیہ کی وزیراعظم بنوں گی تو دنیا بھر کے مسلمانوں کو اس طرح کے شدت غم سے دوچار کروں گی۔ ان مسلمانوں کو اس دنیا میں جینے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے"۔ مادام ٹائیگر نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ ہارون کی طرف بڑھی اور اس نے ہارون کی پسلیوں میں ٹھوکر رسید کر دی۔ پھر وہ ہارون کے قریب بیٹھ گئی اور اس نے ہارون کے منہ پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ چند ہی تھپڑوں کے بعد ہارون کی آنکھیں کھل گئیں لیکن ان آنکھوں میں شعور کی چمک نہیں تھی۔ چند لمحوں بعد اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک پیدا ہوئی۔

"تم نے دیکھ لیا اپنے بچوں اور بیوی کا انجام۔ اب تمہیں یقین آ گیا ہو گا کہ مادام ٹائیگر ایک ایسے درندے کا نام ہے جس کی مثال کہیں نہیں ملے گی۔ اب بکو کہاں ہے عمران"...... مادام ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا۔

"تمہاری قوم نے انبیاء کو قتل کیا تو تمہاری قوم پر اللہ کی لعنت ہوئی۔ اب ایک لعین قوم سے کسی اچھائی کی توقع تو نہیں کی جا سکتی۔ تم لوگوں نے جب انبیاء پر ظلم و ستم کئے تو ہم جیسے عام انسان

کس شمار قطار میں ہیں''...... ہارون نے نفرت بھرے لہجے میں کہا تو مادام ٹائیگر کا غصہ عروج پر پہنچ گیا۔ اس کا خنجر والا ہاتھ حرکت میں آیا اور خنجر ہارون کے بازو میں گھس گیا۔ اس نے بازو سے خنجر کھینچا اور پھر اس کا خنجر والا ہاتھ گھوما۔ ہارون کا ایک کان کٹ گیا۔ ہارون کے حلق سے چیخیں نکلنے کی بجائے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی اس کے اس غم کے مقابلے میں یہ تکلیف اس کے لئے معمولی ثابت ہو رہی تھی۔ مادام ٹائیگر نے جب ہارون کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھی تو اس پر جنون طاری ہو گیا۔ وہ یہ بات بھول گئی کہ اس نے ہارون سے عمران کے بارے میں پوچھنا ہے۔ اس کا خنجر والا ہاتھ تیزی سے حرکت کرنے لگا۔ ہارون کے جسم پر زخم لگتے چلے گئے یہاں تک کہ اس کا سانس اکھڑ گیا۔ اس کا شعور ختم ہو گیا۔

''تم مر رہے ہو۔ جلدی بتاؤ عمران کہاں ہے۔ جلدی بتاؤ۔ شاباش''...... مادام ٹائیگر تو خنجر چلانے میں مصروف تھی۔ جیکب نے ہارون کے قریب آ کر کہا۔ چونکہ ہارون کا شعور ختم ہو گیا تھا اس لئے جیکب کو یقین تھا کہ اگر مرتے وقت ہارون نے عمران کا ایڈریس بتا دیا تو وہ بالکل درست ہو گا۔ جیکب کی بات سن کر مادام ٹائیگر کو بھی جیسے ہوش آ گیا۔ اس نے اپنا ہاتھ روک لیا۔

''مرڈان کالونی۔ اے پچیس''...... ہارون نے ڈوبتی ہوئی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ اس نے آخری ہچکی لی اور اس کی سانسوں کی مالا ٹوٹ گئی۔



''عمران صاحب۔ اسرائیلیوں کے جی گروپس کا تو تقریباً خاتمہ ہو گیا۔ ان کی آدھی طاقت تو ختم ہو گئی ہو گی''...... صفدر نے کہا۔ وہ اس وقت مرڈان کالونی کی کوٹھی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ رٹنی سے ملنے والی معلومات کے مطابق کئی یہودی گروپس گرفتار ہوئے ہی تھے۔ ان گرفتار ہونے والے ایجنٹوں کی نشان دہی پر اور بھی بہت سے ایجنٹ گرفتار کر لئے گئے تھے۔

''عمران صاحب۔ کیا اسرائیلی حکومت ان ایجنٹوں کی گرفتاری کے بعد دوسرے ایجنٹ نہیں بھیج دے گی''...... خاور نے کہا۔

''ان کے کتنی تعداد میں ایجنٹ مارے گئے اور گرفتار ہوئے۔ مزید مارے جانے ہیں اور گرفتار ہونے ہیں۔ اس سے پہلے اتنی تعداد میں سیکرٹ ایجنٹ کسی بھی ملک کے گرفتار اور مارے نہیں گئے ہوں گے تو کیا پھر اسرائیلی حکومت دوبارہ ایسی جرأت کرے گی

جبکہ گرفتار ایجنٹوں کو شواہد کے ساتھ اقوام عالم کے سامنے بھی پیش کیا جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ اسرائیلیوں کے جی گروپس کا تو خاتمہ ہو گیا۔ اب کتنے گروپس رہتے ہیں ان کے بارے میں ابھی تک کوئی معلومات نہیں مل رہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ان کے بارے میں بھی معلومات مل جائیں گی اور ان کا بھی خاتمہ ہو جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کرنل شالاک کے بارے میں ابھی تک ہمیں کوئی اطلاع نہیں مل سکی''...... صفدر نے کہا۔

''وہ کسی چالاک لومڑی کی طرح چھپا ہوا ہے لیکن فکر مت کرو۔ وہ بھی مل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہمیشہ سرخرو کیا ہے اس مرتبہ بھی سرخرو کرے گا۔ یہودی لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کو قتل کرنا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل و نامراد کرے گا''...... عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بولتا، عمران کے سیل فون پر کال آ گئی۔ عمران نے جیب سے سیل فون سیٹ نکالا۔

''یس۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) اسپیکنگ''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ میں مطیع اللہ ڈائریکٹر آف انٹیلی جنس بیورو بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''جی مطیع اللہ صاحب۔ فرمائیے''...... عمران نے کہا۔



''عمران صاحب۔ ہمیں ایک گٹر کے ہول سے ایک لاش ملی ہے۔ لاش نجانے کہاں سے تیرتی ہوئی آ رہی تھی۔ سینٹری ورکر ایک ہول کی صفائی کر رہے تھے کہ لاش وہاں آ گئی۔ انہوں نے پولیس کو بتایا اور پھر جب لاش کو صاف کیا گیا اور اسے افسران نے دیکھا تو کسی کو شک ہوا کہ یہ لاش کرنل شالاک کی ہے۔ جب مزید شناخت کی گئی تو وہ لاش واقعی کرنل شالاک کی ثابت ہوئی''۔ دوسری طرف سے مطیع اللہ کی آواز سنائی دی۔

''اب لاش کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہمارے آفس کے سرد خانے میں ہے''...... دوسری طرف سے مطیع اللہ نے جواب دیا۔

''او کے۔ میں آ رہا ہوں۔ میں نے لاش کا معائنہ کرنا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اب تو رات کافی ہو گئی ہے اور آج موسم بھی شدید سرد ہے۔ آپ آرام کریں صبح آ جایئے گا''...... مطیع اللہ نے کہا۔

''مطیع اللہ صاحب۔ جب کام کرنا ہوتا ہے تو پھر دن رات نہیں دیکھے جاتے۔ اگر آپ اپنے آفس میں نہیں ہیں تو آپ دفتر میں موجود ڈیوٹی آفیسر کو ہدایت کر دیں کہ میں آ رہا ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''میں دفتر میں ہی ہوں۔ میں تو آپ کے آرام کی خاطر کہہ رہا

تھا۔ بہرحال آپ آ جائیں''...... دوسری طرف سے مطیع اللہ کی آواز سنائی دی تو عمران نے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''عمران۔ کس کی لاش دریافت ہوئی ہے''...... جولیا نے پوچھا۔ عمران نے چونکہ لاؤڈر آن نہیں کیا تھا اس لئے وہ مطیع اللہ کی باتیں نہیں سن سکے تھے۔

''ہم جس چوہے کی تلاش میں تھے وہ گٹر میں مردہ پایا گیا ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''کون۔ کرنل شالاک''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

''میں بھی تمہارے ساتھ چلتی ہوں''...... جولیا بھی اٹھتے ہوئے بولی۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ سلوانی انٹیلی جنس بیورو آفس پہنچ گئے۔

''ہارون صاحب نظر نہیں آ رہے''...... عمران نے سرد خانے کی طرف بڑھتے ہوئے مطیع اللہ سے پوچھا۔

''آفس میں ایک رات ہارون صاحب ہوتے ہیں اور ایک رات میں۔ آج میری باری ہے''...... مطیع اللہ نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ تینوں سرد خانے میں پہنچ گئے۔

''عمران صاحب۔ یہ ہے کرنل شالاک کی لاش''...... مطیع اللہ نے کہا۔ سرد خانے میں اس وقت ایک ہی لاش تھی۔

''ہاں۔ یہ واقعی کرنل شالاک کی لاش ہے۔ حیرت ہے اسے کس



نے مار کر گٹر میں پھینک دیا''...... عمران نے کہا اور پھر وہ لاش کا معائنہ کرنے لگا۔

''اس کی لاش انہی کپڑوں کے ساتھ ملی ہے''...... لاش کا معائنہ کرنے کے بعد عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ سینٹری ورکرز نے کپڑوں سمیت اس کی لاش کو صاف کیا ہے''...... مطیع اللہ نے کہا تو عمران اس کے کپڑوں کا معائنہ کرنے لگا۔ تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ ایک خفیہ جیب تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس خفیہ جیب سے ایک وزیٹنگ کارڈ برآمد ہوا۔ کارڈ پر کنگ راکی لکھا ہوا تھا۔ کنگ راکی کے نیچے کنگ ہوٹل اور اوپر کونے میں ایک ہوٹل کا مونوگرام بنا ہوا تھا۔ عمران نے وہ کارڈ غور سے دیکھا اور پھر اپنی جیب میں ڈال لیا۔

''او کے۔ مطیع اللہ صاحب۔ اب اجازت دیں۔ انشاء اللہ پھر ملاقات ہو گی''...... عمران نے مطیع اللہ سے الوداعی کلمات کہے اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایک بار پھر سڑک پر دوڑ رہی تھی۔

''اب ہم کنگ ہوٹل جا رہے ہیں''...... جولیا نے عمران سے پوچھا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سڑک ویران اور سنسان پڑی ہوئی تھی۔ موسم انتہائی سرد تھا اور وقفے وقفے سے برف باری بھی ہو رہی تھی۔ اس لئے آج دارالحکومت کی سڑکیں سرِ شام ہی سنسان ہو گئی تھیں اور اب تو رات تقریباً نصف گزر چکی تھی۔

تقریباً پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد عمران کی کار کنگ ہوٹل کی پارکنگ میں پہنچ گئی۔ پارکنگ اس وقت خالی ہی تھی۔ عمران نے کار پارکنگ میں روکی۔ کار کی طرف کوئی پارکنگ بوائے بھی نہ آیا۔ عمران اور جولیا کار سے نیچے اترے اور ہال کی طرف بڑھے۔ ہال کا گیٹ بند تھا لیکن جیسے ہی وہ گیٹ کے قریب پہنچے۔ گیٹ کھلا اور دو سیکورٹی گارڈ ان کے سامنے آ گئے۔

''سر۔ گورنمنٹ کے نظام الاوقات کے مطابق اس وقت تمام سروسز بند ہو چکی ہیں''...... ایک سیکورٹی گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہم یہاں کوئی سروس حاصل کرنے نہیں آئے۔ ہم ابھی ایکریمیا سے یہاں پہنچے ہیں۔ ہم نے کنگ راکی سے ملنا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''باس تو دو گھنٹے پہلے اپنے بنگلے پر جا چکے ہیں اور اب تو وہ سو چکے ہوں گے۔ کسی سے بھی نہیں ملیں گے''...... اس سیکورٹی گارڈ نے کہا جو ان سے مخاطب تھا۔ دوسرا خاموش کھڑا تھا۔

''ہم سے وہ کیسے نہیں ملے گا۔ میں اس کی کلاس فیلو اور بہترین دوست ہوں۔ جب وہ ایکریمیا آتا ہے تو سیدھا میرے پاس آتا ہے۔ چاہے رات کے تین بجے ہوں یا چار۔ ہم پہلی بار اس سے ملنے آئے ہیں تو کیا وہ ہم سے نہیں ملے گا۔ انکار کر کے دیکھے پھر میں دیکھوں گی کہ وہ ایکریمیا میں قدم کیسے رکھتا ہے''...... اس مرتبہ



جولیا بولی۔ اس کا لہجہ کافی تیز اور گرم تھا۔

''وہ ہم سے ملے یا نہ ملے یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔ ہمارا ہے۔ تم اس کا ایڈریس بتاؤ۔ ہمارے پاس تو اس کے اسی ہوٹل کا ایڈریس ہے''...... عمران نے سیکورٹی گارڈ سے کہا۔

''جی بہتر سر۔ باس رائل کالونی کے بنگلہ نمبر سیون ٹو میں رہتے ہیں''...... سیکورٹی گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ وہ جولیا کے بات کرنے کے انداز سے متاثر ہو گیا تھا۔

''ان سے ایڈریس پوچھنے کی کیا ضرورت تھی۔ مجھے اس کا سیل فون نمبر یاد ہے۔ میں نے اسے فون کرنا تھا تو اس نے دوڑے دوڑے یہاں آ جانا تھا۔ چلو اب۔ اس کے بنگلے پر ہی چلتے ہیں''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ پارکنگ کی طرف بڑھے۔ رائل کالونی وہاں سے صرف پانچ منٹ کی ڈرائیونگ پر تھی۔ اس لئے وہ پانچ منٹ بعد رائل کالونی کے بنگلہ نمبر سیون ٹو کے گیٹ پر پہنچ گئے۔ چونکہ عمران ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اس لئے جولیا کار سے نیچے اتری اور اس نے ڈور بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تقریباً نصف منٹ بعد گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک آدمی کی شکل دکھائی دی۔ اس کے کاندھے پر مشین گن بھی لٹکی ہوئی تھی۔

''کیا بات ہے''...... اس نے جولیا کو غور سے دیکھنے کے بعد کرخت لہجے میں کہا۔

''شٹ اپ۔ یہ کس لہجے میں مجھ سے بات کر رہے ہو۔ میں

کنگ راکی کی کزن ہوں اور ابھی ابھی ہم ایکریمیا سے آئے ہیں۔ میں اسے بتاؤں گی کہ تم نے اس لہجے میں مجھ سے بات کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس کے بعد تم زندہ دکھائی نہیں دو گے“...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ یہ جولیا کے انداز کا ہی اثر تھا کہ وہ آدمی گھبرا گیا۔

”سس۔ سوری مادام۔ میں آپ کو نہیں جانتا تھا اس لئے پلیز مجھے معاف کر دیں“...... اس نے گھبرا کر کہا۔

”اوکے۔ اوکے۔ گیٹ کھولو“...... جولیا نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا تو اس نے فوراً ہی گیٹ کھول دیا۔ گیٹ کے قریب ہی کیبن تھا جہاں دو مسلح آدمی اور کھڑے تھے۔ گیٹ کھولنے والا انہیں جولیا کے بارے میں بتا رہا تھا۔ انہوں نے جولیا اور اپنے ساتھی کی گفتگو بھی سن لی تھی۔ اس دوران کار اندر آ گئی تھی۔

”مادام۔ باس تو سو چکے ہیں۔ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ آپ کو گیسٹ روم کھول دیتا ہوں آپ آرام کریں۔ صبح باس سے آپ کی ملاقات ہو جائے گی“...... گیٹ کھولنے والے نے کہا۔

”ہم صبح نہیں۔ ابھی اور اسی وقت کنگ راکی سے ملیں گے لیکن تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اب آرام کرو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے“...... جولیا نے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ جولیا کی بات کا مطلب سمجھتے جولیا کے ہاتھ میں سائیلنسرڈ لگا ریوالور نظر آیا اور ایک لمحے سے بھی کم وقت میں ٹھک ٹھک کی تین آوازیں



ابھریں اور ان تینوں کے دلوں میں سوراخ ہو گئے۔ دل میں لگنے والی گولیوں نے ان تینوں کو چیخنے کا موقع بھی نہ دیا۔ گولیاں کھانے کے بعد وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگے جبکہ عمران اور جولیا اصل بلڈنگ کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ کافی محتاط تھے لیکن انہیں اور کوئی مسلح آدمی دکھائی نہیں دیا اور وہ کمروں تک پہنچ گئے۔ زیادہ تر کمرے کھلے تھے اور خالی تھے ایک کمرہ لاک تھا۔ عمران نے جیب سے ایک باریک تار نکالی اور لاک میں ڈالی۔ دس سیکنڈ بعد لاک کھل چکا تھا۔

وہ کمرے میں داخل ہوئے۔ یہ کافی کشادہ کمرہ تھا۔ اس میں جہازی سائز بیڈ موجود تھا اور بیڈ پر ایک یورپین سویا ہوا تھا۔ بیڈ کے قریب ہی ایک چھوٹی سی ٹیبل پر بلیک ہارس کی بڑی بوتل پڑی تھی۔ بوتل آدھی سے زیادہ خالی تھی۔ بیڈ پر سونے والا شراب پیتے پیتے سو گیا تھا۔ کمرے میں موجود بیڈ اور آرائش بتا رہی تھی کہ یہ اس بنگلے کے مالک کا ہی بیڈ روم ہے۔ اس لئے عمران اور جولیا کو یقین تھا کہ بیڈ پر سونے والا کنگ راکی ہے۔ کمرے کا جائزہ لینے کے بعد جولیا نے بیڈ پر سوئے ہوئے آدمی کو بالوں سے پکڑ کر کھینچا اور بیڈ سے نیچے گرا دیا۔ لاشعوری طور پر اس کی ایک چیخ بلند ہوئی اور اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ جیسے ہی اس کی آنکھیں کھلیں جولیا نے اس کے سینے میں ٹھوکر رسید کی۔ یہ کافی زوردار ٹھوکر تھی۔ اس کی پسلیاں چیخ گئیں اور اس کی ایک اور چیخ بلند ہوئی۔

"تم کنگ راکی ہو"...... جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ تم کون ہو"...... اس نے درد سے کراہتے ہوئے کہا۔

"ہم تمہاری موت ہیں"...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے کنگ راکی کے منہ پر مکا مارنا چاہا لیکن اب وہ سنبھل چکا تھا۔ اس لئے اس نے جولیا کا ہاتھ پکڑا اور جھٹکا دے دیا۔ جولیا اچھل کر دور جا گری۔ کنگ راکی اٹھنا چاہتا تھا لیکن عمران کا پاؤں حرکت میں آیا۔ عمران کا پاؤں کنگ راکی کی کنپٹی پر پڑا اور اٹھتا ہوا کنگ راکی ایک بار پھر فرش پر جا گرا۔ اس دوران جولیا نے اس پر چھلانگ لگائی۔ اس کے دونوں پیر کنگ راکی کے سینے سے ٹکرائے اور اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اس کے بعد عمران اور جولیا نے اسے فٹ بال بنا لیا۔ دونوں نے اسے مار مار کر ادھ موا کر دیا۔ اس کا سارا جسم پھوڑے کی مانند دکھنے لگا تھا۔ پھر عمران نے اپنی جیب سے ریوالور نکالا۔ اس ریوالور پر بھی سائیلنسر فٹ تھا لیکن اس نے سائیلنسر اتار لیا۔ کمرہ اس نے دیکھ لیا تھا۔ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔ سائیلنسر ڈ اتارنے کے بعد عمران نے کنگ راکی پر ایک فائر کر دیا۔ ایک دھماکا ہوا اور کنگ راکی کا ایک کان اڑ گیا۔ ساتھ ہی اس کی چیخ بھی بلند ہوئی۔

"کچھ کہو گے بھی یا مارتے ہی جاؤ گے"...... کنگ راکی نے چیختے ہوئے کہا۔



"ابھی تو تمہارے جسم سے گوشت نوچنا ہے"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں خنجر آ گیا۔ اس کے بعد عمران نے اسے دھکا دے کر نیچے گرایا اور پھر اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا۔ اس کی گردن پر پاؤں رکھے رکھے عمران جھکا اور اس نے خنجر اس کے رخسار سے لگایا اور گوشت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا کاٹ لیا۔ وہ بری طرح تڑپا تو عمران نے اس کی گردن سے پاؤں ہٹا لیا۔

"اوہ۔ ظالم۔ مجھے بتاؤ تو سہی مجھے مار کیوں رہے ہو"...... کنگ راکی نے بدستور چیختے ہوئے کہا۔

"تم کرنل شالاک کے ساتھی ہو۔ یہودی ایجنٹ ہو۔ تمہارے جرائم کی لسٹ بہت طویل ہے۔ تمہیں جس قدر بھی اذیت دی جائے کم ہے"...... اس مرتبہ جولیا نے غصے سے کہا اور اس کے زخمی رخسار پر تھپڑ مار دیا۔

"کرنل شالاک کا ایڈریس بتاؤ"...... اس سے پہلے کہ کنگ راکی جولیا کی بات کا جواب دیتا عمران نے اس کے کان پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔ اس کے کان میں سائیں سائیں کی آواز گونجنے لگی۔

"کرنل شالاک تو لاپتہ ہو گیا ہے۔ اب مادام ٹائیگر بلیک ہول کی چیف ہے"...... کنگ راکی نے کہا۔

"لاپتہ نہیں ہوا۔ بلکہ مر گیا ہے۔ اس کی لاش ایک گٹر سے برآمد ہوئی ہے۔ اس کا انجام ہونا بھی یہی تھا۔ اب اس کی لاش سرو

خانے میں پڑی ہوئی ہے''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ کرنل صاحب کو کس نے قتل کیا ہے''...... کنگ راکی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''تمہاری مادام ٹائیگر نے۔ اب ان باتوں کو چھوڑو اور ایڈریس بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''میرا ان سے فون پر رابطہ رہتا تھا۔ میں کبھی ان کی رہائش گاہ پر نہیں گیا''...... کنگ راکی نے کہا۔

''اس کی جیب سے تمہارا کارڈ برآمد ہوا ہے اور اس کارڈ کی وجہ سے ہم تم تک پہنچے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کہیں سے مل گیا ہوگا انہیں''...... کنگ راکی نے کہا تو عمران نے اس پر لاتوں اور مکوں کی بارش کر دی۔ اس کی چیخوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا پھر عمران نے خنجر جیب سے نکالا۔ اس کا خنجر تیزی سے حرکت میں آیا اور کنگ راکی کی ایک آنکھ فرش پر آ گری۔ اس کی طویل اور دلدوز چیخ کی بازگشت کافی دیر تک کمرے میں گونجتی رہی۔

''اب اگر تم نے کسی بات کا جواب نہ دیا تو دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا۔ اپنے بارے میں سب کچھ بک دو''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''مم۔ میں دس سال سے یہاں جی پی نائن کا ایجنٹ ہوں۔ کرنل شالاک صاحب نے بلیک ہول بنائی تو انہوں نے مجھے یہاں



بلیک ہول کا انچارج بنا دیا۔ اب میں یہاں کلر گروپس کا انچارج بھی ہوں لیکن اس کے باوجود میں کرنل شالاک کے یہاں کے ہیڈکوارٹر کبھی نہیں گیا۔ شروع میں انہوں نے جو بزنس آفس بنایا تھا۔ اس بزنس آفس میں میں تین چار بار گیا تھا لیکن پھر انہوں نے اپنا بزنس آفس بند کر دیا''...... کنگ راکی نے کہا۔

''دوسرے شہروں میں کے گروپس کے جو انچارج ہیں ان کے بارے میں بتاؤ''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو کنگ راکی نے ان کی تفصیل بتا دی۔

''یہاں کے گروپس کے بارے میں پوری تفصیل بتاؤ''۔ عمران نے بدستور سرد لہجے میں کہا تو کنگ راکی نے دارالحکومت میں موجود کے گروپس کے بارے میں بھی بتا دیا۔ جیسے ہی عمران نے محسوس کیا کہ وہ تمام تفصیلات بتا چکا ہے اس کا خنجر والا ہاتھ بلند ہوا۔ عمران کے خنجر والے ہاتھ کو بلند ہوتے دیکھ کر کنگ راکی کی اکلوتی آنکھ میں خوف کے تاثرات ابھرے۔ پھر عمران کا خنجر اس کے دل میں اتر گیا۔ اس کے حلق سے نکلنے والی آخری چیخ انتہائی کربناک تھی۔

''آؤ''...... عمران نے جولیا سے کہا اور پھر وہ دونوں کمرے سے باہر نکل آئے۔

''تم نے یہ کیسے کہا ہے کہ کرنل شالاک کو مادام ٹائیگر نے مارا ہے''...... کمرے سے باہر آتے ہی جولیا نے پوچھا۔

''ہم سب تو اسے ابھی ٹریس کر رہے تھے۔ اس لئے ہم میں

سے تو کسی کے ہاتھوں وہ نہیں مارا گیا اور وہ اتنا سیکرٹ رہنے والا تھا کہ اس کے اپنے آدمی بھی اس کی رہائش کے بارے میں نہیں جانتے تھے۔ لہٰذا اس کا کوئی انتہائی قریبی ساتھی ہی اسے مار سکتا ہے اور یہ جرأت بھی سوائے مادام ٹائیگر کے اور کوئی نہیں کر سکتا''...... عمران نے اپنا تجزیہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

''مادام ٹائیگر نے اسے کس وجہ سے قتل کیا ہوگا''...... جولیا نے پوچھا۔

''دراصل ہم مادام ٹائیگر کے ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ جس کی وجہ سے کرنل شالاک نے مادام ٹائیگر کو مارنے کی کوشش کی ہو گی کیونکہ وہ اسی فطرت کا مالک تھا اور مادام ٹائیگر بھی اس کی فطرت سے واقف تھی۔ لہٰذا اس سے پہلے کہ کرنل شالاک اسے قتل کرتا اس نے کرنل شالاک کو قتل کر دیا ہو گا اور اس کی لاش کسی گٹر میں پھینک دی گئی ہو گی ہو گی رپورٹ یہی دی ہو گی کہ کرنل شالاک لا پتہ ہو گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تمہارے تجزیئے بھی سو فیصد درست ہوتے ہیں''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر گیٹ کی طرف بڑھی تا کہ گیٹ کھول دے جبکہ عمران کار کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا پھر اس کی کار گیٹ سے باہر نکلی تو جولیا نے گیٹ بند کیا اور کار میں آ کر بیٹھ گئی۔ عمران نے کار آگے بڑھائی اور ساتھ ہی جیب سے سیل فون سیٹ نکالا اور مطیع اللہ کے نمبرز پریس کرنے لگا۔



''یس مطیع اللہ اسپیکنگ''...... کال رسیو ہونے کے بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) اسپیکنگ''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ حکم فرمائیے''...... دوسری طرف سے مطیع اللہ نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کو بلیک ہول کے کلر گروپس کی تفصیل بتا رہا ہوں آپ نے پورے ملک میں ابھی بیک وقت آپریشن کرنا ہے۔ جی گروپس کے خاتمے کے بعد اب کے گروپس کا خاتمہ ہو جائے گا تو بلیک ہول کا خاتمہ ہو جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ بتائیے عمران صاحب''...... دوسری طرف سے مطیع اللہ کی حیرت میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔ اسے اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ عمران نے اتنی جلدی کے گروپس کے بارے میں تفصیلات حاصل کر لی تھیں۔ عمران نے اسے تفصیلات بتائیں اور پھر اس نے کال منقطع کر دی۔ اس کے ساتھ ہی وہ اپنی رہائشی کوٹھی پر پہنچ گئے اور جیسے ہی ان کی نظریں کوٹھی پر پڑیں ان دونوں کے چہرے زرد ہوتے چلے گئے۔ ان کی کوٹھی ملبے کا ڈھیر بنی ہوئی تھی۔ آگ کا ایک سمندر تھا جو کوٹھی کی جگہ دکھائی دے رہا تھا۔ دھویں کے کثیف بادل آسمان کی طرف اٹھ رہے تھے۔

کوٹھی کے ملبے کو دھویں اور آگ کی لپیٹ میں دیکھ کر عمران اور

جولیا ساکت ہو گئے تھے۔ کوٹھی کی تباہ شدہ حالت بتا رہی تھی کہ اس میں موجود انسان کی ہڈیوں کا بھی سرمہ بن گیا ہو گا۔ انہیں ساکت کھڑے چند لمحے ہی گزرے تھے کہ کئی گاڑیوں کے سائرن سنائی دیئے۔ سائرن کی آوازیں سن کر وہ سکتے سے باہر نکل آئے۔ انہوں نے دیکھا کئی ایمبولینس اور ریسکیو کی گاڑیاں وہاں پہنچ چکی تھیں۔ فائر بریگیڈ کی گاڑیوں نے بھی آناً فاناً اپنی کارروائی شروع کر دی تھی۔ پھر مزید گاڑیاں بھی سائرن بجاتی ہوئی پہنچ گئیں یہ پولیس کی گاڑیاں تھیں۔ پولیس کا عملہ گاڑیوں سے اتر کر معائنہ کرنے لگا۔

''سر۔ آپ کون ہیں''...... ایک پولیس آفیسر نے عمران کے قریب آ کر پوچھا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا البتہ جولیا نے اسے اسپیشل کارڈ دکھایا۔ اسپیشل کارڈ دیکھتے ہی پولیس آفیسر نے انہیں سیلوٹ کیا۔

''سر۔ اس کوٹھی میں''...... پولیس والے نے اپنا فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

''ہاں۔ اس کوٹھی میں ہمارے ساتھی تھے''...... عمران نے ٹھوس لہجے میں کہا اور پھر وہ چند قدم آگے بڑھ گیا۔ جولیا بھی خاموشی سے اس کے پیچھے آ گئی۔ وہ کوٹھی کے گیٹ تک آ گئے۔ فائر بریگیڈ کا عملہ اور ریسکیو کا عملہ اپنی کارروائیوں میں مصروف تھا۔ آگ میں اتنی حدت تھی کہ گیٹ کے قریب بھی کھڑا نہیں ہوا جا رہا تھا۔

''سر۔ پلیز آپ کچھ فاصلے پر چلے جائیں۔ آگ اور دھویں



سے آپ کو نقصان پہنچ سکتا ہے''...... ایک ریسکیو آفیسر نے عمران اور جولیا سے کہا۔ وہ دونوں خاموشی سے پیچھے ہٹ گئے۔ ان دونوں کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کے دل ڈوب رہے ہیں۔ ان دونوں پر ایک بار پھر سکتے کی سی کیفیت طاری ہو گئی۔ پھر نجانے کتنی دیر گزر گئی۔

''باس''...... اچانک عمران کو آواز سنائی دی تو عمران اور جولیا دونوں ہی اچھل پڑے۔ ٹائیگر ان کے قریب ہی موٹر سائیکل پر کھڑا تھا۔ اس کی موٹر سائیکل کس وقت ان کے قریب آ کر رکی تھی انہیں احساس ہی نہیں ہوا تھا۔

''اوہ۔ تم لوگ زندہ ہو''...... عمران نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔ جولیا کا چہرہ بھی کھل اٹھا تھا۔

''یس باس۔ ہم نہ صرف زندہ ہیں بلکہ خیریت سے بھی ہیں۔ آپ آئیں میرے ساتھ''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ انہیں ساتھ لے کر پچیس اے سے اگلی کوٹھی چھبیس اے میں آ گیا۔ اس کوٹھی کے ایک کمرے میں ان کے سارے ساتھی بیٹھے ہوئے تھے اپنے تمام ساتھیوں کو خیریت سے دیکھ کر عمران اور جولیا نے اطمینان کا سانس لیا۔

''کیا ہوا تھا''...... عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''عمران صاحب۔ آپ دونوں کے جانے کے کافی دیر بعد

اچانک ہی جوزف نے چیخ کر خطرے کا اعلان کر دیا تھا۔ اس کی چھٹی حس نے اسے خطرے سے آگاہ کر دیا تھا اور چونکہ ہم کئی بار اس کی چھٹی حس کے صحیح ہونے کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ اس لئے ہم نے آناً فاناً وہ کوٹھی چھوڑی اور چھت کے ذریعے اس کوٹھی میں آ گئے۔ اتفاق سے یہ کوٹھی خالی تھی۔ جیسے ہی ہم اس کوٹھی میں کودے ہمارے والی کوٹھی پر بموں کی بارش ہونے لگی۔ پوری کوٹھی ملبے کا ڈھیر بن گئی۔ کچھ لوگ وین میں بیٹھ کر حملہ کرنے آئے تھے۔ ٹائیگر نے چھبیس اے میں دیکھا تو اسے یہاں ایک کار اور ایک موٹر سائیکل نظر آ گئے۔ اس نے موٹر سائیکل پر اس وین کے تعاقب کا فیصلہ کیا۔ باقی کے واقعات آپ کو ٹائیگر ہی بتا سکتا ہے“...... صفدر نے پیش آنے والے واقعے کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ وہ خاموش ہوا تو عمران نے ٹائیگر کی طرف دیکھا۔

”باس۔ حملہ آور کوٹھی کو مکمل طور پر تباہ ہوتے دیکھ کر مطمئن ہو گئے“...... ٹائیگر نے بولنا شروع کیا۔

”جب بلڈنگ ملبے کا ڈھیر بن گئی تو وہ وین میں فرار ہو گئے۔ میں نے موٹر سائیکل کی لائٹ جلائے بغیر ان کا تعاقب کیا۔ فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ میں نے وین کی بیک لائٹس پر نظر رکھی اور موٹر سائیکل سڑک پر چلانے کی بجائے فٹ پاتھ کے انتہائی کونے میں چلایا۔ یوں انہوں نے دیکھا بھی ہو گا تو انہیں سڑک پر دور دور تک کوئی گاڑی نظر نہیں آئی ہو گی لہٰذا میں نے کامیابی سے وین کا



تعاقب کیا۔ وین ایک جگہ چند سیکنڈ کے لئے رکی وہاں ایک لڑکی وین سے نیچے اتری اور ایک کوٹھی میں داخل ہو گئی جبکہ وین ڈیڑھ کلومیٹر آگے جا کر ایک بار پھر رکی۔ اس میں سے چند آدمی نیچے اتر کر ایک گلی میں داخل ہو گئے جبکہ وین میں ایک دھماکا ہوا اور وین میں آگ لگ گئی۔ وہ آدمی گلی کے ایک مکان میں داخل ہو گئے۔ میں اس مکان پر ایک نظر ڈالتا ہوا واپس آیا ہوں“...... ٹائیگر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ہم نے ان دونوں جگہوں پر بیک وقت ریڈ کرنا ہے۔ صبح ہونے والی ہے اور یہ صبح یہودیوں کے خواب چکنا چور کر دے گی“...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

لارڈ مکاؤ اپنے آفس میں آ کر بیٹھا ہی تھا کہ انٹرکام کی مترنم بیل بجنے لگی۔

’’یس‘‘...... اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے باوقار لہجے میں کہا۔

’’سر۔ سلوانیہ کے فارن منسٹر آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں‘‘۔ دوسری طرف اس کی پی اے نے بتایا۔

’’سلوانیہ کے فارن منسٹر۔ لیکن سلوانیہ سے ہمارے سفارتی تعلقات تو نہیں ہیں اور نہ ہی ہم نے اسے آزاد ملک کی حیثیت سے تسلیم کیا ہے‘‘...... لارڈ مکاؤ نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

’’یس سر۔ لیکن اس کے باوجود وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں‘‘...... پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’اوکے۔ کراؤ بات‘‘...... لارڈ مکاؤ نے کہا اور پھر اس نے



انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ پھر نصف منٹ بعد سفید رنگ کے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

’’یس۔ لارڈ مکاؤ مشیر خاص دی پریذیڈنٹ آف اسرائیل‘‘۔ لارڈ مکاؤ نے باوقار لہجے میں کہا۔

’’فہد جوادی دی فارن منسٹر آف اسلامی جمہوریہ سلوانیہ‘‘۔ دوسری طرف سے بھی باوقار آواز سنائی دی۔

’’ہمارے آپ کے ساتھ سفارتی تعلقات تو نہیں ہیں۔ بہرحال فرمایئے۔ کیسے یاد کیا ہے آپ نے‘‘...... لارڈ مکاؤ نے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

’’لارڈ صاحب۔ جو سازش آپ کی حکومت نے ہماری نوزائیدہ مملکت کے خلاف کی ہے اس سازش کے بعد آپ سے ہمارے سفارتی تعلقات قائم ہو بھی نہیں سکتے‘‘...... دوسری طرف سے فہد جوادی کی طنزیہ آواز سنائی دی۔

’’یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ سراسر الزام لگا رہے ہیں‘‘۔ لارڈ مکاؤ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’یہ اگر الزام ہوتا تو ہم عالمی عدالت میں نہ جاتے۔ آپ کی تنظیم بلیک ہول نے ہمارے ملک میں دہشت گردی کی کارروائیاں کی ہیں۔ اس کے تمام ثبوت وشواہد ہم نے عالمی عدالت کو پیش کر دیئے ہیں۔ عالمی میڈیا بھی وہ ثبوت اور شواہد حاصل کر چکا ہے اور اب سے چند لمحوں بعد کئی عالمی ٹی وی چینل اس پر خبریں اور

تبصرے پیش کرنے والے ہیں۔ بلیک ہول کے سابق چیف کرنل شالاک کی لاش بھی ہمارے پاس موجود ہے اور اسے بلیک ہول کی نئی چیف مادام ٹائیگر نے قتل کیا ہے اور اس نے کئی عالمی ٹی وی چینل کے سامنے اس کا اعتراف کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس مادام ٹائیگر نے اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ سلوانی انٹیلی جنس بیورو کے ڈپٹی ڈائریکٹر کو اس کی بیوی اور دو بچوں سمیت جس سفاکی اور بربریت سے قتل کیا ہے اس کی فلم بھی عالمی عدالت اور عالمی میڈیا کو پیش کر دی گئی ہے۔ ڈپٹی ڈائریکٹر کے کمرے میں خفیہ کیمرے لگے ہوئے تھے جس کا علم مادام ٹائیگر کو نہیں تھا۔ اس کے علاوہ مادام ٹائیگر جس کوٹھی سے اور جس انداز سے گرفتار ہوئی ہے اس کی بھی فلم موجود ہے۔ اس فلم کے علاوہ بھی اس کوٹھی سے ایسے ناقابل تردید ثبوت ملے ہیں جو دنیا کے سامنے آپ کا اصلی چہرہ بے نقاب کر دیں گے۔ اس کے علاوہ کارروائیوں کے دوران آپ کے سینکڑوں سیکرٹ ایجنٹ مارے جا چکے ہیں اور سینکڑوں گرفتار کر لئے گئے۔ ان کی لاشوں سے اور گرفتار افراد سے آپ انکاری نہیں ہو سکتے''...... فہد جوادی کی طنزیہ آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ اوہ۔ لگتا ہے آپ نے پاکیشیا کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف کوئی گہری سازش کی ہے۔ آپ کا ایک آفیسر پاکیشیا گیا تھا اور وہاں کا خطرناک سیکرٹ ایجنٹ علی عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کے ساتھ آپ کے ملک میں آیا ہوا تھا۔ یقیناً اس نے



اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اس سازش کے تانے بانے بنے ہوں گے لیکن ہم آپ کی اس سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے اور اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی دیکھ لیں گے۔ وہ اسرائیل کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اسرائیل کو کھربوں ڈالرز کا نقصان پہنچایا ہے اور اسرائیل کے ٹاپ ایجنٹوں کو ہلاک کیا ہے۔ ہم اس سے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بھیانک انتقام لیں گے ایسا بھیانک انتقام جسے دنیا دیکھے گی۔ ہم عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کو عبرت کا نشان بنا دیں گے''...... لارڈ مکاؤ کا بس نہ چلا تو اس نے اپنا سارا غصہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پر نکالتے ہوئے کہا۔

''عالمی عدالت میں ثابت کریں کہ یہ آپ کے خلاف سازش ہے اور کیا آپ کو عمران فوبیا ہے کہ آپ ہر مسئلے میں عمران، عمران پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان اسلامی دنیا کے ہیروز ہیں آپ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان نے ہمارا بھرپور ساتھ دیا ہے اور ہمیں اس بات پر فخر ہے۔ بہرحال اب آپ عالمی میڈیا کے سامنے جا کر عمران، عمران کا ورد کریں۔ اوکے گڈ بائی''...... دوسری طرف سے فہد جوادی کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد کال منقطع ہوگئی۔ (یہ کال فہد جوادی کے آفس سے عمران نے فہد جوادی کے لب و لہجے میں کی تھی۔ جبکہ فہد جوادی حیران کن نظروں سے عمران

کی طرف دیکھ رہا تھا اور عمران کے ساتھی صوفوں پر بیٹھے فہد جوادی کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ رہے تھے) لارڈ مکاؤ نے رسیور کریڈل پر رکھا اور دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔ کچھ دیر تک وہ اس حالت میں بیٹھا رہا۔ پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور پریذیڈنٹ ہاؤس کے نمبر پریس کرنے لگا کیونکہ اب صدر مملکت کو رپورٹ دینا بہت ضروری تھا۔

## ختم شد


ہر قسم کے ناول، ماہانہ ڈائجسٹ، بچوں کی کہانیاں، عمران سیریز

**آئیڈیل پبلک لائبریری**

0301-7263296
0334-9630911 عظیم احمد طارق ★ نزد گھنٹہ گھر کمالیہ

علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہنگامہ خیز ایڈونچر

مکمل ناول

**ڈاکٹر بلیک**

مصنف ارشاد العصر جعفری

**ارسلان پبلی کیشنز** اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ **ملتان**

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com



عمران سیریز میں تیز ٹمپو، ایکشن فل یادگار کہانی

مکمل ناول

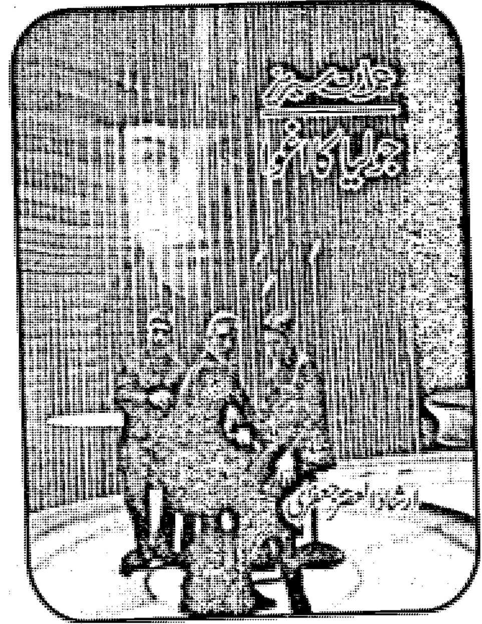
**جولیا کا اغوا**

مصنف
ارشاد العصر جعفری

- ❋ بلیک سکائی۔ سوئس سیکرٹ ایجنسی جس نے جولیا کو غدار قرار دیتے ہوئے اسے موت کی سزا دینے کا فیصلہ کرلیا۔
- ❋ لیڈی شینا جو کہ جولیا کی کلاس فیلو اور دوست تھی۔ اس نے نہایت آسانی سے جولیا کو اغوا کر کے گریٹ لینڈ پہنچا دیا۔
- ❋ جولیا کے اغوا کی خبر سن کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے ذہن ماؤف ہوگئے۔
- ❋ عمران کے نزدیک جولیا کا اغوا کوئی بڑا واقعہ نہیں تھا۔ عمران نے جولیا کے اغوا کو کیوں اہمیت نہیں دی ——؟
- ❋ صفدر اور تنویر دشمنوں کے نرغے میں بے ہوش پڑے تھے اور ان کی زندگیاں شدید خطرے سے دوچار تھیں لیکن عمران انہیں نظر انداز کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ کیوں ——؟
- ❋ جان براؤن اور لیڈی شینا نے زنجیر سے جکڑی ہوئی جولیا کو گولیاں مار دیں اور پھر اس کی لاش کو ٹھکانے لگا دیا تھا۔
- ❋ عمران جولیا کی تلاش میں گریٹ لینڈ کے سمارٹرا جزیرے تک پہنچا اور اس

نے لاشوں کے پشتے لگا دیئے لیکن عمران کو خبر ملی کہ جولیا کو قتل کرنے کے بعد اس کی لاش کو ٹھکانے لگا دیا گیا ہے تو عمران وحشی درندے میں تبدیل ہو گیا۔

❋ جولیا کی موت کی خبر سن کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو سکتہ ہو گیا۔




انتہائی تیز رفتار ایکشن اور دل کی دھڑکنوں کو روک دینے والا سسپنس

ایک منفرد اور یادگار کہانی


ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com


عمران سیریز میں ایک ناقابل فراموش ایکشن فل ناول

====================

مکمل ناول

# ریڈ وولف

مصنف
ارشاد العصر جعفری

//// ریڈ وولف ایک ایسا بھیڑیا صفت انسان جس کا دعویٰ تھا کہ انسانی خون اور انسانی گوشت اس کی مرغوب غذا ہے۔

//// وہ جان لیوا لمحات جب عمران ریڈ وولف کے سامنے بے بس اور لاچار پڑا ہوا تھا۔ کیا ریڈ وولف نے عمران کا خون پی لیا ——؟

//// پاکیشیا کے خلاف کافرستان کی ایک گہری سازش جو کامیاب ہو رہی تھی اور عمران اس سے لاعلم تھا۔ اس سازش کا کیا نتیجہ نکلا ——؟

//// پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران نے عمران کی سربراہی میں کام کرنے سے انکار کر دیا۔ کیوں ——؟

//// پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کے اس انکار کا کیا نتیجہ برآمد ہوا؟

//// جوزف اپنی کار میں بیٹھا ہی تھا کہ کار کو بم سے اڑا دیا گیا۔ کیا جوزف زندہ بچ سکا۔ یا ——؟

//// عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم ریڈ وولف کو تلاش کر رہی تھی لیکن وہ پاکیشیا میں دہشت گردی کی کامیاب کارروائیاں کر رہا تھا۔

پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم ریڈ وولف کو تلاش کرنے میں کیوں ناکام ہوئی؟

//// کافرستان نے کئی ممالک سے مطالبہ کر دیا کہ وہ پاکیشیا کے ساتھ سفارتی تعلقات ختم کر دیں۔

//// کیا کافرستان، پاکیشیا کو تنہا کرنے میں کامیاب ہو سکا ——؟



قدم قدم پر ہنگامے، عمران کی شوخیاں، لمحہ بہ لمحہ بدلتی سچویشن اعصاب شکن سسپنس اور ایکشن سے بھرپور ناول۔


Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com


عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد تیز رفتار کہانی

مکمل ناول

# مارس ایکشن

مصنف ارشاد العصر جعفری

==== عمران اور اس کے ساتھیوں کو سرخ سیارے مریخ کی مخلوق نے اغوا کر لیا۔ کیوں ——؟

==== مریخ پر پراسرار بیماری پھیل گئی۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی بھی اس بیماری کی لپیٹ میں آ گئے ——؟

==== مریخ کے سائنسدان عمران کے دماغ پر تجربات کرنے کے لئے بالکل تیار تھے اور تنویر مریخی لڑکی سے شادی کر رہا تھا۔ اور پھر ——؟

==== مریخ کے تین کنگ جولیا سے شادی کے خواہش مند تھے۔ اور پھر جولیا کے حصول کے لئے مریخ کے تین ممالک کے درمیان ہولناک جنگ چھڑ گئی۔ پھر کیا ہوا ——؟

==== وہ لمحات۔ جب مریخ کی مخلوق نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو پرندوں میں تبدیل کر دیا۔ کیا وہ اپنے اصلی روپ میں واپس آ سکے؟

❖❖❖ ایک یادگار ناول ❖❖❖


Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز

# ڈاکٹر بلیک

ارشاد العصر جعفری



عمران سیریز

# ڈاکٹر بلیک

ارشاد العصر جعفری

